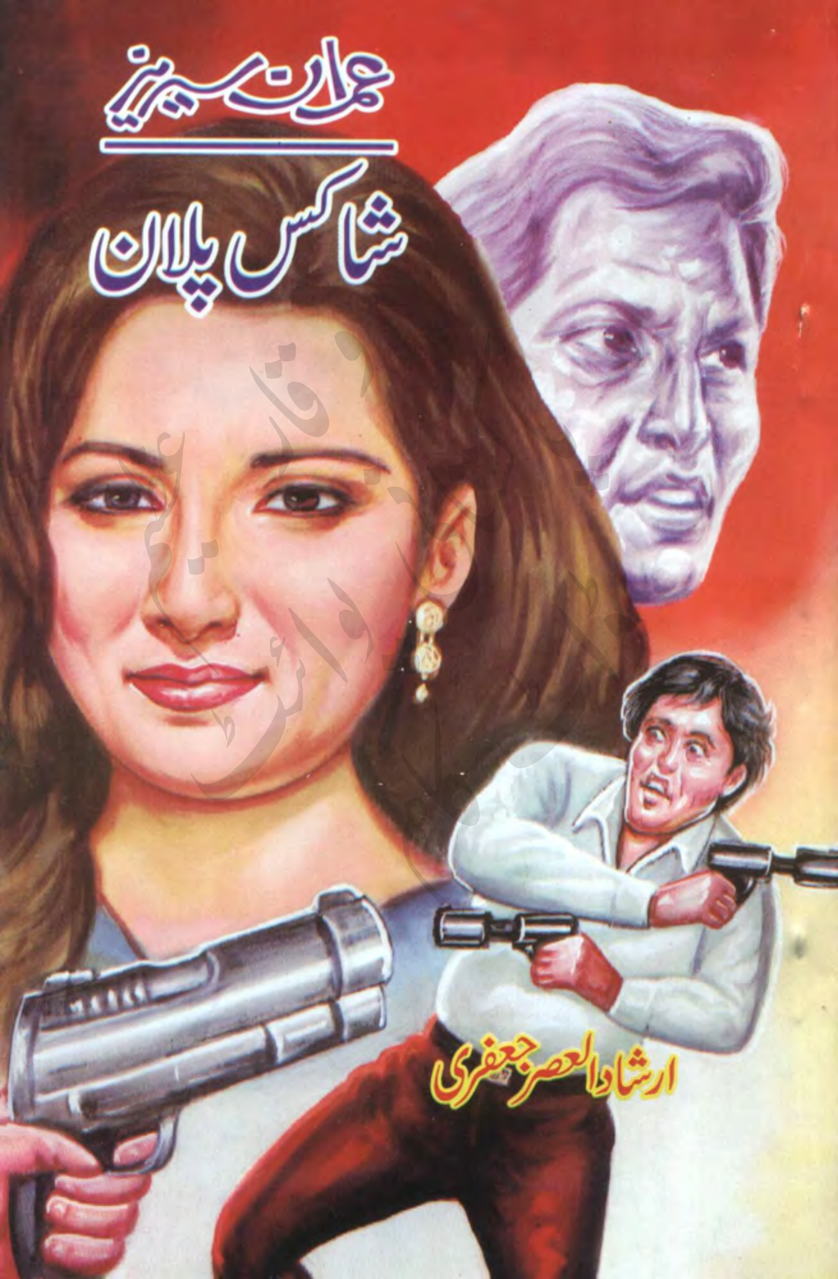
عمران سیریز
شاکس پلان
ارشادالعصر جعفری

محترم قارئین

السلام علیکم!

لیجئے نیا ناول "شاکس پلان" اشاعت کے مراحل سے گزر کر آپ کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے۔ یہ پاکیشیا کے خلاف روسیاہ کی ایک ایسی سازش کو بے نقاب کرتا ہے کہ جس سے پاکیشیا کے کروڑوں افراد لقمۂ اجل بن سکتے ہیں اور کسی کو یہ معلوم بھی نہیں ہونا تھا کہ یہ کسی کی سازش ہے یا قدرتی آفت۔

بے شک زلزلہ قدرتی آفات میں سے ایک بڑی آفت ہے لیکن اب انسان نے مصنوعی زلزلے پیدا کرنے کے فارمولے بنا لئے ہیں اور وہ مصنوعی زلزلوں کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کی پلاننگ کر رہا ہے۔ روسیاہ نے تو نہ صرف پلاننگ کی بلکہ پہلا تجربہ پاکیشیا پر کرنے کا فیصلہ بھی کر لیا کہ پاکیشیا مسلمانوں کا لیڈر ملک ہے اور تمام غیر مسلم طاقتوں کی آنکھوں میں کانٹا بن کر چبھتا ہے اس لئے کافرستان، اسرائیل، ایکریمیا اور روسیاہ سمیت غیر مسلم ممالک آئے دن پاکیشیا کے خلاف منصوبے بناتے رہتے ہیں تاکہ پاکیشیا جو کہ اسلام کا قلعہ ہے کو اتنا کمزور کر دیں کہ اس کی قلعہ والی حیثیت ختم ہو جائے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ طویل تر سازشوں کے باوجود پاکیشیا قائم و دائم ہے اور انشاء اللہ قیامت تک قائم و دائم رہے گا

کیونکہ پاکیشیا پر اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات ہیں۔

قارئین۔ روسیاہ کا شاکس پلان خفیہ طریقے سے جاری ہوتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ پاکیشیا کے خلاف کوئی سازش ہو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اس سے بے خبر رہے لہٰذا جیسے ہی اس بھیانک منصوبے کی خبر ایکسٹو کو ملتی ہے تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس فوراً حرکت میں آتی ہے۔ ان کے مقابلے میں روسیاہ کی سیکرٹ ایجنسیاں آتی ہیں جو دنیا بھر میں اپنی کارکردگی کے اعتبار سے مشہور ہیں۔ یوں ایک جان لیوا، ایکشن اور سسپنس سے بھرپور کہانی جنم لیتی ہے جس کا نام میں نے شاکس پلان رکھا ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرے سابقہ ناولوں کی طرح یہ ناول بھی آپ کو پسند آئے گا اور آپ بذریعہ خط مجھے اپنی رائے سے نوازیں گے۔ اب اجازت چاہوں گا۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری

علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہنگامہ خیز ایڈونچر

مکمل ناول

بلیک سرکل

مصنف ارشاد العصر جعفری

سوپر فیاض نے پورے ہال پر نظر دوڑائی۔ ایک بھی میز خالی نہیں تھی۔ یہ دوپہر کے کھانے کا وقت تھا اس لئے ہال میں لوگوں کا خوب رش تھا۔ پیس ہوٹل کو بنے چند مہینے ہی ہوئے تھے لیکن ان چند مہینوں میں اس نے دارالحکومت کے امراء کی توجہ حاصل کر لی تھی۔ ہوٹل کی سروس، کھانے کا معیار و لذت ایسی تھی کہ اب اس ہوٹل میں کھانے کے اوقات میں کوئی میز خالی نظر نہیں آتی تھی۔ سوپر فیاض آج پہلی بار اس ہوٹل میں آیا تھا لیکن کوئی میز خالی نہ پا کر وہ کوفت کا شکار ہو رہا تھا۔ وہ واپس مڑنے کا سوچ ہی رہا تھا کہ اس کی نظر ایک غیر ملکی لڑکی پر پڑی جو اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ لڑکی اتنی خوبصورت اور حسین تھی کہ سوپر فیاض کے مڑتے ہوئے قدم رک گئے۔ پھر وہ چہرے پر مسکراہٹ سجائے اس میز کی طرف بڑھا جس پر لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔

''ہیلو''...... سوپر فیاض نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا تو لڑکی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور اسے دیکھ کر پریشان ہوگئی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں"...... سوپر فیاض نے بڑے مہذبانہ لہجے میں کہا۔

"جی جی۔ تشریف رکھیئے"...... لڑکی نے بھی با اخلاق لہجے میں کہا۔ ایک لمحہ پہلے اس کے چہرے پر جو پریشانی نمودار ہوئی تھی وہ اب زائل ہو گئی تھی۔

"تھینک یو۔ دراصل میں کھانا کھانے آیا ہوں لیکن ہال میں کوئی میز خالی نہیں تھی۔ آپ اکیلی بیٹھی ہوئی تھیں اس لئے میں آپ کی طرف آ گیا کہ کھانا بھی کھا لوں گا اور آپ سے کمپنی بھی ہو جائے گی۔ آپ کھانا کھا چکی ہیں یا ابھی کھانا ہے"...... سوپر فیاض نے کہا اور پھر اس نے ویٹرس کو بھی بلا لیا۔

"میں کھانا کھا چکی ہوں"...... لڑکی نے کہا تو سوپر فیاض نے ویٹرس کو کھانے کا آرڈر دیا۔

"میں کھانا کھا لوں تو پھر آپ میرے ساتھ کافی ضرور پئیں گی"۔ سوپر فیاض نے اسے میٹھی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ اگر آپ کہتے ہیں تو میں کافی آپ کے ساتھ پی لوں گی"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو۔ ویسے میں نے محسوس کیا تھا کہ آپ مجھے دیکھ کر کچھ پریشان ہو گئی تھیں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"جی ہاں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہاں پولیس آفیسر بہت ہی سنگدل اور ظالم ہوتے ہیں۔ وہ بے گناہ افراد کو بھی اٹھا کر پولیس

اسٹیشن لے جاتے ہیں اور ان پر خوب تشدد کرتے ہیں"...... لڑکی نے کہا۔ سوپر فیاض یونیفارم میں تھا اس لئے لڑکی اسے پولیس آفیسر سمجھ رہی تھی۔

"آپ اتنی حسین، خوبصورت اور پرکشش ہیں کہ کوئی بھی مرد آپ پر تشدد کا تصور بھی نہیں کر سکتا اور دوسری بات یہ کہ آپ نے یہاں کی پولیس کے بارے میں جو کچھ سنا ہے بالکل غلط سنا ہے۔ بے گناہ اور قانون کے پابند لوگوں کو یہاں پولیس انگلی تک نہیں لگاتی اور تیسری بات یہ ہے کہ میں پولیس آفیسر نہیں بلکہ میں سنٹرل انٹیلی جنس کا چیف آفیسر ہوں مس"...... سوپر فیاض نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام مارٹینا ہے اور میں نے سنا ہے کہ یہاں کے آفیسر کافی سخت مزاج ہوتے ہیں"...... لڑکی نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ کسی حد تک صحیح ہے لیکن میں ان آفیسر میں شامل نہیں ہوں مس مارٹینا۔ میں تو فرینڈلی آفیسر ہوں اور خاص طور پر غیر ملکی افراد کی خدمت کے لئے تو میں ہر وقت تیار رہتا ہوں اور آپ جیسی چارمنگ شخصیت کی حامل دوشیزہ کے لئے تو میرے دل میں بہت نرم گوشہ موجود ہے"...... سوپر فیاض نے نہایت ہی میٹھے لہجے میں کہا تو لڑکی کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آ گئی۔

"اب یہ بات تو میں نے سچ ہی سنی ہے کہ پاکیشیائی مرد بہت ہی رومانٹک ہوتے ہیں"...... مارٹینا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ان کی میز پر کھانا سرو ہو گیا۔

"سر۔ میں ابھی دو منٹ میں واپس آتی ہوں"...... مارٹینا نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر واش روم کی طرف چلی گئی۔ کھانا میز پر لگ چکا تو سوپر فیاض کھانا کھانے لگا۔ مارٹینا کچھ ہی دیر بعد واپس آ گئی۔

"سر۔ آپ نے میرا نام تو پوچھ لیا، اپنا نام نہیں بتایا"...... کرسی پر بیٹھنے کے بعد مارٹینا نے کہا۔

"میں سمجھا کہ آپ نے بیج پر میرا نام پڑھ لیا ہو گا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"اوہ۔ سوری۔ میں نے بیج کی طرف دھیان ہی نہیں دیا"۔ مارٹینا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سوپر فیاض کے سینے پر لگے ہوئے بیج سے اس کا نام پڑھ لیا۔

"مس مارٹینا۔ آپ کہاں ٹھہری ہوئی ہیں"...... سوپر فیاض نے پوچھا اور پھر اس نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔

"سر۔ فی الحال تو اسی ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہوں۔ چند دنوں بعد میرا داخلہ یونیورسٹی میں ہو جائے گا تو پھر میں یونیورسٹی کے ہاسٹل میں شفٹ ہو جاؤں گی"...... مارٹینا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ یہاں پڑھنے کے لئے آئی ہیں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"جی۔ مجھے آپ کی زبان بہت پسند ہے اور میں آپ کی زبان میں ماسٹر کرنے کے لئے آئی ہوں"...... مارٹینا نے کہا۔

"یہ سن کر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے۔ میں آپ کو اپنا انتہائی

پرسنل نمبر دے رہا ہوں۔ اگر آپ کو کبھی کوئی مسئلہ درپیش آ جائے تو آپ نے مجھے ضرور بتانا ہے"...... سوپر فیاض نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"جی سر۔ آپ کی مہربانی ہے"...... مارٹینا نے کہا تو سوپر فیاض نے اسے اپنا نمبر بتایا اور پھر اس نے کافی منگوانے کے لئے ویٹرس کو قریب آنے کا اشارہ کیا لیکن اس سے پہلے کہ ویٹرس اس کے قریب آتی، اسے ایک آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم"...... اور یہ آواز سنتے ہی سوپر فیاض اچھل پڑا۔ اس کا خوشگوار موڈ یکدم خراب ہو گیا کیونکہ آواز سو فیصد عمران کی تھی جو اس کے سامنے پہنچ چکا تھا۔

"دیکھو۔ اللہ تعالیٰ رزق کا انتظام کس طرح کر دیتا ہے۔ آج میرا بٹورہ میرے معدے کی طرح خالی تھا اور میں پریشان تھا کہ کیسے کھانا کھاؤں گا لیکن دیکھو اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارا مہمان بنا کر یہاں بھیج دیا ہے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھنے کے بعد اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ آرڈر پلیز"...... جیسے ہی عمران خاموش ہوا ویٹرس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ سوپر فیاض اسے کافی کا آرڈر دیتا، عمران بول پڑا۔

"تم پہلے تو کھانا لے آؤ پھر کافی لے آنا"...... عمران نے ویٹرس سے کہا تو اس نے مینو کارڈ عمران کی طرف بڑھایا۔ عمران نے اپنی

پسند کے مطابق آرڈر دیا اور ویٹرس چلی گئی۔ اس کے بعد عمران نے مارٹینا کی طرف دیکھا تو جو دلچسپ نظروں سے عمران کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ایک تو عمران کی شخصیت ہی ایسی تھی کہ جنس مخالف اس میں خصوصی دلچسپی لیتی تھی اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اس وقت عمران کے چہرے پر حماقتوں کی آبشار بہہ رہی تھی۔

''دیکھو عمران۔ تم آ تو گئے ہو لیکن تم نے شائستہ بات کرنی ہے۔ میں کوئی بدتمیزی برداشت نہیں کروں گا''...... سوپر فیاض نے دھمکی دینے والے لہجے میں کہا۔

''مجھے مس شائستہ سے بات کر کے بہت خوشی ہو گی لیکن حیرت ہے کہ ان کا نام شائستہ کیسے ہو گیا۔ یہ تو غیر ملکی لگ رہی ہیں اور نام ان کا مقامی خواتین والا ہے''...... عمران نے طوطے کی طرح آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا۔

''میرا نام شائستہ نہیں بلکہ مارٹینا ہے عمران صاحب''...... مارٹینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بری بات ہے سوپر فیاض۔ اتنے بڑے آفیسر ہو کر تم جھوٹ بولتے ہو''...... عمران نے لفظ جھوٹ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ فیاض کے چہرے پر تو جھلاہٹ کے تاثرات ابھر آئے جبکہ مارٹینا کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

''تم۔ تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ سکتے''...... سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''دیکھا مس مارٹینا۔ جھوٹ بھی بولتے ہیں اور پھر غصہ بھی دکھاتے ہیں۔ اسے کہتے ہیں الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں جانتی ہوں۔ سر نے جھوٹ نہیں بولا بلکہ انہوں نے آپ سے کہا ہے کہ آپ شائستہ بات کریں''...... مارٹینا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ نہیں جانتیں۔ شائستہ لڑکی کا نام ہوتا ہے''...... عمران نے کہا اور اسی وقت ان کی میز پر کھانا بھی آ گیا۔

''میں اردو بہت اچھی طرح جانتی ہوں عمران صاحب۔ میں اردو میں ماسٹر کرنے کے لئے آئی ہوں''...... مارٹینا نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''دستور زمانہ ہے۔ افسروں کی ہاں میں ہاں سب ملاتے ہیں''۔ عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ کھانا کھانے لگا۔

''سر۔ آپ کے دوست عمران صاحب بہت ہی دلچسپ انسان ہیں''...... مارٹینا نے سوپر فیاض سے کہا۔

''ہاں۔ اسے چڑیا گھر یا سرکس میں ہونا چاہئے تھا۔ شہر میں یہ نجانے کیسے آ گیا ہے''...... سوپر فیاض نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہمہ یاراں جنت ہمہ یاراں دوزخ۔ تم چڑیا گھر پہنچو پھر دیکھو میں کیسے دوڑا دوڑا آتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چونکہ اس بات کی مارٹینا کو سمجھ نہیں آئی تھی اس لئے اس نے دونوں

کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

"مس مارٹینا۔ یہ شخص عمران جو آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ یہ"...... سوپر فیاض کی بات ابھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ایک دھماکا ہوا اور مارٹینا کی دلدوز چیخ بلند ہوئی۔ ریوالور سے چلائی جانے والی گولی نے مارٹینا کے ماتھے پر سوراخ کر دیا تھا اور وہ الٹ کر کرسی سمیت عقب میں جا گری۔

فائر کے دھماکے اور مارٹینا کی کربناک چیخ نے ہال میں موجود افراد کو خوفزدہ کر دیا۔ وہ افراتفری میں اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف دوڑے۔ سب کے ایک ساتھ دروازے کی طرف بڑھنے سے ہال میں بھگدڑ مچ گئی۔ کئی خواتین دھکا لگنے کی وجہ سے نیچے گر گئیں اور بھاگنے والوں کے قدموں تلے کچلی جانے لگیں۔ ان کی چیخوں نے وہاں سراسیمگی پھیلا دی۔ وہاں اس قدر شور ہو گیا کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ فائر ہوتے ہی عمران کی تیز نظروں نے چاروں طرف گردش کی تھی لیکن اسے فائر کرنے والا نظر نہیں آیا تھا۔

طویل القامت، بھاری جسامت اور سرخ رنگت کا روسیاہی ایک درمیانے سائز کے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ٹیبل پر ایک ٹیلی فون، ایک کمپیوٹر اور چند دوسری چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ کمپیوٹر کی سکرین پر ایک نقشہ دکھائی دے رہا تھا اور وہ روسیاہی اس نقشے کو غور سے دیکھ رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی اور ساتھ ہی دروازہ ہلکا سا کھل بھی گیا لیکن اندر کوئی نہیں آیا۔

"یس۔ کم اِن"...... روسیاہی نے دروازے کی طرف دیکھ کر بھاری آواز میں کہا تو ایک اور روسیاہی کمرے میں داخل ہوا۔

"کس لئے آئے ہو مٹاکوف"...... کمرے میں پہلے سے موجود روسیاہی نے سخت لہجے میں آنے والے سے پوچھا۔

"باس۔ ایک اہم رپورٹ دینے آیا ہوں"...... مٹاکوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بولو"...... باس نے مٹاکوف کے چہرے پر نظریں گاڑتے

ہوئے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ میں نے مارٹینا کو آف کر دیا ہے''...... مٹاکوف نے کہا تو باس بری طرح چونک پڑا۔

''مارٹینا کو آف کر دیا ہے لیکن کیوں۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو اس نے مجھ سے فون پر بات کی تھی''...... باس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں مارٹینا پر نظر رکھوں''...... مٹاکوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مارٹینا نے مجھے رپورٹ دی تھی کہ سنٹرل انٹیلی جنس کا سرنٹنڈنٹ فیاض احمد اس سے دوستی کا خواہشمند ہے۔ سنٹرل انٹیلی جنس کا سپرنٹنڈنٹ عاشق مزاج آدمی ہے۔ مارٹینا سے اس کی ملاقات اتفاقاً ہوگئی اور اس کی کچھ دیر کی دوستی سے مارٹینا کو کوئی فرق نہیں پڑنا تھا جبکہ دوستی سے انکار پر وہ برہم ہو کر اس کے خلاف کوئی حرکت کر سکتا تھا اس لئے میں نے مارٹینا کو اجازت دے دی کہ وہ اس سے دوستی کر لے اور تمہیں اس کی نگرانی کرنے کا حکم اس لئے دیا تھا کہ کوئی مارٹینا کی نگرانی کر رہا ہو تو تمہاری نظروں میں آ جائے لیکن تم نے اسے آف کر دیا''...... باس نے بھاری آواز میں کہا۔

''باس۔ مارٹینا کو آف کرنا ضروری ہو گیا تھا کیونکہ اس کے پاس علی عمران پہنچ گیا تھا''...... مٹاکوف نے کہا تو عمران کا نام سن کر باس ایک بار پھر چونکا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کیسے۔ وہ کیسے وہاں پہنچ گیا۔ کیا وہ مارٹینا کی وجہ سے وہاں آیا تھا''...... باس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ عمران کو دیکھ کر میں نے وہاں کے سپروائزر سے اس کے متعلق پوچھا۔ سپروائزر عمران کا جاننے والا تھا اس نے مجھے بتایا کہ عمران سپرنٹنڈنٹ فیاض کا گہرا دوست ہے اور یہ فیاض احمد جہاں بھی کھانا کھانے جاتا ہے علی عمران عموماً وہاں پہنچ جاتا ہے۔ اب بھی عمران اتفاق سے وہاں پہنچا تھا اور وہ کھانا کھانے ہی آیا تھا کیونکہ اس نے ٹیبل پر بیٹھتے ہی کھانا منگوا لیا تھا لیکن اس جیسے انسان سے اتفاقاً ملاقات بھی خطرے کا باعث بن سکتی ہے اس لئے میں نے فوراً ہی مارٹینا کو آف کرنا مناسب سمجھا اور آپ کی ہدایات بھی یہی ہیں کہ عمران سے دور رہا جائے''...... مٹاکوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ ایک اہم واقعہ ہے۔ مجھے اس کی اطلاع ہائی کمان کو کرنی پڑے گی۔ تم اس طرح کرو کہ باہر بیٹھو۔ میں ہائی کمان سے بات کر لوں پھر تمہیں بلاتا ہوں''...... باس نے چند لمحے سوچ کر مٹاکوف سے کہا۔

''او کے باس''...... مٹاکوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ مٹاکوف کے باہر جانے کے بعد باس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس لیگونا اسپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چیف۔ برڈف بول رہا ہوں"...... باس نے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کس لئے فون کیا ہے برڈف"...... دوسری طرف سے لیگونا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے برڈف کا فون کرنا اچھا نہ لگا ہو۔

"چیف۔ ایک اہم واقعہ ہو گیا ہے جس کی اطلاع آپ کو دینا ضروری تھا"...... باس نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں بولو۔ کیا واقعہ ہو گیا ہے"...... لیگونا کی آواز سنائی دی تو باس نے مارٹینا والا واقعہ تفصیل سے بتا دیا۔

"ہمارے کسی بھی آدمی کو عمران کے سامنے نہیں آنا چاہئے تھا اور اگر مارٹینا کی ملاقات اتفاق سے عمران سے ہو گئی تھی تو اسے ختم کرنے میں جلد بازی نہیں کرنی چاہئے تھی۔ اب عمران کے سامنے مارٹینا قتل ہوئی ہے تو وہ اس کی انوسٹی گیشن کرے گا اور جس قسم کا وہ انسان ہے وہ مارٹینا اور مٹاکوف کے راستوں پر چلتا ہوا تم تک پہنچ سکتا ہے اور ہم اپنے مشن کے جس حصے پر ہیں ہرگز افورڈ نہیں کر سکتے کہ عمران ہمارے مشن کی طرف متوجہ ہو یا اسے ہمارے مشن کی بھنک پڑے"...... دوسری طرف سے لیگونا کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں چیف۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے"۔ برڈف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارٹینا کے قتل کی انوسٹی گیشن کرتے ہوئے عمران نے لازماً

مٹاکوف تک پہنچ جانا ہے اور اگر وہ مٹاکوف تک پہنچ گیا تو پھر اس کا تم تک پہنچنا مشکل نہیں ہو گا لہٰذا سب سے پہلے تو تم مٹاکوف کو آف کر دو اور اس کی لاش کو اس طرح ٹھکانے لگاؤ کہ وہ کسی کو دستیاب نہ ہو سکے۔ اس کے بعد اپنے تمام آدمیوں کو ہدایت کر دو کہ وہ پبلک پلیسز پر جانے سے گریز کریں اور اگر کہیں جانا ضروری ہو تو پھر مقامی میک اپ میں جائیں"...... لیگونا نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"او کے چیف۔ ایسا ہی ہو گا"...... برڈف نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سنو برڈف۔ اگر اب کسی سے معمولی سی غفلت یا غلطی سرزد ہوئی تو عمران فوراً تمہارے سر پر پہنچ جائے گا اور اگر عمران تمہارے سر پر پہنچ گیا تو ہیڈکوارٹر فوری طور پر تمہیں ڈسپوز کر دے گا اور تم یہ بات جانتے ہو کہ ہیڈکوارٹر تمہیں ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں ڈسپوز کر سکتا ہے"...... دوسری طرف سے لیگونا کی انتہائی سرد آواز سنائی دی تو برڈف کے جسم میں سرد لہریں دوڑتی چلی گئیں۔

"یس چیف۔ میں جانتا ہوں۔ اب کسی سے کوئی غلطی یا کوتاہی نہیں ہو گی"...... برڈف نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"او کے۔ وش یو گڈ لک"...... دوسری طرف سے لیگونا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ برڈف نے سیل فون ٹیبل پر رکھا اور ٹیبل پر رکھے ہوئے ٹشو پیپر کے ڈبے میں سے ایک ٹشو نکال کر ماتھے پر آیا ہوا پسینہ صاف کیا اور اس کے بعد اس نے ٹیبل کی سائیڈ

میں رکھے ہوئے سوئچ پینل میں سے ایک سوئچ پریس کیا تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور متاکوف کمرے میں داخل ہوا۔ ٹیبل کے قریب آ کر اس نے برڈف کو سلام کیا اور مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔ برڈف نے ٹیبل کی دراز کھول کر اس میں سے ایک ریوالور نکال لیا۔ برڈف کو ریوالور نکالتے دیکھ کر متاکوف کا چہرہ زرد پڑ گیا۔ وہ فوراً ہی سمجھ گیا تھا کہ باس کو ہائی کمان سے کیا ہدایت ملی ہے۔

''بب۔ بب۔ باس۔ مم میں نے۔ کک۔ کوئی۔ ثبوت۔ نن۔ نہیں چھوڑا۔ عم۔ عمران۔ مم۔ مجھ تک۔ نہیں۔ نہیں پہنچ سکتا''۔ موت کو اپنے سامنے دیکھ کر متاکوف نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا لیکن لگتا تھا باس بہرہ ہے۔ اس نے متاکوف کی بات سنی ہی نہیں۔ اس نے ریوالور کا رخ متاکوف کی طرف کیا اور اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات ابھر آئے۔ ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں سفاکی بھی ابھر آئی۔ ریوالور کے ٹریگر پر اس کی انگلی کا دباؤ پڑا تو ایک زور دار دھماکا ہوا اور گولی متاکوف کے ماتھے میں جا لگی۔ متاکوف کی چلائی ہوئی گولی بھی مارٹینا کے ماتھے میں عین اسی جگہ لگی تھی۔ متاکوف کی چیخ بلند ہوئی اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ برڈف اس کے تڑپنے کا نظارہ کرنے لگا۔ جب متاکوف ساکت ہو گیا تو برڈف نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس جارجینا اسپیکنگ''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میرے کمرے میں آؤ''...... برڈف نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تقریباً ایک منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک روسیاہ لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کی نظر متاکوف کی لاش پر پڑی لیکن اس کے چہرے پر کوئی خاص تاثر نہ ابھرا۔ اس نے ٹیبل کے قریب پہنچ کر برڈف کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور اس کے سامنے ادب سے کھڑی ہو گئی۔

''متاکوف کی لاش کو اٹھوا کر برقی بھٹی میں ڈلوا دو اور اپنے تمام آدمیوں کو ہدایت کر دو کہ وہ اب باہر نہ نکلیں۔ اگر کسی کو اشد ضرورت کے تحت باہر جانا پڑے تو وہ مقامی میک اپ میں باہر جائے۔ ہم مشن کے اہم موڑ پر پہنچ چکے ہیں۔ اگر اس دوران کسی سے غلطی یا کوتاہی ہوئی تو اس کا انجام متاکوف سے بھی بدتر ہو گا''...... برڈف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''او کے باس۔ میں آپ کی ہدایات سب کو پہنچا دیتی ہوں''۔ جارجینا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

برڈف نے کمپیوٹر کا کی بورڈ کھینچا اور اس کی انگلیاں کی بورڈ پر حرکت کرنے لگیں جبکہ جارجینا مڑی اور پھر وہ کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

عمران کنٹرول روم میں داخل ہوا تو حسب معمول بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام و دعا کے بعد عمران تو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو کچن کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی ٹرے تھی جس میں چائے کی دو پیالیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ایک پیالی اس نے عمران کے سامنے میز پر رکھ دی اور دوسری اپنے سامنے رکھ لی۔

''عمران صاحب۔ آج تو آپ بہت دنوں بعد دانش منزل آئے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں نے تو فلیٹ سے نکلنا چھوڑ دیا ہے۔ جہاں جاتا ہوں ریوالور کی ڈز ڈز یا مشین پسٹل کی تڑتڑ شروع ہو جاتی ہے۔ یہ تو میں ہوں ڈھیٹ آدمی۔ گولیاں میرے دائیں بائیں کان کے قریب سے گزر جاتی ہیں لیکن دوسرے لوگ تو میری طرح ڈھیٹ نہیں ہیں [illegible] عمران نے کہا تو بلیک زیرو [illegible]

''اوہ۔ کہیں آپ پر کوئی قاتلانہ حملہ تو نہیں ہوا''...... بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''قاتلانہ حملہ تو ہوا ہے لیکن مجھ پر نہیں بلکہ سوپر فیاض کی ایک دوست پر ہوا ہے اور وہ بے چاری موقع پر ہی ماری گئی''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے تفصیل بھی بتا دی۔

''سوپر فیاض نے اس قتل کا ذمہ دار آپ کو نہیں ٹھہرایا۔ اس موقع پر تو اس کی دلی خواہش پوری ہو سکتی تھی وہ آپ کو ہتھکڑی پہنا سکتا تھا''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے کہ اس کی یہ خواہش دم توڑ چکی ہے کیونکہ اس نے بہت عرصے سے یہ کوشش نہیں کی''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا روسیاہی لڑکی کا یہ قتل آپ کی وجہ سے ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''عورتوں کی وجہ سے تو مرد قتل ہوتے ہی ہیں۔ ایک عورت کی وجہ سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں لاکھوں مرد بھی قتل ہو جاتے ہیں لیکن تم ایک مرد کو عورت کے قتل کی وجہ قرار دے رہے ہو۔ کہیں تمہارے دماغ کے کل پرزے تو ڈھیلے نہیں پڑ گئے''...... عمران نے بلیک زیرو کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''ایک عورت کی وجہ سے ہزاروں لاکھوں لوگ قتل ہوئے ہیں عمران صاحب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے حیرت سے پوچھا۔

”ہاں۔ تاریخ میں ایسے واقعات ملتے ہیں کہ ایک عورت کی وجہ سے دو ملکوں کے درمیان جنگ ہوئی جس میں دونوں اطراف سے ہزاروں لوگ مارے گئے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہاں۔ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ ہم بات کر رہے تھے مارٹینا کے قتل کی۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہ قتل آپ کی وجہ سے ہوا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ ہوٹل سے یہاں تک آتے ہوئے میں تمام راستے یہی بات سوچتا آیا ہوں لیکن مجھے وجہ سمجھ نہیں آ رہی۔ آج کل کوئی کیس بھی نہیں ہے کہ ہم اس کا تعلق اس سے جوڑ دیں“...... عمران نے کہا۔

”تو آپ کا خیال یہ ہے کہ مارٹینا کا قتل آپ کی وجہ سے نہیں ہوا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں۔ میرا خیال ہی نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہ قتل اسی وجہ سے ہوا ہے کہ میں مارٹینا تک پہنچ گیا تھا“...... عمران نے بلیک زیرو کے خیال کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ پھر تو یہ کوئی اہم معاملہ ہو سکتا ہے۔ ہمیں اس پر کام کرنا چاہئے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”میں نے ٹائیگر کے ذمے لگایا ہے کہ اس روسیاہی لڑکی کے متعلق معلومات حاصل کرے اور اس کے قاتل کو بھی ٹریس کرنے کی

کوشش کرے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی وقت عمران کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکال کر رسیونگ بٹن پریس کر کے کان سے لگا لیا۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)“...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”تم دونوں باپ بیٹوں نے میری جان عذاب میں ڈال رکھی ہے۔ ایک جان چھوڑتا ہے تو دوسرا پکڑ لیتا ہے۔ دوسرا چھوڑتا ہے تو پہلا پکڑ لیتا ہے۔ اب تو مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں مروں گا تو تب ہی تم دونوں سے میری جان چھوٹے گی ورنہ نہیں“...... دوسری طرف سے سوپر فیاض کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا ہے سوپر پیارے۔ تم اتنا خفا کیوں ہو رہے ہو“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارے ڈیڈی جو کہ میری بدقسمتی سے میرے باس ہیں انہیں اطلاع مل گئی ہے کہ روسیاہی لڑکی کا قتل میرے سامنے ہوا ہے۔ اس بات پر انہوں نے مجھے بلا کر خوب بے عزت کیا ہے اور پوچھا کہ وہ لڑکی میرے ساتھ ہوٹل میں کیوں بیٹھی ہوئی تھی“...... سوپر فیاض کی جھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”پھر تم نے کیا جواز بنایا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے کیا جواز بنانا تھا۔ میں نے تو اتنا ہی کہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ لنچ کرنے گیا تھا۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس لڑکی کو

کوئی ٹیبل خالی نہیں مل رہی تھی تو وہ ہماری ٹیبل پر آ گئی اور ابھی وہ بیٹھنے کی اجازت ہی طلب کر رہی تھی کہ کسی نے اسے گولی مار دی''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اچھا۔ پھر تمہارے اس بہانے سے میرے ڈیڈی نے کیا کہا''۔ عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام سنتے ہیں وہ اور زیادہ چراغ پا ہو گئے کہ میری دوستی تم جیسے نالائق اور نکمے آدمی سے کیوں ہے''...... سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

''اب تم نے مجھے فون کس لئے کیا ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''تمہارے ڈیڈی کا حکم ہے کہ میں آج ہی قاتل کو گرفتار کر کے ان کے سامنے پیش کروں کیونکہ یہ قتل میرے سامنے ہوا ہے اور چونکہ یہ قتل غیر ملکی لڑکی کا ہے اس لئے انٹیلی جنس نے ہی اس پر کام کرنا ہے''۔ سوپر فیاض نے کہا۔

''بالکل ٹھیک ہے۔ ایک غیر ملکی لڑکی کا قتل ہوا ہے۔ انوسٹی گیشن تو تمہیں ہی کرنی پڑے گی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن میرے پاس کوئی آلہ دین کا چراغ نہیں ہے کہ میں چراغ کے جن کو حکم دوں گا اور وہ قاتل کو میرے سامنے پیش کر دے گا۔ یہ قتل کا کیس ہے اس میں کچھ وقت تو لگے گا''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تمہاری یہ بات بھی بالکل ٹھیک ہے لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ تم نے مجھے فون کیوں کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم لڑکی کے قاتل کو تلاش کرنے میں میری مدد کرو۔ یہ قتل ہم دونوں کی موجودگی میں ہوا ہے''...... دوسری طرف سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

''روسیاہی لڑکی کا جب قتل ہوا ہے تو ہوٹل میں صرف میں ہی نہیں بلکہ سینکڑوں لوگ موجود تھے تو کیا وہ سینکڑوں لوگ تمہاری مدد کر سکتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ ان میں سے شاید ہی کوئی روسیاہی لڑکی سے واقف ہو''۔ سوپر فیاض نے جواب میں کہا۔

''جس طرح دیگر لوگ اس لڑکی سے واقف نہیں ہیں۔ اسی طرح میں بھی اس سے واقف نہیں ہوں البتہ تمہاری وہ دوست تھی اس لئے اس کے بارے میں تمہی جانتے ہو کہ وہ کس کس کی دوست تھی اور اس کے دشمن کون کون تھے''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ یقین جانو میری اس سے پہلی ملاقات تھی''...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے کہا۔

''ہاں بھائی۔ تمہاری شخصیت میں کچھ ایسا جادو کہ پہلی ہی ملاقات میں دیسی بدیسی لڑکیاں تم پر مرمٹتی ہیں۔ ایک ہم ہیں کہ آج تک ایک بھی لڑکی دوست نہیں بنی''...... عمران حسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں ہے۔ پلیز اس قتل کے سلسلے

میں کچھ کرو''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''سوپر پیارے۔ پہلے اگر تمہیں کوئی کام ہوتا تھا تو تم میرے پاس دوڑے چلے آتے تھے اور اب تم فون پر ہی حکم سنا دیتے ہو۔ تم اپنے دوست کو پوچھنے نہیں آتے کہ میاں عمران تم کس حال میں ہو''۔ عمران نے کہا۔

''تم بس میرا یہ کام کر دو۔ اس کے بعد میں تمہارے فلیٹ پر آ جاؤں گا اور جو تم کہو گے میں تمہاری خدمت کروں گا''...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے آفر دینے والے لہجے میں کہا۔

''میرا فلیٹ کہاں بھئی۔ وہ فلیٹ بھی تمہارا ہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس کے بارے میں تو میں تم سے کئی بار کہہ چکا ہوں کہ تم اپنے نام ٹرانسفر کرا لو۔ تم خود ہی نہیں مانتے بہرحال یہ باتیں بعد میں کرتے رہنا۔ پہلے وعدہ کرو کہ روسیاہی لڑکی کے قتل پر کام کرو گے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تم میرے دوست ہو اور اتنے عرصے بعد کوئی کام کہہ رہے ہو۔ اب میں تمہیں انکار بھی تو نہیں کر سکتا''...... عمران نے رضا مندی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو عمران۔ تھینک یو۔ تم نے مجھے خودکشی سے بچا لیا ورنہ تمہارے ڈیڈی نے جتنی میری تذلیل کی ہے میں نے سوچ لیا تھا کہ اگر یہ قتل کیس مجھ سے حل نہ ہوا تو میں خودکشی کر لوں گا کیونکہ اب

مجھ میں مزید ذلت برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے''...... دوسری طرف سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ میں تم سے جلد ہی رابطہ کروں گا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔

''عمران صاحب۔ اس بار تو آپ نے سوپر فیاض سے کچھ بٹورے بغیر ہی اس کے کام کی حامی بھر لی''...... جیسے ہی عمران نے اپنا سیل فون واپس جیب میں رکھا بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کسی اور موقع پر نکال لوں گا۔ اب فون پر میں اس سے کیا وصول کر سکتا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا۔ پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید گفتگو ہوتی عمران کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکال کر کال او کے کا بٹن پریس کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

''لیس علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں ٹائیگر۔ کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے ٹائیگر سے پوچھا۔

''باس۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس روسیاہی لڑکی مارٹینا نے سوپر فیاض سے جھوٹ بولا تھا کہ وہ اس ہوٹل میں رہ رہی ہے۔ مارٹینا پیس ہوٹل میں رہائش پذیر نہیں تھی البتہ پچھلے چار پانچ دن سے

وہ لنچ کے لئے پیس ہوٹل آ رہی تھی۔ جب آپ سوپر فیاض اور مارٹینا کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک روسیاہی آدمی نے پیس ہوٹل کے سپروائزر سے آپ کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ پیس ہوٹل تو نیا ہے لیکن سپروائزر بہت عرصے سے دیگر ہوٹلوں میں ملازمت کرتا رہا ہے۔ وہ جن ہوٹلوں میں ملازمت کرتا رہا ہے وہاں آپ کا آنا جانا تھا اس لئے وہ آپ کو سوپر فیاض کے دوست کی حیثیت سے جانتا ہے۔ وہ روسیاہی ایک کار میں وہاں آیا تھا اور چونکہ مارٹینا کے قتل کے بعد وہاں بھگدڑ مچ گئی تھی اس لئے کسی نے اس روسیاہی کو واپس جاتے ہوئے نہیں دیکھا''...... دوسری طرف سے ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے کار کا نمبر اور ماڈل بھی بتا دیا۔

''او کے۔ تم اس کار کو تلاش کرو اور جیسے ہی یہ کار کہیں نظر آئے فوراً مجھے رپورٹ دینا''...... عمران نے کہا اور کال منقطع کر کے سیل فون ٹیبل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے مخصوص ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر جولیا کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس جولیانا اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم''...... اس مرتبہ جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایک کار کا نمبر اور ماڈل نوٹ کرو''...... عمران نے ایکسٹو کی آواز

میں کہا۔

''یس چیف۔ نوٹ کرائیے''...... جولیا نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اسے نمبر اور کار کا ماڈل بتا دیا۔

''یس باس۔ میں نے کار کا نمبر اور ماڈل نمبر لکھ لئے ہیں''۔ جولیا نے کہا۔

''سب ممبران کو ہدایت کرو کہ اس کار کو ٹریس کریں''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''او کے چیف''...... جولیا نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ یہ بھی تو ممکن ہے کہ اس نامعلوم روسیاہی آدمی کی اپنی ہم وطن لڑکی مارٹینا سے ذاتی دشمنی ہو اور ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ مارٹینا آپ کی وجہ سے ماری گئی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن ہمیں جہاں شک پڑ جائے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اپنا شک رفع کریں۔ اگر ہم اس شک کو نظر انداز کر دیں تو پھر کوئی بڑا نقصان بھی ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا۔

''عمران صاحب۔ تجربات سے یہ ثابت ہے کہ آپ کے تجزیئے اور شکوک ہمیشہ درست ہی ثابت ہوئے ہیں۔ اب آپ کا یہ خیال ہے کہ کوئی اہم معاملہ ہے جس کی وجہ سے مارٹینا ماری گئی ہے تو یقیناً ایسا ہی ہو گا۔ ہمیں جلد از جلد مارٹینا کے قاتل کو ٹریس کر لینا

چاہئے‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’سیکرٹ سروس اور ٹائیگر حرکت میں ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی ہم معاملے کی تہہ تک پہنچ جائیں گے‘‘...... عمران نے کہا۔ وہ دونوں کچھ دیر اسی طرح باتیں کرتے رہے کہ اچانک دانش منزل کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’چیف۔ صفدر نے اس کار کے متعلق رجسٹریشن آفس سے معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ کار گرین کلب کے مالک ٹونی کے نام رجسٹرڈ ہے‘‘...... دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

’’او کے۔ صفدر سے کہو کہ اس ٹونی کو دانش منزل کے ڈارک روم میں پہنچا دے‘‘...... عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد اس نے پھر رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

’’پرنس آف افریقہ جوزف دی گریٹ اسپیکنگ‘‘...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

’’ماچھی جھیل کی بدروح کا کہنا ہے کہ جوزف گریٹ نہیں بلکہ کریٹ ہے۔ میں نے اسے سمجھانے کی کوشش بھی کی ہے کہ جوزف اب شراب نہیں پیتا۔ اس لئے وہ بوتلوں کا کریٹ نہیں ہوسکتا، گریٹ ہی ہے لیکن اس کا اصرار ہے کہ جوزف کریٹ ہی ہے۔ اب تمہی بتاؤ

کہ میں تمہیں گریٹ سمجھوں یا کریٹ‘‘...... عمران نے کہا۔

’’او ہو ہو۔ باس تم بہت سمجھدار ہو گئے ہو۔ جانتے ہو کہ بدروحیں، جن اور شیطانی طاقتیں سراسر جھوٹ بولتی ہیں۔ ان کی باتوں پر بالکل یقین نہیں کرنا چاہئے‘‘...... دوسری طرف سے جوزف نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’یعنی تمہارے کہنے کا مطلب ہے کہ میں تمہیں گریٹ سمجھوں اور کہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ نو نو باس۔ میں تمہارے لئے تو گریٹ نہیں ہوں۔ تمہارا تو میں غلام ہوں‘‘...... جوزف کی آواز سنائی دی۔

’’اچھا۔ پھر تم ایسا کرو کہ کچھ دیر کے لئے دانش منزل آ جاؤ‘‘۔ عمران نے کہا۔

’’او کے باس۔ میں ابھی پہنچ رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سنتے ہی بلیک زیرو نے کمپیوٹر کے کی بورڈ کے دو بٹن پریس کئے تو کمپیوٹر اسکرین پر دانش منزل کے بیرونی گیٹ کا منظر نظر آنے لگا۔ گیٹ کے قریب صفدر کی کار کھڑی تھی جبکہ صفدر کار کے بونٹ کے قرب کھڑا تھا۔ بلیک زیرو نے ایک اور بٹن پریس کیا تو مین گیٹ کھلتا چلا گیا۔ مین گیٹ کو کھلتے دیکھ کر صفدر واپس کار میں بیٹھا اور پھر اس کی کار اندر آ کر مخصوص جگہ پر رک گئی۔ اس کے بعد صفدر کار سے

اترا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھول کر اس میں سے ایک آدمی کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور پھر اسے کاندھے پر ڈال کر ڈارک روم کی طرف بڑھا۔ ڈارک روم میں پہنچ کر صفدر نے اس آدمی کو راڈز والی کرسی پر ڈالا۔ اس کے بعد اس نے اس آدمی کو کرسی پر سیدھا کر کے اسے راڈز میں جکڑ دیا۔ وہ سیدھا ہوا تو عمران اور بلیک زیرو کو اس کا چہرہ نظر آیا۔ وہ بھی قومیت کے لحاظ سے روسیاہی نظر آ رہا تھا۔

اس روسیاہی کو راڈز میں جکڑنے کے بعد صفدر ڈارک روم سے باہر آ گیا۔ وہ جس خاموشی کے ساتھ آیا تھا اسی خاموشی کے ساتھ کار میں بیٹھا اور کار مڑ کر گیٹ کی طرف بڑھی۔ بلیک زیرو نے ایک بار پھر بٹن پریس کر کے مین گیٹ کھولا اور صفدر کی کار دانش منزل سے باہر نکلتی چلی گئی۔ صفدر کو گئے ابھی ایک منٹ ہی گزرا تھا کہ ایک بار پھر سیٹی کی آواز سنائی دی۔ بلیک زیرو نے بیرونی گیٹ کا منظر اوپن کیا تو اس بار انہیں جوزف دکھائی دیا۔ بلیک زیرو نے ایک بار پھر گیٹ کھول دیا تو اور جوزف کی کار اندر آ گئی۔ جوزف کار سے نیچے اترا تو عمران نے مائیک اٹھا کر اس کا بٹن دبا دیا۔

''جوزف۔ تم ڈارک روم میں چلو، میں آ رہا ہوں''...... عمران نے مائیک پر کہا تو جوزف ڈارک روم کی طرف بڑھ گیا۔

''آؤ پیارے کالے صفر۔ اس ٹونی سے پوچھیں کہ اس نے کیا چکر چلا رکھا ہے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ ٹونی بھی روسیاہی لگ رہا ہے''...... بلیک

زیرو نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اسی طرح روسیاہی، روسیاہی کو قتل کر رہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا پھر وہ کنٹرول روم سے نکل کر ڈارک روم میں آ گئے۔ جوزف نے عمران کو دیکھ کر سلام کیا۔

''باس۔ اس چوہے کی زبان کھلوانی ہے''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں۔ پہلے اسے ہوش میں لاؤ''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ یہ ابھی ہوش میں آ جاتا ہے''...... جوزف نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس کا ہاتھ گھوما، کمرے میں چٹاخ کی آواز ابھری اور ٹونی کا منہ پھر گیا۔ ساتھ ہی ٹونی کی چیخ بھی بلند ہوئی۔ اس کا گال تین چار جگہوں سے پھٹ گیا تھا اور وہاں سے خون رسنے لگا تھا۔ جوزف کا ایک ہی تھپڑ اسے ہوش میں لانے کے لئے کافی رہا تھا۔ ہوش میں آتے ہی ٹونی نے اٹھنے کی لاشعوری کوشش کی لیکن راڈز سے جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ چند لمحوں تک تو وہ لاشعوری کیفیت میں رہا پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہوئی۔

''کک۔ کک۔ کون ہو۔ تت۔ تم اور۔ اور یہ کیا حرکت ہے''۔ ٹونی نے آدھا جملہ پریشان اور باقی آدھا غصیلے لہجے میں کہا۔

"کارنمبر آئی ڈی ڈی ون ٹو ون تھری تمہاری ہے"...... عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کار میرے پاس تھی لیکن اسے میں پچھلے مہینے فروخت کر چکا ہوں۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے"...... ٹونی نے کہا۔

"تم نے سوال نہیں پوچھنا، صرف جواب دینے ہیں اور اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ تمہاری زبان سے صرف سچی بات ہی نکلے۔ جھوٹ تم نہیں بولو گے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں سچ بولوں گا لیکن تم اتنا تو بتا دو کہ تمہارا تعلق کس محکمے سے ہے اور تم یہ پوچھ گچھ کیوں کر رہے ہو"...... ٹونی نے کہا۔

"تم اس وقت سپیشل پولیس کی حراست میں ہو اور تمہاری ہم وطن ایک لڑکی قتل ہو گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں روسیاہی ہوں تو تمہارا یہ خیال غلط ہے۔ میں نے بیس سال پہلے روسیاہ چھوڑ دیا تھا۔ پندرہ سال میں گریٹ لینڈ میں رہا۔ گریٹ لینڈ کا مذہب بھی اختیار کیا اور نام بھی تبدیل کیا۔ پندرہ سال گریٹ لینڈ میں رہنے کے بعد میں پاکیشیا آ گیا۔ پاکیشیا مجھے اتنا پسند آیا کہ میں نے یہاں کی شہریت اختیار کر لی۔ اب میں صرف اور صرف پاکیشیائی شہری ہوں۔ کسی دوسرے ملک سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے"...... ٹونی نے کہا لیکن عمران نے اس کے لہجے سے محسوس کر لیا کہ وہ سچ نہیں بول رہا تھا۔

"او کے۔ میں نے تم سے تمہاری کار کے بارے میں پوچھا تھا"۔

عمران نے اس سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں نے بتایا تو ہے کہ میں اسے پچھلے مہینے فروخت کر چکا ہوں"...... ٹونی نے کہا۔

"لیکن کار کی رجسٹریشن تمہارے نام ہے"...... عمران نے ٹونی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں نے ٹرانسفر لیٹر دے دیا تھا۔ اب یہ خریدنے والوں پر منحصر ہے کہ وہ اسے اپنے نام کب کراتا ہے"...... ٹونی نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری یہ بات درست ہے۔ اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم نے کار کسے فروخت کی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"میں خریدنے والوں کو نہیں جانتا کیونکہ کار میں نے کاروں کے جمعہ بازار میں ایک ایجنٹ کے ذریعے فروخت کی تھی"...... ٹونی نے کہا۔

"ٹونی۔ تمہیں تو یقیناً معلوم ہو گا کہ روسیاہ میں ایک علاقہ کوہ قاف بھی ہے جہاں دیو رہتے ہیں اور ان دیوؤں کی وجہ ہی سے کوہ قاف دنیا بھر میں مشہور ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کوہ قاف تو ہے لیکن وہاں دیو رہتے ہیں یہ بات سچ نہیں ہے۔ بس قصے کہانیاں ہیں لیکن اس معاملے میں تم نے کوہ قاف کا ذکر کیوں کیا ہے"...... ٹونی نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"اسے دیکھ رہے ہو۔ اس کا نام جوزف ہے اور یہ کوہ قاف کا دیو ہی ہے۔ یہ ایک بار جسے چمٹ جائے اسے چھوڑتا نہیں ہے"۔ عمران

نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جوزف نے کھی کھی کرتے ہوئے اپنے دانتوں کی نمائش کی۔

''اوہ۔ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں نے تم سے جھوٹ بولا ہے''۔ ٹونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''صرف ایک جھوٹ نہیں بولا بلکہ اب تک تم نے جو باتیں کی ہیں وہ سب جھوٹ ہیں''...... عمران نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کہا۔

''اگر تمہیں میری باتوں پر یقین نہیں آیا تو تم تصدیق کر سکتے ہو''۔ ٹونی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''تمہارے پاس صرف دس سیکنڈ ہیں۔ دس سیکنڈ بعد تم سچ اگلنا شروع کر دینا۔ اگر تم نے سچ نہ اگلا تو پھر کوہ قاف کا یہ دیو تم سے سچ اگلوا لے گا''...... عمران نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''اب میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں۔ میں کہہ تو رہا ہوں کہ تم کاروں کے جمعہ بازاروں سے تصدیق کر سکتے ہو''...... ٹونی نے کہا۔

عمران اس کی بات کے جواب میں خاموش رہا البتہ اس نے اپنی ریسٹ واچ پر نظر ڈالی۔ دس سیکنڈ گزرے ہی تھے کہ ٹونی کے حلق سے چیخ بلند ہوئی۔ جوزف نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا دے دیا تھا اور اسی جھٹکے کے نتیجے میں ٹونی کی کلائی ٹوٹ گئی تھی اور اس کی چیخ بلند ہوئی تھی۔ کلائی توڑنے کے بعد جوزف نے ٹونی کی ایک انگلی پکڑ کر اسے جھٹکا دیا تو اس کی انگلی بھی ٹوٹ گئی۔ اب بھی ٹونی کی چیخ بلند ہوئی۔ ایک انگلی توڑنے کے بعد جوزف نے اس کی دوسری اور

پھر تیسری اور چوتھی انگلی بھی توڑ ڈالی لیکن ٹونی کافی سخت جان ثابت ہو رہا تھا۔ وہ چیخ تو رہا تھا لیکن اس نے کچھ بتانے پر آمادگی ظاہر نہیں کی۔ چار انگلیاں توڑنے کے بعد جوزف رک گیا پھر اس نے اپنی شہادت کی انگلی کو سیدھا کیا اور اگلے ہی لمحے کسی سلاخ کی مانند ٹونی کی آنکھ میں گھس گئی اور ٹونی کی آنکھ کا ڈھیلا فرش پر جا گرا جبکہ ٹونی اب مسلسل چیخنے لگا۔ تکلیف کی شدت سے وہ اپنا سر بھی ادھر ادھر مارنے لگا۔

''پپ۔ پپ۔ پانی''...... اس نے چلاتے ہوئے کہا لیکن جوزف نے اسے پانی پلانے کی بجائے اپنا انگوٹھا اس کی زخمی آنکھ پر رکھ دیا اور اس کی آنکھ پر دباؤ ڈالا تو اس کی حالت انتہائی ابتر ہو گئی۔

''باس کے سوال کا جواب دو''...... جوزف نے کسی درندے کی مانند غراتے ہوئے کہا۔

''پپ۔ پانی۔ پانی''...... ٹونی نے اب بھی چیختے ہوئے کہا تو جوزف نے اسے ایک تھپڑ رسید کر دیا۔

''پانی تمہیں بعد میں ملے گا پہلے سوالوں کے جواب دو''۔ جوزف نے تھپڑ مارنے کے بعد کہا۔

''وہ۔ وہ کار۔ مم۔ میں نے رستم۔ کک۔ کو دی تھی''...... ٹونی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''کون ہے یہ رستم اور کہاں رہتا ہے''...... عمران نے اس کی اکلوتی آنکھ میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''بب۔ بتاؤں گا۔ جج۔ جو۔ پپ۔ پوچھو گے۔ بب۔ بب۔ بتاؤں گا۔ پہلے۔ پہلے۔ مم۔مم۔ مجھے پانی پلاؤ''...... ٹونی نے اس مرتبہ خوفزدہ لہجے میں کہا تو جوزف نے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے سر ہلایا تو جوزف میز کی بڑھا جہاں پانی کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ اس نے بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن کھول کر کچھ پانی ٹونی کے سر پر گرایا اور پھر بوتل اس کے منہ سے لگا دی۔ وہ پانی ایسے پینے لگا جیسے برسوں کا پیاسا ہو۔ کچھ پانی پلا کر جوزف نے بوتل اس کے منہ سے ہٹا لی۔ پانی پینے کی وجہ سے ٹونی کی حالت اب کافی بہتر ہوگئی تھی۔

''رتھم میرا کلاس فیلو اور دوست ہے۔ یہ روسیاہ کی کسی سیکرٹ ایجنسی کا ایجنٹ بھی ہے۔ میں نے اس کے کہنے پر اسے ایک کار اور ایک کوٹھی دی تھی۔ اس نے کار اور کوٹھی کی قیمت ادا کی تھی لیکن اس نے کہا تھا کہ جب وہ واپس جائے گا تو کار اور کوٹھی میری ہی ملکیت رہیں گی''...... ٹونی نے کہا۔

''تم اس سیکرٹ ایجنسی کے ایجنٹ نہیں ہو''...... عمران نے سرد لہجے میں ٹونی سے پوچھا۔

''نہیں۔ میرا سیکرٹ ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... ٹونی نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''رتھم پاکیشیا کیا مشن لے کر آیا ہے''...... عمران نے ٹونی سے پوچھا۔ اس کا لہجہ بدستور سرد تھا۔

''یہ مجھے نہیں معلوم۔ میں نے پوچھا بھی تھا لیکن اس نے نہیں

بتایا''...... ٹونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون سی کوٹھی تم نے رتھم کو دی ہے''...... عمران نے کہا۔

''گل کالونی کی کوٹھی نمبر بی فور ٹو میں نے اسے دی ہے''...... ٹونی نے جواب دیا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ رتھم سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ وہ پاکیشیا کے خلاف کسی مشن پر آیا ہے اور تم نے اس کی مدد کی ہے۔ اسے ایک کوٹھی اور کار مہیا کی ہے''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میں لالچ میں آ گیا تھا۔ مجھ سے غلطی ہوگئی ہے۔ مجھے معاف کر دو''...... ٹونی نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''غداری غلطی سے نہیں ہوتی اور نہ ہی غدار کو معاف کیا جاتا ہے کیونکہ غداری سے ملکوں اور قوموں کو جو نقصان پہنچتا ہے اور ناقابل تلافی ہوتا ہے''...... عمران نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

''اسے فی الحال ہاف آف کر دو۔ رتھم آ جائے تو پھر ان دونوں کا ایک ساتھ خاتمہ کیا جائے گا''...... عمران نے جوزف سے کہا اور ابھی عمران کا جملہ مکمل ہی ہوا تھا کہ جوزف کا ہاتھ گھوما اور ٹونی چیخ مار کر ساکت ہوگیا۔ عمران دروازے کی طرف بڑھا تو بلیک زیرو نے بھی اس کی پیروی کی۔ کنٹرول روم میں آ کر عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا اور جولیا کے نمبرز پریس کیے تو دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''ایکسٹو''...... جیسے ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھایا گیا، عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ جولیا اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے جولیا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''صفدر کو ہدایت کر دو کہ وہ تنویر، چوہان اور صدیقی کو ساتھ لے جائے اور گل کالونی کی کوٹھی نمبر بی فورٹو میں ملازمین کو چھوڑ کر باقی جتنے بھی افراد ہیں انہیں دانش منزل کے ڈارک روم میں پہنچا دیں''۔ عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں جولیا کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''او کے چیف''...... دوسری طرف سے جولیا نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا پھر کچھ دیر بعد سیٹی کی مدھم سی آواز سنائی دی تو بلیک زیرو نے گیٹ کا بیرونی منظر اوپن کیا۔ گیٹ کے قرب دو کاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ ایک کار کی ڈرائیور سیٹ پر چوہان بیٹھا ہوا تھا جبکہ دوسری کار میں صدیقی اور تنویر دکھائی دے رہے تھے۔ انہیں دیکھنے کے بعد بلیک زیرو نے بٹن پریس کیا تو مین گیٹ کھل گیا۔ صفدر پیدل ہی دانش منزل میں داخل ہو گیا جبکہ کاریں اس کے پیچھے دانش منزل میں داخل ہوئیں اور ڈارک روم کے قریب پہنچ کر رک گئیں۔ تنویر، چوہان اور صدیقی بھی کار سے نیچے اترے۔ تنویر نے ایک کار کا دروازہ کھولا اور اس میں سے گینڈے جیسی جسامت کے ایک آدمی کو باہر کھینچا۔ عمران نے مائیک اٹھا کر اس پر لگا ہوا بٹن پریس کیا۔

''اس کوٹھی میں یہی ایک آدمی موجود تھا''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ گیٹ پر دو سیکورٹی گارڈ بھی تھے۔ مزاحمت کرنے پر وہ

دونوں مارے گئے''...... صفدر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ اسے ڈارک روم میں پہنچا دو''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... صفدر نے کہا پھر اس نے تنویر کو ڈارک روم میں جانے کا اشارہ کیا کیونکہ گینڈے جیسی جسامت والے بے ہوش آدمی کو اس نے اٹھایا ہوا تھا۔ تنویر ڈارک روم کی طرف بڑھا پھر وہ ڈارک روم میں داخل ہوا۔ ڈارک روم میں داخل ہوتے ہی وہ پہلے تو چونک پڑا پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ جوزف ڈارک روم میں ہی موجود تھا اور تنویر اسے ہی دیکھ کر چونکا تھا۔ پھر اس نے جوزف کا حال احوال پوچھا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ مجرموں کی زبان کھلوانے کے لئے ایکسٹو کبھی کبھی جوزف کو طلب کر لیتا تھا۔ اس کی جسامت، رنگت اور شخصیت سے مجرم نفسیاتی طور پر متاثر ہو جاتے تھے اور جلد زبان کھول دیتے تھے۔ پہلی کرسی پر پڑے ہوئے ٹونی کی حالت دیکھ کر تنویر سمجھ گیا کہ اس کی یہ حالت جوزف نے کی ہے۔ بے ہوش آدمی کو راڈز میں جکڑنے کے بعد تنویر ڈارک روم سے باہر آ گیا۔

''او کے۔ فی الحال تم واپس جا سکتے ہو''...... جیسے ہی تنویر ڈارک روم سے باہر آیا۔ عمران نے مائیک پر ان سے کہا۔ ایکسٹو کا حکم سنتے ہی وہ کاروں میں بیٹھے اور پھر کاریں دانش منزل سے باہر نکلتی چلی گئیں۔

''آؤ۔ اس رتھم سے بھی گپ شپ ہو جائے''...... عمران نے

اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔ پھر وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ڈارک روم میں آ گئے جہاں جوزف ان کا منتظر تھا۔ عمران نے رتھم کا جائزہ لیا تو اس کے سر کے پچھلے حصے میں مخصوص جگہ پر ضرب کا نشان نظر آ گیا جس کا مطلب تھا کہ اسے مشین پسٹل یا ریوالور کا دستہ مار کر بے ہوش کیا گیا ہے۔

”جوزف۔ اسے ہوش میں لے آؤ“...... عمران نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو جوزف آگے بڑھا اور اگلے ہی لمحے کمرہ چٹاخ کی آواز سے گونج اٹھا۔ رتھم کے رخسار پر جوزف کی انگلیوں کے نشان ثبت ہو گئے۔ جوزف نے ایک کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا تھپڑ بھی اس کے منہ پر مارا۔ تیسرے تھپڑ پر اس کی آنکھیں کھل گئیں لیکن ان میں شعور کی چمک موجود نہیں تھی۔ چند لمحوں کے بعد اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہوئی تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن راڈز میں جکڑا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔

”کون ہو تم اور تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھ رکھا ہے“۔ رتھم نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام رتھم ہے“...... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے سوالیہ انداز میں کہا۔

”ہاں۔ میں رتھم ہوں لیکن تم کون ہو اور تم نے مجھے اس طرح باندھ کر اچھا نہیں کیا“...... رتھم نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

”تم روسیاہ کی کس ایجنسی سے تعلق رکھتے ہو“...... عمران نے اس

کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

”ایجنسی سے تعلق۔ کیا مطلب ہے تمہارا۔ میں تو سیاح ہوں اور سیاحت کی غرض سے پاکیشیا آیا ہوں۔ کیا پاکیشیا میں سیاحوں سے ایسا سلوک کیا جاتا ہے“...... رتھم نے اس مرتبہ طنزیہ لہجے میں کہا۔

”یہاں سیاحوں کے ساتھ تو بہت اچھا سلوک کیا جاتا ہے لیکن سیکرٹ ایجنٹوں کا وہ حشر کیا جاتا ہے کہ ان کی روحیں بھی چیختی، چلاتی ہوئی عالم ارواح کی طرف روانہ ہوتی ہیں“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”سیکرٹ ایجنٹ۔ تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے۔ جو تم سمجھ رہے ہو وہ میں نہیں ہوں“...... رتھم نے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ انتہائی ڈھیٹ مٹی سے بنا ہوا لگتا ہے“۔ بلیک زیرو نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”طاہر صاحب۔ ڈھیٹ مٹی سے کیا اگر یہ پتھروں سے بھی بنا ہوا ہے تو یہ ابھی طوطے کی طرح بولے گا“...... جوزف نے کہا۔

”جوزف۔ ٹونی کو ہوش میں لے آؤ“...... عمران نے جوزف سے کہا تو وہ ٹونی کی طرف بڑھا اور کمرہ ایک بار پھر چٹاخ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ ٹونی، جوزف کے پہلے ہی تھپڑ پر ہوش میں آ گیا۔

”ٹونی۔ یہی رتھم ہے جسے تم نے کار اور کوٹھی دی ہوئی ہے“۔ جب ٹونی مکمل ہوش میں آ گیا تو عمران نے اس سے کہا۔

”ہاں۔ یہی رتھم ہے“...... ٹونی نے رتھم کو دیکھ کر دھیمی آواز میں

کہا۔

"جوزف۔ ٹونی کو آف کر دو"...... عمران نے جوزف سے کہا اور جیسے ہی اس کا فقرہ مکمل ہوا کمرہ ٹونی کی دردناک چیخ سے گونج اٹھا۔ جوزف نے اس کا سر پکڑ کر پوری قوت سے گھما دیا تھا جس کی وجہ سے ٹونی کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ اس کے جسم کو جھٹکے لگ رہے تھے لیکن راڈز میں جکڑے ہونے کی وجہ سے وہ تڑپ نہیں پا رہا تھا۔ ٹونی کو مرتے دیکھ کر بھی رتھم کی آنکھوں میں کوئی خاص تاثر نہ ابھرا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے اس نے کسی انسان کو نہیں بلکہ مچھر، مکھی کو مرتے ہوئے دیکھا ہو۔ اس کے یہ تاثرات اس کی مضبوط قوت ارادی کو ظاہر کر رہے تھے۔

"جوزف۔ یہ کتنی دیر میں بولے گا"...... عمران نے جوزف کی طرف دیکھے بغیر پوچھا۔

"باس۔ ابھی چند منٹوں میں"...... جوزف نے کہا تو عمران، رتھم سے دو تین قدم پیچھے ہٹ گیا۔

جوزف رتھم کے قریب آیا۔ اس نے رتھم کے پنجے میں اپنا پنجہ ڈالا اور پھر رتھم کی پانچوں انگلیاں ٹوٹتی چلی گئیں۔ رتھم کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات تو نمودار ہوئے لیکن اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی۔ جوزف نے اس کے اسی ہاتھ کی کلائی کو جھٹکا دیا تو رتھم کی کلائی کی ہڈی بھی ٹوٹ گئی لیکن اب بھی اس کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی۔ جوزف نے اس کے منہ پر اس انداز میں بھرپور تھپڑ مارا کہ رتھم کے

تین چار دانت اس کے منہ سے نکل کر فرش پر گر پڑے اور اس کے منہ سے خون بہنے لگا لیکن اب بھی اس کے منہ سے سسکی تک نہ نکلی۔ جوزف نے اس کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا اور اس ہاتھ کے ساتھ بھی اس نے وہی سلوک کیا جو اس نے پہلے ہاتھ سے کیا تھا لیکن اب بھی رتھم کے منہ سے کوئی آواز نہ نکلی۔ ان تینوں کا بڑے بڑے ایجنٹوں سے واسطہ پڑ چکا تھا لیکن رتھم جیسی قوت برداشت کا آدمی انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ توڑنے کے بعد جوزف نے اس کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔ رتھم کے منہ سے اب بھی خون رس رہا تھا۔ اس خون کی وجہ سے اس کا چہرہ کافی حد تک بھیانک ہو گیا تھا اور اب اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تو تھی مگر یہ مسکراہٹ بہت ہی خوفناک محسوس ہو رہی تھی۔

جوزف چند لمحے تو غور سے اسے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ یقیناً یہ ایسی مسکراہٹ تھی کہ اگر عام آدمی دیکھ لیتا تو اس کا دم خشک ہو جاتا۔ جوزف کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی شہادت کی انگلی بھی سیدھی کر لی۔ عمران اور بلیک زیرو سمجھ گئے تھے کہ اب کیا ہونے والا ہے لیکن رتھم کو معلوم نہیں تھا کیونکہ اگر اسے معلوم ہو جاتا تو اس کی مسکراہٹ نے فوراً دم توڑ دینا تھا۔ جوزف کی انگلی تیر کی طرح رتھم کی آنکھ میں گھس گئی اور اس کی آنکھ کا ڈھیلا فرش پر جا گرا اور اس کے ساتھ ہی پہلی دفعہ رتھم کے حلق سے چیخ بھی نکلی اور اس چیخ کو سنتے ہی جوزف کے

چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ آ گئی۔ اس کے بعد جوزف کی دو انگلیاں رٹھم کی ناک پر پڑیں اور اس کی ناک کو اس طرح کٹ لگ گیا جیسے اس کی ناک پر چاقو مارا گیا ہو۔ اس کی ناک سے بھی خون بہنے لگا۔ جوزف نے بالوں سے اس کا سر پکڑا اور دوسرے ہاتھ کی انگلیاں رٹھم کی زخمی ناک پر رکھیں اور انگلیوں پر دباؤ ڈالا۔ اب رٹھم کے حلق سے مسلسل چیخیں نکلنے لگیں اور ساتھ ہی اس نے اپنا سر بھی ادھر ادھر مارنا چاہا لیکن وہ اپنے سر کو حرکت نہ دے سکا کیونکہ جوزف نے اس کا سر پکڑا ہوا تھا۔ چند سیکنڈوں میں ہی رٹھم کی حالت انتہائی خراب ہو گئی۔ اس کی اکلوتی آنکھ میں موجود شعور کی چمک بھی ختم ہو گئی۔

"تم باس کے سوالوں کا جواب دو گے"...... جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں جواب دوں گا۔ پوچھو۔ پوچھو"...... رٹھم نے اس مرتبہ لاشعوری انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

"اپنے بارے میں تفصیل بتاؤ"...... عمران نے سرد لہجے میں اس سے کہا۔

"میرا نام رٹھم ہے۔ میں پہلے روسیاہی آرمی میں تھا۔ اب شارب ایجنسی کا حصہ ہوں"...... رٹھم نے کہا۔

"شارب تو بہت بڑی ایجنسی ہے۔ اس کے درجنوں سیکشن ہیں۔ تمہارا کس سیکشن سے تعلق ہے"...... عمران نے کہا۔

"واقعی شارب بہت بڑی ایجنسی ہے۔ اس کے سیکشنوں کی تعداد

بیس ہے۔ میں وولف سیکشن سے ہوں"...... رٹھم نے کہا۔

"تمہارا سپر چیف تو لیگونا ہے۔ سیکشن چیف کون ہے"...... عمران نے اس سے ایک اور سوال کیا۔

"وولف سیکشن کا چیف برڈف ہے"...... رٹھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا پورا سیکشن پاکیشیا آیا ہوا ہے یا صرف تم آئے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"باس برڈف سمیت مکمل وولف سیکشن پاکیشیا آیا ہوا ہے"۔ رٹھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس مشن پر آئے ہو تم"...... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔

عمران شارب ایجنسی کے متعلق جانتا تھا۔ یہ انتہائی فعال اور خطرناک سیکرٹ ایجنسی تھی۔ اس ایجنسی نے اپنے خونیں پنجے پوری دنیا میں گاڑ رکھے تھے۔ اس ایجنسی کی کسی ملک میں موجودگی اس ملک کے لئے انتہائی خطرناک تھی۔ یہ ایجنسی جہاں جاتی تھی وہاں تباہیاں پھیلا دیتی تھی۔

"ہم پاکیشیا کی مکمل تباہی کے مشن پر آئے ہوئے ہیں اور ہمارا مشن چند دنوں میں مکمل ہونے والا ہے۔ چند دنوں بعد پاکیشیا صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا۔ یہاں انسانی تاریخ کی سب سے بڑی تباہی آئے گی اور سب کچھ ملیامیٹ ہو جائے گا۔ کروڑوں لوگ لقمہ اجل بن جائیں گے"۔ رٹھم نے لاشعوری طور پر بولتے ہوئے کہا تو

عمران سمیت بلیک زیرو اور جوزف کے چہرے بھی سپاٹ ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے چنگاریاں نکلنے لگیں۔

''کیسے''...... عمران نے کہا لیکن یہ آواز عمران کی نہیں تھی بلکہ ایسے محسوس ہوا تھا جیسے کوئی خونخوار درندہ غرایا ہو۔

''پاکیشیا کے طول و عرض میں انتہائی خوفناک زلزلے آئیں گے اور پاکیشیا کا وجود ہی ختم ہو جائے گا''...... رتھم نے جواب دیا۔

''زلزلے۔ تمہاری مراد مصنوعی زلزلوں سے ہے''...... عمران نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ پاکیشیا میں مصنوعی زلزلے کے تمام انتظامات ننانوے فیصد تک مکمل ہو چکے ہیں بس ایک دو دن بعد پاکیشیا میں زلزلے آنا شروع ہو جائیں گے اور پاکیشیا مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا۔ کچھ بھی باقی نہیں بچے گا''...... رتھم نے کہا۔

''کیا انتظامات ہوئے ہیں اور کیسے ہوئے ہیں۔ پوری تفصیل بتاؤ''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''اس مقصد کے لئے سب سے پہلے تو میں پاکیشیا آیا۔ میں نے ٹونی سے کار اور کوٹھی حاصل کی۔ کوٹھی اور کار حاصل کرنے کے بعد میں نے اپنے قدوقامت کا ایک مقامی آدمی تلاش کیا اور اسے قتل کر کے میں نے اس کا آئی ڈی کارڈ اور دیگر دستاویزات حاصل کیں۔ پھر اس کا میک اپ کیا۔ اس کے میک اپ میں، میں نے یہاں دارالحکومت میں تین کوٹھیاں اور اپنی ضرورت کے مطابق کاریں حاصل

کیں اور دارالحکومت سے سو کلو میٹر کے فاصلے پر موجود گاؤں کے ایک زمیندار سے اس کی حویلی خریدی۔ حویلی خریدنے کے بعد اس زمیندار کو فیملی سمیت ایکریمیا سیٹل کرانے کے لئے ایکریمیا بھیجا گیا جہاں پوری فیملی کو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک کر دیا گیا۔ اس حویلی میں تہہ خانے بھی موجود ہیں پھر وولف سیکشن یہاں آیا۔ ضروری مشینری لائی گئی۔ وہ مشینری اسی حویلی کے تہہ خانے میں میں فٹ کی گئی۔ انجینئرز اور سائنس دان دن رات وہاں مصروف ہیں۔ وولف سیکشن ان انجینئرز اور سائنسدانوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ دارالحکومت کے حالات پر بھی نظر رکھے ہوئے ہے۔ اب تک کسی طرف سے کوئی مسئلہ پیش نہیں آیا۔ ہم کامیابی کے ساتھ اپنا مقصد حاصل کرنے والے ہیں۔ بس ایک دو دن اور''...... رتھم نے اس مرتبہ کافی طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''کون سے گاؤں میں یہ سب کام ہو رہا ہے''...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''کریم نگر میں''...... رتھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور وہ تین کوٹھیاں کون کون سی ہیں جہاں وولف سیکشن رہائش پذیر ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''سٹیٹ کالونی کی کوٹھی نمبر سی، سیون ون، سیون ٹو اور سیون تھری''۔ رتھم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹونی سے تم نے جو کار لی تھی۔ وہ اب کہاں ہے''...... عمران نے

کہا۔

''وہ کار بھی سیکشن کے پاس ہے''...... رُتھم نے جواب دیا۔

''جوزف۔ اسے آف کر دو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے مڑتے ہی اس کے کانوں میں رُتھم کی چیخ کی آواز پڑی تھی لیکن اس نے مڑ کر دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا اور ڈارک روم سے نکل کر کنٹرول روم میں آ گیا۔ اس کا چہرہ چٹانوں جیسا پتھریلا ہو گیا تھا۔ بلیک زیرو اس کے ساتھ ساتھ تھا۔

''عمران صاحب۔ ان تمام جگہوں پر ہمیں ایک ساتھ کارروائی کرنی ہو گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں جانتا ہوں کریم نگر کہاں ہے۔ تم ممبران سے کہو کہ وہ ان تینوں کوٹھیوں پر ریڈ کریں۔ برڈف کو زندہ گرفتار کرنے کی کوشش کریں۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے پوچھ گچھ کی ضرورت پڑ جائے۔ باقی افراد میں سے اگر کوئی زندہ پکڑا جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ کسی سے رعایت کرنے کی ضرورت نہیں ہے''۔ عمران نے کہا اور پھر وہ کنٹرول روم سے باہر آ گیا۔ جوزف برآمدے میں نظر نہیں آ رہا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ ابھی ٹونی اور رُتھم کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال رہا تھا۔ کریم نگر اس کا اچھی طرح دیکھا ہوا تھا۔ تقریباً دو گھنٹوں میں عمران کریم نگر پہنچ گیا۔ اس گاؤں میں ایک ہی حویلی تھی اس لئے عمران سیدھا اس حویلی کی طرف بڑھ گیا۔ حویلی کا

بڑا گیٹ بند تھا اور گیٹ سے باہر دو مسلح آدمی کھڑے تھے۔ عمران نے گیٹ کے قریب کار روکی تو دونوں مسلح آدمی چونکے اور کار کے قریب آ گئے۔

''جی جناب''...... ان کے قریب آنے پر عمران نے کار کا شیشہ گرایا تو ان میں سے ایک نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران نے بھی انہیں غور سے دیکھا۔ یہ دونوں ہی مقامی تھے اور شکل و صورت سے زیر زمین دنیا کے افراد لگتے تھے لیکن انہوں نے سیکورٹی گارڈ کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔

''جی جناب کا کیا مطلب ہے۔ میں اس حویلی کا مالک ہوں اور تم مجھے جی جناب کہہ رہے ہو''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور کار سے نیچے اتر آیا۔

''جج۔ جی۔ ہم سمجھے نہیں جناب۔ آپ کیا کہہ رہے ہیں''...... مسلح آدمی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''میں چوہدری رئیس ہوں۔ چوہدری باغ علی کا اکلوتا بھتیجا اور اس کا ہونے والا داماد۔ اس حویلی کا جتنا مالک چوہدری باغ علی ہے اتنا ہی مالک میں بھی ہوں ایڈیٹ۔ گیٹ کھولو جلدی سے''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''لیکن جناب۔ اب تو اس حویلی کا مالک باغ علی نہیں ہے۔ یہ حویلی اور یہاں کی زمینیں ہمارے مالک شیخ کرم داد نے خرید لی ہیں''...... مسلح آدمی نے کہا۔ دوسرا مسلح آدمی اب تک خاموش ہی تھا۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔ یہ حویلی اور زمینیں ہمارے آباؤ اجداد کی ہیں۔ میرا چچا باغ علی انہیں فروخت کر ہی نہیں سکتا اور میری اجازت کے بغیر تو یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا"...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

"اب تو جناب یہ ہو چکا ہے لہٰذا آپ اب یہاں سے تشریف لے جائیں"...... مسلح آدمی نے اس مرتبہ اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں کہیں نہیں جا رہا بلکہ میں یہاں پولیس فورس بلا رہا ہوں۔ تم لوگوں نے ضرور میرے چچا اور اس کی فیملی کو قتل کر کے اس حویلی اور زمینوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ میں ابھی یہ واقعہ گورنر صاحب کے نوٹس میں بھی لاتا ہوں"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔ عمران کو سیل فون نکالتے دیکھ کر وہ دونوں مسلح آدمی پریشان ہو گئے۔

"جناب۔ آپ پہلے ہمارے مالک سے مل لیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان سے مل کر آپ مطمئن ہو جائیں"...... مسلح آدمی نے کہا۔

"او کے۔ ملواؤ مجھے اس سے"...... عمران نے کہا تو عمران سے بات کرنے والا مسلح آدمی گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھول کر اندر چلا گیا جبکہ دوسرا وہیں کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد منٹ بعد وہ آدمی واپس آیا اور اس نے گیٹ کھول دیا۔

"آئیے جناب۔ شیخ صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... اس

نے عمران سے کہا تو عمران کار میں بیٹھا اور کار حویلی میں داخل ہو گئی۔ حویلی کے اندر کافی لوگ دکھائی دے رہے تھے اور وہ سب مسلح تھے۔ ان میں سے اکثر پر عمران کو شک ہوا کہ وہ روسیاہی ہیں لیکن مقامی میک اپ میں ہیں۔ حویلی میں داخل ہونے کے بعد عمران نے کار ایک طرف کھڑی کی اور پھر کار سے نیچے اترا۔ جیسے ہی وہ کار سے نیچے اترا۔ گیٹ کے قریب بنے ہوئے کیبن میں سے ایک آدمی باہر آیا۔

"آیئے سر۔ میرے ساتھ تشریف لایئے"...... کیبن سے باہر آنے والے نے شائستہ لہجے میں کہا۔

"چلو"...... عمران نے کہا تو وہ اصل عمارت کی طرف بڑھا۔ عمران اس کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ اس کے ساتھ آنے والا ایک کمرے میں داخل ہوا تو عمران بھی اس کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ ڈرائنگ روم تھا جو نہایت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔

"تشریف رکھیئے سر۔ شیخ صاحب ابھی آتے ہیں"...... ساتھ آنے والے آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران صوفے کی طرف بڑھا۔ جب وہ صوفے پر بیٹھ چکا تو اس کے ساتھ آنے والا ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک ملازم ٹرے اٹھائے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ اس نے وہ ٹرے عمران کے سامنے ٹیبل پر رکھ دی جس میں بوتل رکھی ہوئی تھی۔ بوتل کو ٹشو پیپر سے لپیٹا گیا تھا۔ ملازم ٹرے رکھنے کے بعد مڑا اور ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا۔ عمران نے

بوتل اٹھائی اور سڑا منہ سے لگا لیا۔ وہ آہستہ آہستہ بوتل پینے لگا۔ ابھی اس نے آدھی بوتل ہی پی تھی کہ بوتل اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گئی۔ عمران نے جھک کر بوتل کو دیکھا تو اسی لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اس نے سر کو جھٹک کر اس اندھیرے کو دور کرنے کی کوشش کی۔ اندھیرا تو دور نہ ہوا لیکن اس کا سر اس طرح سے چکرایا کہ وہ صوفے سے نیچے گر گیا۔ آنکھوں کے ساتھ ساتھ اس کا ذہن بھی تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

”کیا کوئی نیا کیس شروع ہو گیا ہے“...... خاور نے جولیا سے پوچھا جو کار کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی تھا جبکہ فرنٹ سیٹ پر جولیا تھی۔ چونکہ انہیں تین کوٹھیوں پر بیک وقت کارروائی کرنی تھی اس لئے جولیا نے تین گروپ تشکیل دیئے تھے۔ پہلے گروپ میں اس کے ساتھ صدیقی اور خاور تھے، دوسرے گروپ میں کیپٹن شکیل، تنویر اور نعمانی تھے جبکہ تیسرا گروپ صفدر اور چوہان کا تھا۔

”ہاں۔ لگتا تو ایسے ہی ہے۔ ممبرز نے دو آدمیوں کو اغوا کر کے دانش منزل کے ڈارک روم میں بھی پہنچایا ہے جہاں جوزف نے ان پر تشدد کیا ہے“...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن مس جولیا۔ ابھی تک کیس کی تفصیلات معلوم نہیں ہوئیں“۔ صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ چیف نے ابھی تک تفصیلات نہیں بتائیں۔ بس یہی

احکامات مل رہے ہیں کہ فلاں فلاں کو اٹھا کر ڈارک روم میں پہنچا دیا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ اِس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ کیس کے بارے میں تو چیف پہلے سے آگاہ کر دیتا ہے''...... خاور نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ چیف کو مجرموں کے بارے میں تو معلوم ہو گیا ہے لیکن ان کا مقصد کیا ہے یہ ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا اس لئے فی الحال ہمیں بھی مشن کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ آپ نے تین گروپ بنائے ہیں اور اس کیس کو لیڈ بھی آپ کر رہی ہیں۔ عمران صاحب نظر نہیں آ رہے''...... خاور نے کہا۔

''عمران کیس سے دور تو نہیں رہ سکتا اور جوزف کی دانش منزل کے ڈارک روم میں موجودگی بھی یہ ثابت کر رہی ہے کہ عمران اس کیس میں بھی مکمل طور پر انوالو ہے لیکن وہ کہیں اور مصروف ہو گیا''...... جولیا نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے پیچھے نظر دوڑائی تو اسے صفدر اور کیپٹن شکیل کی کاریں نظر آ گئیں۔ جولیا کے فلیٹ سے روانہ ہوتے وقت انہوں نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ سٹیٹ کالونی کی سی، سیون ون، سیون ٹو اور سیون تھری کی عقبی گلی استعمال کریں گے۔ تینوں کوٹھیوں میں بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کریں گے۔ اس کے بعد تینوں گروپس تینوں کوٹھیوں

میں داخل ہوں گے اور وہاں موجود افراد کو ایکسٹو کے حکم کے مطابق دانش منزل پہنچا دیں گے۔ یہ ایک بہت ہی سادہ اور عام سی کارروائی تھی۔ ان کے خیال کے مطابق اس کارروائی میں انہیں کوئی دقت پیش نہیں آنی تھی۔ سٹیٹ کالونی کی سی لائن میں پہنچنے کے بعد جولیا نے اپنی کار ایک سائیڈ پر روک لی پھر وہ تینوں نیچے اترے اور کوٹھیوں کی طرف بڑھنے لگے۔ جلد ہی انہیں سیون ون، سیون ٹو اور سیون تھری نمبرز کی کوٹھیاں نظر آ گئیں۔ تینوں کوٹھیاں ایک ہی لائن میں تھیں۔ انہوں نے کوٹھیوں کا سرسری جائزہ لیا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگے۔ جلد ہی وہ ان کوٹھیوں کی عقبی سمت میں آ گئے۔ عقبی گلی میں کوٹھیوں کے چھوٹے دروازے تھے اور گلی میں کچرے کا ایک کنٹینر کھڑا تھا۔ گلی میں اس وقت کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ جولیا، صدیقی اور خاور ابھی گلی کا جائزہ لے ہی رہے تھے کہ کیپٹن شکیل، تنویر، نعمانی، صفدر اور چوہان بھی وہاں آ گئے پھر تنویر، کیپٹن شکیل اور خاور، صفدر، چوہان اور صدیقی کے کاندھوں پر سوار ہوئے اور اگلے ہی لمحے وہ تینوں کوٹھیوں کی دیوار پر چڑھ چکے تھے۔ تنویر، کیپٹن شکیل اور خاور کی جیبوں میں مشین پسٹل کے ساتھ ساتھ گیس پسٹل بھی موجود تھے۔ دیواروں پر چڑھنے کے بعد انہوں نے گیس پسٹل نکال لئے اور کوٹھیوں کی اندرونی طرف کا جائزہ لینے لگے پھر ان تینوں نے بیک وقت گلی میں دیکھا تو گلی میں کھڑے ان کے ساتھیوں نے اپنے سانس روک لئے کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ تنویر، کیپٹن شکیل اور خاور اب کیپسول فائر

کرنے لگے ہیں پھر ہوا بھی یہی ان تینوں نے گیس پسٹل کے رخ سامنے کی طرف کئے اور تین تین کیپسول فائر کر دیئے۔ یہ سریع الاثر گیس کے کیپسول تھے جو انتہائی سرعت سے پھیل کر ایک سو میٹر کی حدود میں موجود تمام جانداروں کو فی الفور بے ہوش کر دیتی تھی اور یہ جس تیزی سے پھیلتی تھی اسی تیزی سے زائل بھی ہو جاتی تھی۔ کیپسول فائر ہونے کے بعد وہ سب گھڑی دیکھنے لگے۔ جب اڑھائی منٹ گزر گئے تو ان سب نے سانس لئے پھر تنویر، کیپٹن شکیل اور خاور نے اپنی اپنی جیبوں سے رسی کے ٹکڑے نکالے۔ یہ تقریباً دس دس میٹر کے ٹکڑے تھے۔ ان تینوں نے ان کا ایک ایک سرا نیچے لٹکایا تو ایک منٹ کے اندر اندر وہ سب دیواروں پر چڑھ گئے۔ جولیا، صدیقی اور خاور نے باری باری نیچے چھلانگ لگائی۔ چند قدم کے فاصلے پر گھنے درخت اور مہندی کی باڑ لگی ہوئی تھی۔ وہ تینوں برق رفتاری سے باڑ تک پہنچے اور پھر باڑ کے پیچھے دبک گئے۔ گو کہ انہوں نے گیس کیپسول فائر کئے تھے لیکن اس کے باوجود احتیاط ضروری تھی۔ وہ کچھ دیر تک باڑ کے پیچھے دبکے رہے اور ان کی نظریں چاروں طرف گردش کرتی رہیں لیکن انہیں حرکت کے کوئی آثار دکھائی نہ دیئے تو وہ اٹھے اور آگے بڑھنے لگے۔ اب مشین پسٹل ان کے ہاتھوں میں تھے۔ وہ نہایت احتیاط کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے۔ ان کی سماعت کی تمام حسیں بھی بیدار ہو چکی تھیں۔ اب خفیف سی آواز بھی ان کے کانوں تک پہنچ سکتی تھی جبکہ ان کی نظریں سرچ لائٹس کی مانند چاروں طرف

گردش کر رہی تھیں۔ چلتے چلتے وہ کمروں تک پہنچ گئے اور اس دوران انہیں کوئی بھی ذی روح دکھائی نہ دیا۔ انہوں نے پہلے کمرے کے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ کمرے میں جھانکتے ہی ان کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ اس کمرے میں تین آدمی قالین پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

یہ ایک بڑا کمرہ تھا جس میں فرنیچر نام کی کوئی چیز نہیں تھی البتہ فرش پر قیمتی قالین بچھا ہوا تھا۔ تین بے ہوش آدمیوں کو دیکھ کر وہ تینوں کمرے میں داخل ہو گئے پھر وہ بے ہوش آدمیوں کے قریب پہنچ گئے۔ وہ بے ہوش آدمیوں پر جھکنے ہی والے تھے کہ انہیں کمرے میں نامانوس سی بو محسوس ہوئی۔ انہوں نے فوراً اپنے سانس روک لئے۔ انہیں کمرے میں سفید دھواں سا پھیلتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ فوراً ہی دروازے کی طرف بڑھے۔ انہوں نے دروازہ کھولنا چاہا لیکن دروازہ باہر سے بند ہو چکا تھا۔ ان تینوں کے ذہن میں بیک وقت ایک ہی خیال ابھرا کہ انہیں نہایت ہی خوبصورتی سے چوہے دان میں پھنسایا گیا ہے۔ مجرموں کی یہ کارروائی ان کی ذہانت کا ثبوت تھی۔ سانس روک روک کے صدیقی اور خاور نے جولیا کی طرف دیکھا تو جولیا نے دروازہ توڑنے کا اشارہ کیا۔ صدیقی نے آگے بڑھ کر پوری قوت سے دروازے پر کاندھے سے ضرب لگائی۔ دروازہ بہت زیادہ مضبوط تھا اس پر صدیقی کی ضرب کا معمولی سا اثر بھی نہ ہوا البتہ صدیقی نے بے اختیار سانس اندر کو کھینچ لیا اور جیسے ہی اس نے سانس اندر کو کھینچا

اسے ایک زور دار چکر آیا اور وہ قالین پر گرتا چلا گیا۔ اندھیروں نے اس کے ذہن کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ صدیقی کو بے ہوش ہوتے دیکھ کر خاور نے جولیا کی طرف دیکھا۔

''میں دروازے کو توڑنے کی کوشش کروں''...... خاور نے آئی کوڈ میں جولیا سے پوچھا۔

''نہیں۔ رہنے دو۔ تم بھی صدیقی کی طرح بے ہوش ہو جاؤ گے''۔ جولیا نے بھی آئی کوڈ میں کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلایا۔ اس کے بعد انہوں نے کمرے میں دیکھا۔ اب پورا کمرہ سفید دھوئیں سے بھر چکا تھا اور یہ دھواں آہستہ آہستہ بڑھتا ہی جا رہا تھا جبکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کے لئے سانس روکنا مشکل ہو رہا تھا۔ سانس روکنے کی وجہ سے جولیا کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا تھا۔ خاور کی حالت بھی خراب ہو رہی تھی پھر جولیا نے سانس لیا اور سانس لیتے ہی وہ قالین پر گرتی چلی گئی۔ اس کا ذہن بھی اندھیروں میں ڈوب گیا۔ جولیا کے بے ہوش ہونے کے چند سیکنڈ بعد خاور بھی قالین پر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

پھر جولیا کو ہوش آیا تو اسے اپنے بازو میں چبھن کا احساس ہوا جس کا مطلب تھا کہ اسے ہوش میں لانے کے لئے انجکشن لگایا گیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا۔ ایک قطار میں راڈز والی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ ان کرسیوں پر نہ صرف صدیقی اور خاور موجود تھے بلکہ دوسرے ساتھی بھی

موجود تھے۔ یعنی ان کے تینوں گروپس اس وقت مجرموں کی قید میں تھے۔ تنویر اور صفدر ہوش میں آ چکے تھے جبکہ دیگر ساتھی ہوش میں آ رہے تھے۔ ان کے سامنے ایک کرسی پر ایک روسیاہی بیٹھا ہوا تھا جس کی جسامت گینڈے جیسی تھی اور آنکھوں میں وحشیانہ چمک تھی۔ وہ جولیا کو گھور رہا تھا۔ اس کے دائیں بائیں تین تین آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ ان چھ میں سے پانچ کے ہاتھ میں مشین گنیں تھیں جبکہ چھٹے آدمی کے ہاتھ میں ایک خار دار ہنٹر تھا۔ ہنٹر بردار پھیلی ہوئی جسامت اور طویل قد کا روسیاہی تھا۔ اس کی آنکھیں خون کی مانند سرخ تھیں اور ان آنکھوں میں وحشیانہ چمک موجود تھی۔

''تم ان پاکیشائی لوگوں میں کیسے پھنس گئی ہو حسین و جمیل سوئس لڑکی''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے جولیا کو دلچسپ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''پہلے تو تم اپنا تعارف کراؤ کہ تم کون ہو''...... جولیا نے اس سے کہا۔

''یہ سب مجھے باس کہتے ہیں اور لفظ باس مجھے پسند بھی ہے۔ تم بھی مجھے اسی نام سے پکار سکتی ہو اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ باس ٹائپ آدمی انتہائی وحشی ہوتے ہیں لیکن تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارے لئے ہرگز ہرگز وحشی نہیں ہو سکتا بلکہ تم جیسی خوبصورت لڑکیوں کے لئے تو میں انتہائی نرم دل اور محبت کرنے والا انسان ہوں''...... کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر نے اسے گھور کر

دیکھا لیکن زبان سے وہ کچھ نہ بولا۔

"تم واقعی مجھے بہت اچھے انسان لگے رہے ہو۔ پوچھو تم نے کیا پوچھنا ہے"...... جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ ویری گڈ۔ تم مجھے بہت سمجھدار لڑکی دکھائی دے رہی ہو۔ میں نے تم سے یہ پوچھا تھا کہ تم سوئس ہو کر پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کیسے شامل ہو گئی ہو"...... باس نے پوچھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرا بھلا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق"...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو باس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"ویری گڈ۔ مجھے تم سے اسی جواب کی توقع تھی۔ چلو فی الحال اس قسم کے سوال ہم رہنے دیتے ہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ علی عمران کہاں ہے"...... باس نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"کون علی عمران۔ میں تو کسی علی عمران کو نہیں جانتی"...... جولیا نے ایک مرتبہ پھر حیران ہو کر کہا۔

"تمہارا اندازِ گفتگو بتا رہا ہے کہ تم آسانی سے بتانے والی نہیں ہو۔ او کے۔ اگر تم چاہتی ہو کہ خاردار ہنٹر تمہارے جسم کو قیمے میں بدل دے تو مجھے کیا اعتراض ہے لیکن اگر تم میرے ساتھ کچھ وقت گزارنا پسند کرو تو تمہیں زندہ چھوڑنے کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے"...... باس نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس۔ تم انتہائی طاقتور اور ہینڈسم ہو۔ تمہاری شخصیت میں ایک

کشش ہے۔ تمہارے ساتھ تو ہر عورت وقت گزارنا چاہے گی"۔ جولیا نے کہا تو باس خوش ہو گیا۔

"کیا تم بھی میرے ساتھ وقت گزارنا چاہتی ہو"...... باس نے جولیا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں۔ لیکن کیا پھر تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ کہہ کر تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے مادام۔ اب میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"...... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جولیا کے چہرے کو چھونے کے لئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا، جولیا نے فوراً ہی اپنا سر پیچھے کر لیا۔

"ایسے نہیں باس۔ ایسے نہیں"...... جولیا نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ایسے نہیں تو پھر کیسے"...... باس نے پوچھا۔

"میں راڈز میں جکڑی ہوئی ہوں میں کیسے تمہارا ساتھ دے سکوں گی۔ تم مجھے کھولو اور کسی ایسے کمرے میں لے چلو جہاں تمہارے اور میرے علاوہ اور کوئی نہ ہو"...... جولیا نے کہا۔

"تم نے مجھے بے وقوف سمجھ لیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور اب تک تم نے جو میٹھی میٹھی باتیں کی ہیں اسی مقصد کے لئے کی ہیں کہ میں تمہاری باتوں میں آ کر تمہیں کھول دوں لیکن یہ تمہاری بھول ہے۔ میں تمہیں کسی بھی

صورت نہیں کھولوں گا''...... باس نے اس مرتبہ طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تم تو کہہ رہے تھے کہ تم بہت ہی خطرناک انسان ہو۔ خطرناک ہو کر ایک لڑکی سے خوفزدہ ہو رہے ہو''...... جولیا نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ڈر، خوف جس چڑیا کا نام ہے وہ کبھی میرے قریب سے بھی نہیں گزری لیکن میں کبھی کسی دشمن کو معمولی سا موقع بھی نہیں دیا کرتا کیونکہ ہماری فیلڈ میں معمولی سا موقع بھی بازی پلٹ دیا کرتا ہے''...... باس نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا اور اس نے اپنا ہاتھ ایک بار پھر جولیا کی طرف بڑھایا۔

''خبردار۔ مجھے چھونے کی کوشش مت کرنا''...... جولیا نے سر کو پیچھے ہٹایا اور سخت لہجے میں بولی۔

''تمہیں چھونے کے لئے مجھے تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں ہے مادام''...... باس نے ایک مرتبہ پھر طنزیہ لہجے میں کہا اور اس نے پھر جولیا کے چہرے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''رک جاؤ ایڈیٹ۔ جب یہ کہہ رہی ہے کہ اسے ہاتھ مت لگاؤ تو کیوں اسے ہاتھ لگا رہے ہو''...... اس مرتبہ تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو باس نے اس کی طرف دیکھا اور اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔

''میں حسین لڑکیوں کی باتیں تو برداشت کر لیا کرتا ہوں لیکن مردوں کی نہیں''...... باس نے غرا کر کہا۔

''اگر شیر بندھا ہوا ہو تو کتے بھی اس پر اسی طرح بھونکتے ہیں جس طرح اس وقت تم مجھ پر بھونک رہے ہو۔ اگر مرد ہو تو مجھے کھولو اور پھر مجھ سے بات کرو''...... تنویر نے کہا۔

''روفوف''...... تنویر کی بات سن کر باس نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو ہنٹر بردار دو قدم آگے آ گیا۔

''یس باس''...... روفوف نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''ہنٹر سے اس کمبخت کے جسم کو قیمے میں بدل دو''...... باس نے غراتے ہوئے کہا۔

''جو حکم باس''...... روفوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے ہنٹر والا ہاتھ گھمایا تو کمرے میں شائیں شائیں کی آواز گونجنے لگی اور روفوف تنویر کے سر پر پہنچ گیا۔

جولیا اور دیگر ممبران کو سٹیٹ کالونی گئے کافی دیر ہو گئی تھی لیکن جولیا کی طرف سے کوئی کال نہیں آئی تھی۔ بلیک زیرو نے مزید چند منٹ انتظار کیا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر جولیا کے سیل فون کے نمبرز پریس کرنے لگا لیکن جولیا کا سیل فون آف تھا۔ جولیا کے بعد بلیک زیرو نے صفدر کے نمبرز پریس کئے۔ صفدر کا سیل فون بھی بند تھا۔ بلیک زیرو کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ صفدر کے بعد اس نے تنویر اور کیپٹن شکیل کے نمبرز بھی پریس کئے۔ جب وہ بھی آف ملے تو بلیک زیرو کو یقین ہو گیا کہ ساری ٹیم بے ہوش ہو چکی ہے۔ اس کے بعد بلیک زیرو نے عمران کے نمبرز پریس کئے۔ عمران کا سیل فون بھی آف تھا اس کا مطلب تھا کہ عمران بھی اس وقت بے ہوش ہے یا پھر اپنے سیل فون سے دور ہے۔ بلیک زیرو نے رسیور کریڈل پر رکھا اور کمپیوٹر پر دانش منزل کے کوریڈور کا منظر اوپن کیا۔ جوزف بنچ پر بیٹھا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے مائیک اٹھا کر اس کا بٹن پریس کیا اور مائیک منہ کے

قریب کر لیا۔

''جوزف۔ تم کنٹرول روم میں آ جاؤ''...... بلیک زیرو نے کہا تو جوزف بنچ سے اٹھتا ہوا دکھائی دیا۔ بلیک زیرو نے کمپیوٹر پر منظر بدل دیا۔ چند لمحوں بعد کنٹرول روم کا دروازہ کھلا اور جوزف اندر آ گیا۔

''جوزف۔ عمران صاحب اور ہمارے دیگر ساتھی خطرے میں ہیں۔ ہم نے فوراً ان کی مدد کرنی ہے ورنہ دشمن انہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میں باس کے دشمنوں کی گردنیں توڑ دوں گا۔ طاہر صاحب، میں ابھی کریم نگر جا رہا ہوں''...... جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب کچھ خاص تیاری کر کے گئے تھے لیکن اب لگتا ہے دشمنوں نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے اور جو چیزیں وہ ساتھ لے کر گئے ہیں وہ یقیناً دشمنوں کے ہاتھ لگ گئی ہوں گی۔ تم وہ چیزیں دوبارہ لے جاؤ۔ تم نے عمران صاحب تک یہ چیزیں پہنچانی ہیں تاکہ وہ ان چیزوں کو وہاں استعمال کر سکیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''بہت بہتر طاہر صاحب''...... جوزف نے کہا۔ بلیک زیرو نے عمران کے کام آنے والی چیزیں جوزف کو دیں تو جوزف کریم نگر کی طرف روانہ ہو گیا۔ بلیک زیرو نے دانش منزل کا آٹو کنٹرول آن کیا اور اپنی کار میں سوار ہو کر دانش منزل سے باہر آ گیا۔ اس کی کار تیز رفتاری سے سٹیٹ کالونی کی طرف بڑھنے لگی۔ سٹیٹ کالونی کی طرف جاتے ہوئے اس نے کار میں ہی ماسک میک اپ بھی کر لیا۔ کچھ دیر

بعد وہ سٹیٹ کالونی پہنچ گیا۔ سی لائن میں پہنچ کر اس نے کار سیون ون کے قریب فٹ پاتھ کے قریب کر کے روک لی پھر اس نے جیب میں سے لوکیشن انڈیکٹر نکال لیا۔ یہ جدید ساخت کی موبائل فون سیٹ جتنی مشین تھی جو سرداور نے بنائی تھی۔ لوکیشن انڈیکٹر ایک سو میٹر کے فاصلے تک آف موبائل فون سیٹ کی لوکیشن بتا دیتا تھا۔ سرداور اس کوشش میں تھے کہ یہ فاصلہ میٹروں کی بجائے کلو میٹروں میں ہو جائے۔ بلیک زیرو کو چونکہ معلوم تھا کہ ممبران کہاں گئے ہوئے ہیں اس لئے وہ یہ لوکیشن انڈیکٹر لے آیا تھا۔ اس نے لوکیشن انڈیکٹر آن کر کے اس میں جولیا کے سیل فون سیٹ کا سیریل نمبر انٹر کیا اور سرچ کا نمبر دبا دیا۔ تین چار سیکنڈ بعد لوکیشن انڈیکٹر پر سمتیں اور ایک تیر ظاہر ہو گیا۔ بلیک زیرو کار کو لاک کر کے نیچے اتر آیا۔ وہ سیون ون کے قریب پہنچا تو تیر کا رخ شمال کی طرف تھا جبکہ سیون ٹو اور سیون تھری جنوب کی طرف تھیں۔ بلیک زیرو سکس نائن کی طرف بڑھا۔ تیر کا نشان اب بھی شمال کی طرف تھا پھر جیسے ہی بلیک زیرو سکس ایٹ کے قریب پہنچا تو لوکیشن انڈیکٹر پر سرخ بلب روشن ہو گیا جبکہ اب تیر کا نشان بھی مشرق کی طرف مڑ گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ جولیا اس کوٹھی میں موجود تھی۔ بلیک زیرو نے لوکیشن انڈیکٹر آن حالت میں ہی جیب میں ڈال لیا اور وہ کوٹھیوں کی عقبی جانب آ گیا۔ سکس ایٹ کے عقب میں پہنچ کر بلیک زیرو نے لوکیشن انڈیکٹر نکال کر دیکھا۔ سرخ بلب اب بھی روشن تھا البتہ تیر کا نشان اب مغرب کی سمت میں

مڑ چکا تھا۔ اس نے مطمئن انداز میں سر ہلایا پھر اس نے گلی کا جائزہ لیا۔ گلی میں کوٹھیوں کے عقبی دروازے تھے اور کوڑے کا ایک کنٹینر بھی کھڑا تھا۔ بلیک زیرو نے دروازے کا جائزہ لیا۔ یہ لوہے کا مضبوط دروازہ تھا۔ بلیک زیرو نے ایک بار پھر اردگرد دیکھا۔ اس نے جیب میں سے ایک جدید سٹیل کٹر نکال لیا۔ یہ سٹیل کٹر لوہے کو اس طرح کاٹ دیتا تھا جس طرح تار صابن کو کاٹ دیتی ہے۔ اس نے اندازہ کیا کہ چٹخنی کہاں ہو سکتی ہے۔ اس نے سٹیل کٹر لوہے پر رکھا اور زور لگایا۔ سٹیل کٹر نے لوہے کی موٹی چادر کو کاٹنا شروع کر دیا۔ تقریباً دو منٹ بعد ہی بلیک زیرو نے ایک فٹ لمبا اور چار انچ چوڑا ٹکڑا کاٹ لیا۔ چٹخنی کے بارے میں اس کا اندازہ درست ثابت ہوا۔ کاٹے جانے والے ٹکڑے میں ہی چٹخنی موجود تھی۔ یہ ٹکڑا کٹ جانے کے بعد دروازہ کھل گیا اور بلیک زیرو اندر داخل ہو گیا۔

بلیک زیرو جانتا تھا کہ وہ جن مجرموں کے ٹھکانے میں داخل ہو رہا ہے وہ سائنسی مشینری استعمال کرتے ہیں اس لئے بلیک زیرو اس کے مطابق تیاری کر کے آیا تھا۔ اس کی جیب میں ایک چھوٹی سی زیرو مشین تھی۔ اس مشین کی موجودگی میں اس پر کوئی ریز اثر نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے اینٹی گیس کیپسول بھی کھا لیا تھا جس کی وجہ سے بے ہوش کر دینے والی کوئی گیس بھی اس پر اثر نہیں کر سکتی تھی۔ اس کی جیبوں میں سائیلنسر لگا ریوالور ا ۔مشین پسٹل موجود تھے۔ کوٹھی میں داخل ہونے کے بعد اس نے چاروں طرف کا جائزہ لیا اور پھر آگے

بڑھنے لگا۔ اس نے جیب میں سے ریوالور نکال لیا تھا۔ وہ محتاط انداز میں چلتا ہوا کمروں کے قریب پہنچ گیا۔ کمروں کے قریب کچھ درخت موجود تھے۔ وہ ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا اور کمروں کا جائزہ لینے لگا۔ کمروں کے سامنے برآمدہ تھا اور برآمدے میں چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان کرسیوں پر چار مسلح آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان چاروں کی توجہ ایک دروازے کی طرف تھی۔ وہاں سے کچھ ہی فاصلے پر مین گیٹ تھا اور مین گیٹ پر بھی چار پانچ مسلح آدمی دکھائی دے رہے تھے۔ بلیک زیرو چونکہ درختوں اور پودوں کی آڑ لیتا ہوا یہاں تک آیا تھا اس لئے گیٹ پر موجود افراد کی اس پر نظر نہیں پڑی تھی۔

بلیک زیرو چند لمحوں تک تو درخت کے پیچھے کھڑا ان کا جائزہ لیتا رہا پھر اس نے ریوالور کا رخ برآمدے میں بیٹھے ہوئے آدمیوں کی طرف کر کے یکے بعد دیگر چار فائر کر دیئے۔ ہلکی ہلکی سی ٹھک ٹھک کی چار آوازیں ابھریں اور گولیاں ان چاروں افراد کے سروں میں لگیں۔ ان چاروں کو چیخنے کی بھی مہلت نہ ملی اور وہ کرسیوں سے گرتے چلے گئے۔ بلیک زیرو فوراً ہی زمین پر بیٹھا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے جھکا جھکا اس دروازے تک پہنچ گیا جسے یہ چاروں دیکھ رہے تھے۔ ان چاروں کو گولیاں مارنے اور دروازے تک پہنچنے میں بلیک زیرو کو صرف چند سیکنڈ لگے تھے۔ گیٹ پر موجود افراد اس طرف متوجہ ہی نہیں تھے اور اگر ان کی توجہ اس طرف ہوتی تو تب بھی انہیں اتنی جلدی سچویشن کا پتہ نہیں چلتا تھا کیونکہ بلیک زیرو نے یہ کارروائی

بجلی کی سی تیزی سے کی تھی۔ اس نے ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا اور کمرے میں داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہونے کے بعد ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں وہ ساری سچویشن سمجھ گیا۔ ممبران راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔ ایک آدمی ہنٹر لہراتے ہوئے تنویر کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ اس ہنٹر بردار کے علاوہ کمرے میں کچھ اور افراد بھی موجود تھے۔ جن میں سے ایک کی جسامت گینڈے جیسی تھی۔ اس کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک تھی اور شکل و صورت سے وہ روسیاہی لگ رہا تھا۔ وہ جولیا کی کرسی کے قریب کھڑا تھا۔ قطار میں لگی ہوئی کرسیوں کے سامنے ایک بڑی کرسی رکھی ہوئی تھی اور اس کرسی کے پیچھے پانچ مسلح افراد کھڑے تھے۔

بلیک زیرو کمرے میں داخل ہوا تو وہ سب چونکے لیکن اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی حرکت کرتا، بلیک زیرو کے ریوالور سے گولی نکلی اور ہنٹر بردار کے سینے میں پیوست ہو گئی۔ اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ تنویر کے قدموں میں آ گرا اور تڑپنے لگا۔ اسے گولی مارنے کے بعد بلیک زیرو نے انتہائی سرعت سے مشین پسٹل نکالا اور اس کے مشین پسٹل سے بغیر آواز گولیاں نکلیں۔ پانچوں مسلح افراد جو کہ اپنے ہتھیاروں کا رخ بلیک زیرو کی طرف کر ہی رہے تھے، ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصے میں ان کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ فرش پر تڑپتے دکھائی دیئے۔ بلیک زیرو کی اس ساری کارروائی میں بامشکل چند سیکنڈ ہی صرف ہوئے تھے۔ گینڈے جیسی جسامت والا آدمی، جو کہ غیر مسلح تھا

اس کے چہرے کے تاثرات اور اکڑی ہوئی گردن سے بلیک زیرو نے اندازہ لگا لیا کہ یہ باس ٹائپ آدمی ہے اس لئے بلیک زیرو نے اس پر فائرنگ نہیں کی تھی۔

محض چند سیکنڈوں میں ہی اپنے تمام ساتھیوں کو مرتے دیکھ کر وہ حیرت سے ساکت ہو گیا تھا لیکن اس کی یہ حالت محض تین چار سیکنڈ رہی پھر اس نے بلیک زیرو کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کی پرواہ کئے بغیر بلیک زیرو پر چھلانگ لگا دی۔ بلیک زیرو چاہتا تو اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر سکتا تھا لیکن اس نے فی الحال اسے زندہ رکھنا تھا اس لئے اس نے باس پر فائر نہ کیا البتہ جیسے ہی باس بلیک زیرو کے قریب پہنچا، بلیک زیرو کھلتے ہوئے اسپرنگ کی مانند یکدم اڑا اور اس کا سر باس کے منہ سے جا ٹکرایا۔ باس کے کئی دانت اپنی جگہ سے ہل گئے اور وہ دھپ سے فرش پر آ گرا۔ ابھی وہ اٹھ ہی رہا تھا کہ اس کے پہلو میں بلیک زیرو کی ٹھوکر لگی۔ اس ٹھوکر سے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ اس کا سانس سینے میں اٹک گیا اور درد کی شدت اس کے چہرے سے عیاں ہونے لگی۔ ایک ٹھوکر کے اگلے ہی لمحے بلیک زیرو نے اس کی پسلیوں پر دوسری ٹھو بھی رسید کر دی۔ اب بے اختیار اس کے حلق سے فلک شگاف چ بلند ہوئی اور اس نے کروٹ بدلنی چاہی لیکن بلیک زیرو کا پاؤں ایک بار پھر حرکت میں آ چکا تھا اور اس بار بلیک زیرو کے بوٹ کی ٹوہ با کی کنپٹی پر لگی۔ باس کی حرکت وہیں دم توڑ گئی اور اس کے ہاتھ پاؤ

ڈھیلے پڑ گئے۔ بلیک زیرو نے ایک اور ٹھوکر بھی باس کی کنپٹی پر رسید کی اور اس کے بعد وہ بجلی کے سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا۔ سوئچ بورڈ اور کرسیوں کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ راڈز اوپن اور کلوز کرنے کا سسٹم بجلی کے بورڈ سے منسلک ہے۔ اس نے چند بٹن دبائے تو کرسیوں سے راڈز غائب ہو گئے۔

”اس باس کو ڈارک روم میں پہنچا دو“...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کی آواز میں کہا۔ بلیک زیرو کے کمرے میں داخل ہونے اور اس قدر تیز رفتار ایکشن کرنے سے جولیا اور دیگر ساتھی سمجھ چکے تھے کہ آنے والا ان کا چیف ایکسٹو ہے۔ اب ایکسٹو کی آواز سن کر وہ خوشی محسوس کر رہے تھے۔ بلیک زیرو انہیں ہدایت دینے کے بعد انتہائی تیز رفتاری سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

جوزف کی کار کی رفتار ایک سو بیس کلو میٹر فی گھنٹہ سے تجاوز کر چکی تھی۔ سڑک پر موجود دوسری گاڑیوں والے اسے پاگل سمجھ رہے تھے۔ اس کی کراسنگ سے تو کئی کاروں سے نسوانی چیخیں بھی بلند ہوئیں۔ ان کاروں کی ڈرائیونگ سیٹوں پر خواتین ہی تھیں جو جوزف کی کار کی اتنی سپیڈ دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی تھیں لیکن جوزف کو ان میں سے کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ اسے فکر تھی تو بس عمران کی جس کے بارے میں بلیک زیرو نے بتایا تھا کہ وہ خطرے میں ہے۔ اس قدر تیز ڈرائیونگ کی وجہ سے وہ بہت کم وقت میں کریم نگر پہنچ گیا۔ کریم نگر کے قریب پہنچ کر اس نے کار کی رفتار آہستہ کر لی تھی۔ اب کریم نگر پہنچ کر اس نے کریم نگر کی مین سڑک پر ادھر ادھر نظر دوڑائی تو اسے ایک آدمی دکھائی دیا جو دس گیارہ بکریوں کا ریوڑ لئے ایک طرف جا رہا تھا۔

”اے بھائی صاحب۔ ذرا میری بات سنو“...... جوزف نے اس

چرواہے کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

”جی جناب“...... چرواہے نے قریب آتے ہوئے کہا۔ جوزف کو دیکھ کر اس کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس نے آج سے پہلے جوزف جیسا آدمی نہیں دیکھا تھا۔

”کریم نگر کے زمیندار کی حویلی کس طرف ہے“...... جوزف نے اس سے پوچھا۔

”اس طرف ہے جناب۔ کیا آپ کو زمیندار سے ملنا ہے“۔ چرواہے نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بتایا اور ساتھ ہی سوال بھی کیا۔

”ہاں۔ میں کریم نگر میں زمیندار سے ملنے آیا ہوں“...... جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن جناب۔ زمیندار تو اپنی حویلی اور زمینیں بیچ کر غیر ملک چلا گیا ہے اور جن لوگوں نے حویلی اور زمینیں خریدی ہیں وہ بڑے عجیب وغریب قسم کے لوگ ہیں“...... چرواہے نے کہا۔

”زمیندار نہیں ہے تو کوئی بات نہیں۔ میں ان عجیب و غریب لوگوں سے ہی مل لیتا ہوں“...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے کار آگے بڑھا دی پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک بڑی سی حویلی کے سامنے پہنچ گیا۔ حویلی کے گیٹ کے قریب ایک بنچ رکھا ہوا تھا۔ اس بنچ پر دو مسلح مقامی آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے سیکورٹی گارڈز کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ جیسے ہی جوزف نے کار گیٹ کے قریب

روکی وہ دونوں فوراً ہی کھڑے ہو گئے۔ جوزف کار سے نیچے اترا تو وہ دونوں جوزف کے قریب آ گئے اور اسے غور سے دیکھنے لگے۔

”جی جناب۔ آپ کو کس سے ملنا ہے“...... ان میں سے ایک نے جوزف سے پوچھا۔

”میں ہیومن رائٹس ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن کا ڈائریکٹر ہوں۔ چوہدری صاحب نے کریم نگر میں ہسپتال بنانے کے لئے آرگنائزیشن کو درخواست دی تھی۔ آرگنائزیشن نے فنڈ منظور کر دیا ہے۔ میں اسی سلسلے میں چوہدری صاحب سے ملنے آیا ہوں“...... جوزف نے کہا۔

”جناب۔ چوہدری باغ علی صاحب تو یہ حویلی اور زمینیں بیچ کر ایکریمیا سیٹل ہو گئے ہیں“...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

”اب اس حویلی اور چوہدری باغ علی کی زمینوں کا مالک کون ہے“۔ جوزف نے پوچھا۔

”اب شیخ کرم داد صاحب اس علاقے کے بڑے زمیندار ہیں“۔ سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

”او کے۔ ان سے جا کر کہو کہ دارالحکومت سے ہیومن رائٹس ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن کا ڈائریکٹر آیا ہے۔ کروڑوں کا فنڈ ہے کہیں وہ فنڈ ضائع نہ ہو جائے“...... جوزف نے کہا۔

”اچھا جناب۔ میں شیخ صاحب کو آپ کے بارے میں بتاتا ہوں“...... سیکورٹی گارڈ نے کہا اور پھر وہ گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھول کر اندر چلا گیا جبکہ دوسرا سیکورٹی گارڈ وہیں کھڑا رہا۔

”چوہدری باغ علی یہاں سے کیوں چلا گیا ہے۔ یہاں زمینوں سے اسے سالانہ کروڑوں کی آمدنی ہوتی تھی“...... جوزف نے دوسرے سیکورٹی گارڈ سے کہا۔

”جناب۔ ہم تو ملازم لوگ ہیں۔ بھلا ہم بڑے لوگوں کی باتیں کیا جانیں اور ویسے بھی ہم اس حویلی کے ملازم نہیں بلکہ ایک سیکورٹی کمپنی کے ملازم ہیں۔ ہم تو کچھ دن پہلے ہی ڈیوٹی پر یہاں آئے ہیں۔ ہمیں تو جناب بس اپنی ڈیوٹی سے غرض ہے“...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

وہ باتیں تو معصوم سے لہجے میں کر رہا تھا لیکن اس کی شکل و صورت بتا رہی تھی کہ معصومیت اور بے چارگی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ وہ اپنی شکلوں سے انڈر ورلڈ کے آدمی لگتے تھے۔

”اگر تم میری این جی او میں کام کرنا چاہو تو مجھے بتاؤ میں تمہیں اپنی این جی او میں سیکورٹی گارڈ بھرتی کر لیتا ہوں۔ تمہاری موجودہ تنخواہ سے کم از کم چار گنا تنخواہ ہو گی“...... جوزف نے کہا۔

”معاف کرنا صاحب۔ ہم غیر ملکی افراد اور غیر ملکیوں کمپنیوں کو پسند نہیں کرتے“...... سیکورٹی گارڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جوزف نے چیک کرنے کے لئے اس سے یہ بات کی تھی۔ اگر وہ سیکورٹی کمپنی کا ملازم ہوتا وہ چار گنا تنخواہ کا سن کر وہ اس کمپنی میں ملازمت پر سو بار لعنت بھیجتا اور جوزف کی آفر کو فوراً قبول کر لیتا لیکن اس کے انکار پر جوزف کا شک یقین میں بدل گیا کہ سیکورٹی گارڈ انڈر ورلڈ

سے تعلق رکھتے ہیں۔ اسی لمحے اندر گیا ہوا سیکورٹی گارڈ بھی واپس آ گیا۔

''آیئے جناب۔ شیخ کرم داد صاحب آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں''...... اس سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

''ہاں چلو۔ جلدی چلو۔ تم بہت دیر لگا کے آئے ہو۔ مجھے تو ایک اور علاقے میں سروے کے لئے بھی جانا ہے''...... جوزف نے کہا اور پھر وہ کار میں بیٹھ گیا جبکہ سیکورٹی گارڈ نے گیٹ کھول دیا۔ جوزف نے کار آگے بڑھائی اور پھر کار حویلی میں داخل ہو گئی۔ حویلی میں داخل ہوتے ہی جوزف کو کئی مسلح افراد دکھائی دیئے۔ ان میں سے اکثر کے پاس مشین گنیں تھیں۔ جوزف نے ایک آدمی کے اشارے پر کار ایک جگہ روکی اور پھر کار سے نیچے اترا۔

''آیئے جناب۔ تشریف لایئے''...... ایک آدمی نے جوزف کے قریب آتے ہوئے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا پھر وہ اس آدمی کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔

''تشریف رکھیئے جناب۔ شیخ صاحب آتے ہیں''...... ڈرائنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں پہنچ کر اس آدمی نے صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو جوزف صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ اس کے ساتھ آنے والا آدمی ڈرائنگ روم سے نکلتا چلا گیا۔ جوزف کو صوفے پر بیٹھے چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ڈرائنگ روم میں ایک ملازم داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی اور ٹرے میں ان

کے جوس کا گلاس رکھا ہوا تھا۔ ملازم نے خاموشی کے ساتھ ٹرے جوزف کے سامنے رکھی ہوئی میز پر رکھی اور جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے واپس چلا گیا۔

جوزف شیخ صاحب کا انتظار کرنے لگا۔ شیخ کرم داد کو قابو کر کے وہ اس سے عمران کے بارے میں پوچھ سکتا تھا۔ اسے انتظار کرتے ہوئے دو تین منٹ ہوئے ہوں گے کہ جوس لانے والا ملازم ایک بار پھر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

''اوہ جناب۔ آپ نے ابھی تک جوس نہیں پیا''...... ملازم نے ٹرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''شیخ صاحب آئیں گے تو پی لوں گا۔ کتنی دیر تک آئیں گے''۔ جوزف نے پوچھا۔

''شیخ صاحب بس آنے ہی والے ہیں لیکن جناب آپ ان کے آنے سے پہلے جوس پی لیں ورنہ وہ مجھ پر ناراض ہوں گے کہ میں نے مہمان کی خدمت نہیں کی''...... ملازم نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ میں پی لیتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور پھر اس نے گلاس اٹھا لیا اور گلاس پر رکھا ہوا کور ہٹایا تو اسے انتہائی مدھم سی بو محسوس ہوئی۔ یہ بو اتنی مدھم تھی کہ اسے صرف جوزف ہی محسوس کر سکتا تھا۔ یہ بو انسان کو بے ہوش کر دینے والی دوا کی تھی۔ اسے جوس میں بے ہوشی کی دوائی ملا کر دی جا رہی تھی تا کہ وہ بے ہوش ہو جائے۔

جوزف کو فوراً خیال آ گیا کہ انہوں نے عمران کو بھی اسی طرح بے ہوش کیا ہو گا۔ جوزف کے سونگھنے کی حس عام انسانوں سے سینکڑوں گنا زیادہ تھی اس لئے اس نے اس بو کو محسوس کر لیا تھا جبکہ عمران میں یہ حس عام انسانوں جیسی ہی تھی۔ اس بو کو محسوس کرتے ہی جوزف نے گلاس واپس ٹرے میں رکھ دیا اور اسے کور سے ڈھانپ دیا۔

”جناب۔ کیا جوس آپ کو پسند نہیں آیا“...... ملازم نے اسے گلاس واپس رکھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

”نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں“...... جوزف کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ ڈرائنگ روم میں ایک بھاری جسامت کا آدمی داخل ہوا۔ اس کے پیچھے چار مسلح آدمی تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان کی تیز نظریں جوزف پر تھیں۔

”مہمان نے جوس نہیں پیا تو کوئی بات نہیں۔ تم جاؤ“...... بھاری جسامت والے نے سخت لہجے میں ملازم سے کہا۔

”جو حکم شیخ صاحب“...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ الٹے قدموں ڈرائنگ روم سے باہر چلا گیا جبکہ بھاری جسامت والا جوزف کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے مسلح ساتھی اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ وہ انتہائی چوکس تھے اور ان کی نظریں جوزف پر جمی ہوئی تھیں۔

”جناب۔ مجھے میرے ملازم نے بتایا ہے کہ آپ کی آرگنائزیشن اس گاؤں میں ہسپتال بنانا چاہتی ہے۔ شوق سے بنائیے۔ میں ان

زمینداروں میں سے نہیں ہوں جو اپنے علاقے میں ترقی کا کام نہیں ہونے دیتے لیکن ابھی آپ رک جائیں کیونکہ میں آٹھ دس دنوں کے لئے ملک سے باہر جا رہا ہوں۔ واپسی پر میں آپ سے اس پراجیکٹ پر بات کروں گا۔ آج میں آپ کو اتنا ہی ٹائم دے سکتا ہوں۔ بعد میں آپ سے تفصیل سے بات ہو گی“...... بھاری جسامت والے نے کہا پھر اس سے پہلے کہ جوزف اس کی بات کا جواب دیتا، باہر سے ایک دھماکے کی آواز سنائی دی اور مسلح افراد دھماکے کی آواز سن کر اچھل پڑے۔ اس ایک دھماکے کے بعد مسلسل دھماکے ہونے لگے۔

عمران کی آنکھ کھلی تو اس نے خود کو ایک کمرے میں موجود پایا۔ اس کے ہاتھ اور جسم کو رسی کی مدد سے اس طرح کرسی سے باندھا گیا تھا کہ بظاہر اس کا حرکت کرنا ناممکن تھا۔ اس کے سامنے بھی ایک کرسی رکھی ہوئی تھی جو کہ اس وقت خالی تھی البتہ کمرے میں اس وقت چار افراد موجود تھے اور یہ چاروں روسیاہی لگ رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ وہ چاروں ہی عمران کو گھور رہے تھے۔

''اسے ہوش آ گیا ہے۔ میں باس کو اطلاع کرتا ہوں''...... مسلح روسیاہیوں میں سے ایک نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور چار افراد کمرے میں داخل ہوئے۔ سب سے آگے ایک طویل القامت اور بھاری جسامت کا روسیاہی تھا۔ جس کی رنگت سرخ تھی۔ اس کے چہرے پر تکبر کے تاثرات تھے۔ اس کے ساتھ ایک خوبصورت سی روسیاہی لڑکی تھی۔ ان کے پیچھے ایک تو وہی روسیاہی تھا جو انہیں بلانے گیا تھا جبکہ دوسرا

روسیاہی جلاد ٹائپ نظر آ رہا تھا۔

''ہونہہ۔ علی عمران۔ تمہیں خود بخود ہوش آ گیا''...... کرسی پر بیٹھنے والے روسیاہی نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''باس۔ یہ بات تو بہت ہی غلط ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو باس نے حیرت سے اسے دیکھا۔

''تم مجھے باس کہہ رہے ہو''...... اس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''یہاں پر موجود سب افراد تمہیں باس کہہ سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں کہہ سکتا''...... عمران نے بدستور منہ بنا کر کہا۔

''تم ایسی الٹی سیدھی باتوں کے لئے مشہور ہو اس لئے اس بات کو رہنے دیتے ہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ کون سی بات غلط ہے''...... باس نے کہا۔

''یہ غلط بات ہی تو ہے کہ تم مجھے جانتے ہو لیکن میں تمہیں نہیں جانتا''...... عمران نے کہا۔

''اچھا۔ تم میرا نام جاننا چاہتے ہو۔ میرا نام برڈف ہے''...... باس نے کہا۔

''برف یعنی آئس۔ نام تو تمہارا ٹھنڈا ہے لیکن شکل سے تو تم بہت گرما گرم لگتے ہو غصے سے بھرے ہوئے''...... عمران نے کہا۔

''ہاہاہا۔ ابھی تو میں نے غصہ دکھایا ہی نہیں اور تم ابھی سے خوفزدہ ہو گئے''...... برڈف نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"برڈف۔ تم وولف سیکشن کے باس ہو"...... عمران نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا تو برڈف اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو تم وولف سیکشن کے بارے میں جانتے ہو"۔ برڈف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وولف روسیاہی ایجنسی شارب کا ایک سیکشن ہے لیکن تم اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"شارب انتہائی سیکرٹ ایجنسی ہے۔ اس کے بارے میں بہت کم لوگوں کو معلوم ہے۔ بہرحال اب کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ کچھ دیر بعد تو تم نے ہلاک ہو جانا ہے۔ تمہارے جاننے یا نہ جاننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا"...... برڈف نے اس مرتبہ نارمل لہجے میں کہا۔

"اس بات کا فیصلہ تو وقت نے کرنا ہے کہ کون ہلاک ہونے والا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"وقت فیصلہ کر چکا ہے عمران۔ برڈف کے روپ میں موت تمہارے سامنے کھڑی ہے"...... برڈف نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"برڈف۔ اگر تم میرے چند سوالوں کے جواب دے دو تو تمہاری موت بہت آسان ہو گی ورنہ تم سسکو گے، تڑپو گے، موت کی بھیک مانگو گے لیکن موت تمہارے قریب نہیں آئے گی"...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا تو برڈف نے ایک طویل قہقہہ لگایا۔

"تم نے دیکھا جارجینا۔ موت کا خوف کس طرح عمران جیسے

معروف انسان کو بھی پاگل کر دیتا ہے"...... برڈف نے اپنی ساتھی لڑکی سے کہا تو اس کے چہرے پر بھی طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"باس۔ اس کے بارے میں سنا تھا کہ یہ لومڑی سے زیادہ عیار، چیتے سے زیادہ چالاک، شیر سے زیادہ بہادر اور عقاب سے زیادہ تیز ہے لیکن یہ تو چوہے سے بھی زیادہ حقیر نکلا۔ کتنی آسانی سے یہ ہمارے معمولی سے آدمیوں کے قابو میں آ گیا اور اب موت کو اپنے سامنے دیکھ کر گیدڑ کی طرح پاگل ہو گیا ہے"...... جارجینا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سچ کہتے ہیں کہ جب گیدڑ کی موت آئی ہے تو وہ شہر کا رخ کرتا ہے اسی لئے جب عمران کی موت آئی تو اس نے ہماری طرف رخ کیا"...... برڈف نے کہا اور اس نے جیب میں سے ریوالور نکال لیا۔ ساتھ ہی اس کے چہرے پر کرختگی بھی آ گئی۔ اس نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کیا اور ٹریگر پر انگلی کا دباؤ ڈالا۔ گولی چلنے کا دھماکا ہوا اور گولی کرسی کو جا لگی کیونکہ عمران تو کرسی سے نیچے کھسک گیا تھا۔ باتوں کے دوران اس نے رسی ناخنوں میں مخصوص کیمیکل لگے بلیڈوں سے کاٹ لی تھی۔ ٹریگر پر معمولی دباؤ پڑتے ہی اس نے معمولی سا جھٹکا دے کر رسی اپنے جسم سے الگ کر لی تھی اور بجلی کی سی تیزی سے وہ کرسی سے نیچے کھسک گیا تھا۔ برڈف اور اس کے ساتھی تو فائر ہونے کی وجہ سے مطمئن ہو گئے تھے لیکن عمران نیچے کھسکتے ہی کھلتے ہوئے سپرنگ کی مانند اچھلا اور پھر ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں

اس نے ایک روسیاہی کو اٹھا کر برڈف پر اچھال دیا۔ اچھالنے سے پہلے اس نے اس کی مشین گن بھی چھین لی تھی۔ برڈف کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ عمران ایک سیکنڈ میں سچویشن بدل سکتا ہے اس لئے وہ اپنا دفاع نہ کر سکا۔ اس کا اپنا ساتھی اس سے ٹکرایا تو برڈف اور اس کے ساتھ کھڑی ہوئی جارجینا پیچھے کی طرف لڑکھڑا کر فرش پر گر گئے۔ صرف وہ دونوں ہی نہیں گرے تھے بلکہ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے دو آدمی بھی فرش پر گرتے چلے گئے۔ ان سب نے ابھی اٹھنے کی کوشش بھی نہیں کی تھی کہ کمرہ مشین گن کی فائرنگ سے گونج اٹھا۔ برڈف اپنی جانب سے تو انتہائی پھرتی سے کھڑا ہوا تھا لیکن اس کے کھڑے ہونے سے پہلے اس کے تمام ساتھی لقمۂ اجل بن چکے تھے۔ وہ گولیوں سے چھلنی ہونے کے بعد فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے اور ان کے خون سے فرش رنگین ہو رہا تھا۔ خود اس کی اپنی دو انگلیاں اڑ چکی تھیں اور اس کا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ حیرت نے اسے ساکت کر دیا تھا۔ اس کی آنکھیں اتنی پھیل چکی تھیں کہ لگتا تھا کہ اب باہر نکل آئیں گی۔ عمران آگے بڑھ کر اس کے قریب پہنچا تو اس کا سکتہ ٹوٹا لیکن سکتہ ٹوٹنے کا اسے کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ عمران کا ہاتھ گھوما اور مشین گن کا دستہ برڈف کی کنپٹی پر لگا۔ اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر بم کا دھماکا ہوا ہو۔ وہ فرش پر گرا اور گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران کے بوٹ کی ٹوہ اس کی کنپٹی پر لگی اور اس کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ عمران نے

ایک اور ٹھوکر بھی اس کی کنپٹی پر رسید کر دی اور اس کے بعد اس نے برڈف کی نبض چیک کی۔ نبض کے مطابق وہ آدھ گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا تھا۔ عمران اس کی نبض دیکھنے کے بعد کرسی کی طرف مڑا۔ رسی کا ایک بڑا ٹکڑا کرسی کے قریب فرش پر پڑا ہوا تھا عمران نے رسی کا وہ ٹکڑا اٹھایا اور برڈف کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ اس کے بعد اس نے مشین گن اٹھائی اور دروازے کی طرف بڑھا۔ کمرہ چونکہ ساخت کے اعتبار سے ساؤنڈ پروف لگ رہا تھا اس لئے عمران مطمئن تھا کہ یہاں ہونے والی فائرنگ کی آواز باہر نہیں گئی ہو گی۔ وہ کمرے سے باہر آیا تو اسے کچھ فاصلے پر چند مسلح افراد دکھائی دیئے۔ عمران نے مشین گن کے ٹریگر پر دباؤ ڈالا تو فضا فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھی۔ فائرنگ کی آواز کے ساتھ ساتھ ان آدمیوں کی چیخیں بھی بلند ہوئی تھیں۔ عمران نے فائرنگ روکی تو اسے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ ایک ستون کی اوٹ میں ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن سے شعلے نکلنے لگے۔ پانچ چھ افراد اندھا دھند دوڑتے آ رہے تھے۔ وہ سب فائرنگ کی زد میں آئے اور رقص اجل میں مصروف ہو گئے۔ گھومتے گھومتے وہ زمین پر گرے اور ذبحہ کئے ہوئے مرغوں کی مانند تڑپنے لگے۔ عمران کو ایک کمرے سے فائرنگ کی آواز سنائی دی تو اس کی نظریں فائرنگ کی سمت اٹھیں۔ دو تین سیکنڈ بعد عمران کو ایک کمرے کا دروازہ کھلتا ہوا دکھائی دیا اور پھر کمرے میں سے جوزف باہر آ گیا۔

"باس۔ یہ تم ہو"...... جوزف نے اسے دیکھ کر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ میری بدروح ہے"...... عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"نو باس۔ آپ کی روح تو بد ہو ہی نہیں سکتی۔ آپ کی روح تو نیک ہی نیک ہو گی"...... جوزف نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا جواب دیتا۔ ان پر فائرنگ ہوئی۔ وہ دونوں ہی بجلی کی سی تیزی سے زمین پر گر گئے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے بھی فائر کھول دیا۔ ان پر فائرنگ کرنے والے ان کی فائرنگ کی زد میں آئے اور چیختے ہوئے زمین پر گر کر تڑپنے لگے۔

"جوزف۔ اس کمرے میں ایک روسیاہی رسی سے بندھا ہوا ہے۔ اس کا خیال رکھنا ہے اور باقی جو بھی نظر آئے اسے اڑا دینا"۔ عمران نے اس کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس میں برڈف موجود تھا۔

"او کے باس۔ یہ کچھ چیزیں طاہر صاحب نے آپ کے لئے بھیجی ہیں"...... جوزف نے کہا اور اس نے اپنی جیبوں سے بلیک زیرو کی دی ہوئی چیزیں نکال کر عمران کے حوالے کر دیں۔

"دانش منزل میں رہنے کی وجہ سے اب طاہر کی دانش میں کافی اضافہ ہو چکا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ اسے تہہ خانے کی تلاش تھی اور وہ

جانتا تھا کہ حویلیوں میں جو تہہ خانے بنائے جاتے ہیں عموماً ان کے راستے سٹور روم میں ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ سٹور روم ڈھونڈ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے سٹور روم بھی مل گیا۔ وہ سٹور روم کا باریک بینی سے جائزہ لینے لگا پھر اس کی نظر لوہے کی الماری پر جم گئی۔ یہ الماری تین فٹ چوڑی اور آٹھ فٹ اونچی تھی۔ عمران الماری کے قریب پہنچا اور اس نے الماری کو ایک طرف کھسکانے کے لئے زور لگایا لیکن الماری اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ پوری کوشش کے بعد عمران نے دوسری طرف آ کر بھی اسے دھکیلنے کی کوشش کی لیکن الماری اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ سرکی۔ عمران نے ایک بار پھر سٹور روم کا جائزہ لیا لیکن اسے کوئی بھی ایسی چیز نظر نہ آئی جس سے وہ سمجھتا کہ یہاں سے تہہ خانے کا راستہ اوپن ہو سکتا ہے۔ چند لمحوں تک سوچنے کے بعد عمران نے الماری کھولنی چاہی لیکن الماری لاکڈ تھی۔ عمران نے جیب میں سے ایک چھوٹی سی تار نکال لی۔ وہ اس تار سے ماسٹر کی کا کام لیا کرتا تھا۔ اس نے وہ تار الماری کے لاک میں لگائی اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ الماری کا لاک کھولنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے الماری کے پٹ کھولے تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔ الماری میں ہی ایک اور دروازہ نظر آ رہا تھا اور اس دروازے پر بھی تالا لگا ہوا تھا۔ عمران نے یہ تالا بھی کھول لیا اور دروازے کو اندر کی طرف دھکا دیا تو دروازہ کھل گیا اور دوسری طرف نیچے جاتی سیڑھیاں دکھائی دینے لگیں۔ عمران کا مشین پسٹل اب اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے

نہایت احتیاط سے سیڑھیوں پر قدم رکھا اور پھر سیڑھیاں اترنے لگا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک ہال کمرے میں ہوا۔ اس ہال کمرے میں بڑی بڑی مشینیں فٹ تھیں اور کچھ لوگ ان مشینوں پر کام کر رہے تھے۔ عمران کو دیکھ کر وہ سب چونکے اور اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی عمران کے قریب آتا، عمران نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ ہال فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ وہاں موجود افراد لمحوں میں ہی لقمۂ اجل بن گئے۔ ان سب کا خاتمہ کرنے کے بعد عمران نے وہاں نصب مشینوں کا جائزہ لیا اور پھر اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

عمران خود بھی ٹائم بم لایا تھا لیکن اس کی بے ہوشی کے دوران اس کی جیبیں خالی کر دی گئی تھیں۔ اب بلیک زیرو نے اسے جو چیزیں بھیجی تھیں ان میں انتہائی طاقتور ٹائم بم بھی تھا۔ عمران نے اس پر ٹائم سیٹ کر کے بم مشینوں کے درمیان میں رکھا اور خود اوپر آ گیا۔

”باس۔ حویلی میں موجود تمام انسانوں کو موت نے دبوچ لیا ہے“...... جوزف نے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ روسیاہی گینڈا کہاں ہے“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”باس۔ اسے میں نے اپنی کار میں ڈال دیا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے اسے اپنے ساتھ لے جانا ہے“...... جوزف نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم اس حویلی سے نکلو کیونکہ کچھ ہی دیر میں یہ حویلی تباہ ہونے والی ہے“...... عمران نے کہا اور پھر وہ حویلی کے گیٹ کی طرف بڑھا جہاں ایک سائیڈ پر اس کی کار کھڑی تھی۔ جوزف تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھا اور اس نے گیٹ کھول دیا جبکہ عمران کار میں بیٹھا اور اس کی کار گیٹ سے باہر آ گئی۔ اس کے پیچھے جوزف کی کار بھی حویلی سے نکل آئی۔ انہیں گاؤں میں سناٹا سا محسوس ہوا۔ گاؤں میں رہنے والے یقیناً حویلی میں ہونے والی فائرنگ سے خوفزدہ ہو کر اپنے اپنے گھروں میں دبک گئے تھے۔ حویلی سے کچھ دور آنے کے بعد عمران نے کار روک لی اور پھر اس نے گھڑی پر نظر دوڑائی۔ بم پر سیٹ کئے ہوئے ٹائم میں ابھی دو منٹ باقی تھے۔ وہ انتظار کرنے لگا۔ پھر جیسے ہی دو منٹ گزرے گاؤں کی فضا دھماکوں سے گونج اٹھی اور عمران نے کار آگے بڑھا دی۔

"تم برڈف ہو وولف سیکشن کے چیف"...... عمران نے برڈف کو گھورتے ہوئے کہا۔

وہ اس وقت دانش منزل کے ڈارک روم میں تھا۔ اس کے ساتھ بلیک زیرو اور جوزف بھی تھے۔ برڈف کو راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا گیا تھا۔ برڈف کے ساتھ دوسری کرسی پر ایک اور روسیاہ جکڑا ہوا تھا۔ بلیک زیرو نے عمران کو بتایا کہ یہ بھی خود کو باس کہلواتا ہے۔ بلیک زیرو نے اسے سٹیٹ کالونی سے گرفتار کیا تھا۔ بلیک زیرو نے سٹیٹ کالونی میں ہونے والی کارروائی سے عمران کو آگاہ کر دیا تھا۔

"ہاں۔ میں برڈف ہوں وولف سیکشن کا چیف"...... برڈف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"چیف تم ہو تو پھر یہ کون ہے۔ یہ بھی خود کو باس کہتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"یہ شاروف ہے۔ میرا اسسٹنٹ۔ اگر یہ مجھ سے پہلے ہی کہیں

کارروائی میں مصروف ہو تو باس ہی ہوتا ہے"...... برڈف نے کہا۔

"برڈف۔ کیا تمہارا پورا وولف سیکشن پاکیشیا آیا ہوا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں"...... اس نے مختصر سا جواب دیا۔

"تم جان گئے ہو گے کہ تمہارا پورا سیکشن اور تمہارا مشن عبرتناک انجام سے دو چار ہو چکے ہیں"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ میری زندگی کی پہلی شکست ہے۔ ہم نے تم سے دور رہنے کی کوشش کی لیکن تم پھر بھی ہم تک پہنچ گئے"...... برڈف نے شکست خوردہ لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اب تم اپنے مشن کی تفصیلات بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"جو بھی مشن تھا، ختم ہو گیا۔ اب تم تفصیلات جان کر کیا کرو گے"۔ برڈف نے کہا۔

"ہمارے لئے تفصیلات جاننا بہت ضروری ہے۔ بہتر یہی ہے کہ تم خود ہی بتا دو ورنہ"...... عمران نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"عمران۔ میں شکست تسلیم کر چکا ہوں اس لئے دھمکیاں دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہاری دھمکیاں مجھ پر اثر نہیں کریں گی کیونکہ جس مشن پر میں آیا تھا اس کی ناکامی کی سزا اذیت ناک موت ہے اس لئے میری موت یقینی ہے۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو گے تو ہائی کمان مجھے ختم کر دے گی اور ہائی کمان کے لئے مجھے ختم کرنا معمولی بات ہے"...... برڈف مایوس لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اب تمہاری ہائی کمان تمہیں ختم نہیں کر سکتی کیونکہ انہوں نے تمہارے جسم میں موت کا جو انتظام کیا تھا میں نے اسے ناکارہ بنا دیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ واقعی۔ تو کیا تم بھی مجھے زندہ چھوڑنے کا ارادہ رکھتے ہو"۔ برڈف نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں تمہیں جھوٹی تسلی نہیں دینا چاہتا۔ میرا کوئی ایسا ارادہ نہیں ہے۔ میں اپنے ملک و قوم کے دشمنوں کو معاف نہیں کیا کرتا"...... عمران نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ تو پھر میرے مشن کی تفصیلات جاننا تمہارے لئے ضروری تو نہیں ہے۔ تم مار دو مجھے گولی۔ میں تم سے زندگی کی بھیک نہیں مانگوں گا"...... برڈف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا نا کہ تمہارے مشن کی تفصیلات جاننا ہمارے لئے ضروری ہے لہٰذا تفصیلات تو تمہیں بتانا ہوں گی"...... عمران نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

"تم اپنے اس کالے ساتھی سے کہو گے کہ یہ مجھ پر تشدد کرے اور مجھے زبان کھولنے پر مجبور کر دے"...... برڈف نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا تو جوزف کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

"باس۔ یہ مجھے چیلنج کر رہا ہے۔ میں ایک منٹ میں اس کی زبان کھلوا لوں گا"...... جوزف نے کہا۔ عمران نے جوزف کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ وہ برڈف کو غور سے دیکھنے لگا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ

برڈف ان لوگوں میں سے ہے جو تشدد پر بھی زبان نہیں کھولتے۔

"او کے۔ تم بتاؤ کہ تم اپنے مشن کی تفصیلات کیسے بتاؤ گے"۔ عمران نے کہا۔

"اگر تم مجھ سے یہ وعدہ کرو کہ تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے بلکہ جیل بھیج دو گے اور اپنے قانون کے مطابق عدالت سے مجھے سزا دلواؤ گے تو میں تمہیں تفصیلات بتا دیتا ہوں"...... برڈف نے کہا۔

عدالت نے بھی تو تمہیں موت کی سزا ہی دینی ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"مجھ پر عدالت میں مقدمہ چلے گا۔ کیس کی سماعت ہو گی۔ اس کارروائی میں وقت تو صرف ہو گا۔ مجھے چند مہینے یا چند سال جینے کا موقع تو ملے گا"...... برڈف نے کہا۔

"ہونہہ۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ زندگی کا تو ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا ہے۔ او کے۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم نے میرے ہر سوال کا صحیح جواب دیا تو میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"...... عمران نے اس سے وعدہ کرتے ہوئے کہا تو اس نے عمران کی آنکھوں میں دیکھا اور سوچ میں پڑ گیا۔ وہ چند لمحے سوچ میں ڈوبا رہا۔

"عمران۔ تم نے سائنس میں ڈاکٹریٹ کیا ہوا ہے"...... برڈف نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے آکسفورڈ سے ڈی ایس کیا ہوا ہے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو گے کہ برقی مقناطیسی مظاہر اور زلزلوں کے مابین گہرا تعلق ہوتا ہے۔ انتہائی طاقتور برقی لہروں سے زلزلے پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ ایکریمیا بھی ایک عرصے سے مصنوعی زلزلے پیدا کرنے کے تجربات کر رہا ہے۔ ہمارے ملک میں بھی اس پر کام ہو رہا تھا۔ ہم نے ان تجربات میں کامیابی حاصل کی اور ہمارے ارباب اختیار نے پاکیشیا میں مصنوعی زلزلے پیدا کر کے پاکیشیا کو مکمل طور پر تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس پلان کو شاکس پلان کا نام دیا گیا اور اس منصوبے کے لئے ہم نے کچھ افرادی مدد کافرستان سے بھی حاصل کی کیونکہ ان کی اور تمہاری شکلیں ملتی جلتی ہیں اور رہن سہن بھی ایک جیسا ہے۔ زبان میں بھی تھوڑا سا فرق ہے اور لب و لہجے میں تو بہت ہی معمولی فرق ہے۔ لہٰذا کچھ کام کافرستانیوں نے کیا اور کچھ ہم نے۔ مشینری بھی ہم یہاں لے آئے جو کہ کریم نگر کی حویلی میں نصب ہو چکی تھی۔ ہمارے انجینئر اور سائنس دان کام کر رہے تھے۔ اب صرف دو سے تین دن کا کام رہ گیا تھا کہ تمہاری قسمت چمک اٹھی اور تم ہم تک پہنچ گئے۔ مجھے یقین ہے کہ تم نے مشینری تباہ کر دی ہو گی اور وہاں موجود افراد کو ختم کر دیا ہو گا جن میں انجینئرز اور سائنس دان شامل تھے"...... بڑف نے کافی طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

"مشینری تباہ ہونے کے بعد روسیاہ مزید مشینری بھی تو پاکیشیا بھجوا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو پالیسی میکرز کی باتیں ہیں اور وہ کیا کرتے ہیں اس

بارے میں، میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ زلزلے پیدا کرنے والی مشینری فی الفور پاکیشیا نہیں بھجوائی جا سکتی۔ مشینری کے تیار ہونے میں کچھ وقت لگ سکتا ہے"...... بڑف نے کہا۔

"روسیاہ نے پاکیشیا کے خلاف اتنا بھیانک اور خطرناک پلان کیوں بنایا ہے۔ اس میں تو لاکھوں، کروڑوں جانیں ضائع ہوتی ہیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"روسیاہ کے جو ٹکڑے ہوئے ہیں۔ اس میں پاکیشیا کا بڑا ہاتھ ہے اس لئے روسیاہ، پاکیشیا کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتا ہے۔ تمہارے قریبی دوست ملک کی بھی یہی خواہش ہے کہ پاکیشیا کا وجود اس دنیا سے مٹ جائے"...... بڑف نے اس مرتبہ طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ روسیاہ کے ٹکڑے پاکیشیا کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ پاکیشیا کسی بھی ملک کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی ملک کے خلاف جارحانہ کارروائی کرتا ہے اور نہ ہی کسی ایسی کارروائی کی حمایت کرتا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بہرحال جو بھی ہے۔ میں نے تمہارے سوالوں کے جواب دے دیئے ہیں۔ اب تم اپنا وعدہ پورا کرو اور مجھے پولیس کے حوالے کر دو"...... بڑف نے کہا۔

"ہاں۔ میں اپنے وعدے کا پابند ہوں۔ میں تمہیں پولیس کے

حوالے کر دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ تم نے اس سے وعدہ کیا تھا لیکن چیف ایکسٹو نے اس سے کسی قسم کا وعدہ نہیں کیا تھا''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا جو اب تک خاموش کھڑا رہا تھا۔ وہ عمران کے مزاج کو اچھی طرح سمجھتا تھا۔ عمران کے ہونٹ ہلتے ہی وہ سمجھ جاتا تھا کہ عمران اب کیا چاہتا ہے۔ اب بھی اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ عمران، برڈف کا خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔

''اوہ۔ اوہ۔ تم ایکسٹو ہو۔ مجھے تم سے بھی وعدہ لینا چاہئے تھا''۔ برڈف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ بلیک زیرو کی بات سن کر وہ انتہائی خوفزدہ ہو گیا تھا۔

''تم کروڑوں انسانوں کی موت کا پلان لے کر آئے تھے۔ تمہیں زندہ چھوڑ دینا تو انسانیت پر ظلم ہے''...... بلیک زیرو نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ریوالور نظر آنے لگا۔

''یہ۔ یہ۔ اب میں کیا کروں''...... برڈف نے اس مرتبہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

چند منٹ پہلے یہی برڈف بے خوف دکھائی دے رہا تھا۔ وہ مرنے کے لئے بھی تیار تھا اور ہر قسم کا تشدد بھی برداشت کرنے پر آمادہ تھا لیکن اب بلیک زیرو کی گفتگو نے اس کی نفسیاتی کیفیت کو درہم برہم کر دیا تھا اور بے خوف دکھائی دینے والا برڈف موت کو

سامنے دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا۔

''تم سے وعدہ میں نے کیا تھا اور دیکھو میں اپنے وعدے پر قائم ہوں لیکن چیف ایکسٹو کو تو میں نہیں روک سکتا''...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ مجبور ہو گیا ہو۔ جیسے ہی عمران کی بات مکمل ہوئی ڈارک روم دھماکے سے گونج اٹھا اور ساتھ ہی برڈف کی دلدوز چیخ بھی بلند ہوئی۔

''جوزف۔ اسے برفی بھٹی میں ڈالنے کے بعد تم رانا ہاؤس واپس جا سکتے ہو''...... عمران نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف مڑا۔ ڈارک روم سے نکل کر وہ کنٹرول روم میں آ گیا۔ بلیک زیرو بھی اس کے ساتھ کنٹرول روم میں آ گیا۔

''عمران صاحب۔ یہ شاکس پلان تو انتہائی بھیانک تھا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ناکام ہو گیا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ اللہ کا ہی کرم ہے اور اب تم ایسا کرو کہ کافی پلوا کر مجھے شکریہ کہنے کا موقع دو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''جی عمران صاحب۔ میں ابھی کافی بنا لاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔

لیگونا اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کچھ دنوں سے ڈسٹرب تھا کیونکہ اس کی ایجنسی کے انتہائی فعال اور تیز ترین سیکشن نے نہ صرف پاکیشیا میں بری طرح شکست کھائی تھی بلکہ اس سیکشن کا تقریباً خاتمہ ہی ہو گیا تھا۔ اس نے نیا سیکشن تشکیل دے دیا تھا لیکن وہ پریشان تھا کیونکہ اس کے کیرئیر پر ایک بدنما داغ لگ گیا تھا۔ اس سے قبل شارب ایجنسی نے کبھی کسی مشن میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھا تھا۔ اس شکست نے لیگونا کے اندر انتقام کی آگ جلا دی تھی اور وہ اس آگ کو عمران کے خون سے بجھانا چاہتا تھا۔ اس نے صدر مملکت سے پاکیشیا جانے کی اجازت طلب کی تھی لیکن صدر صاحب نے اسے سختی سے منع کر دیا تھا اور اسے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے صدر صاحب نے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے ہوں۔ ان دنوں اس کا زیادہ تر وقت عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں سوچتے ہوئے گزرتا تھا اور اب بھی وہ عمران کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا کہ اس کی میز پر

رکھے ہوئے مختلف رنگوں کے ٹیلی فون سیٹوں میں سے سرخ رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ گھنٹی کی آواز نے اس کی سوچوں کے تسلسل کو توڑ دیا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیگونا اسپیکنگ“...... اس نے اپنی مخصوص سرد آواز میں کہا۔

”سر۔ میں پی اے ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”یس“...... لیگونا نے مختصراً کہا۔ لہجہ اس کا اب بھی سرد ہی تھا۔

”سر۔ پندرہ منٹ کے بعد آپ کی پریذیڈنٹ صاحب کے ساتھ میٹنگ ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”او کے“...... لیگونا نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تقریباً تیرہ منٹ کے بعد وہ پریذیڈنٹ آفس کے سپیشل میٹنگ روم میں پہنچ چکا تھا۔ میٹنگ روم میں وزیر دفاع، وزیر خارجہ، وزیر داخلہ اور وزیر سائنس و ٹیکنالوجی بیٹھے ہوئے تھے۔ لیگونا نے ان میں سے کسی کو بھی سلام کرنا مناسب نہ سمجھا۔ وہ متکبرانہ انداز میں چلتا ہوا کرسیوں تک پہنچا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

میٹنگ روم میں موجود تمام افراد جانتے تھے کہ لیگونا انتہائی مغرور اور حد درجے سفاک آدمی ہے۔ وہ اپنے دشمنوں کو اس طرح قتل کرا دیتا تھا کہ ان کا نام و نشان ہی نہیں ملتا تھا۔ وزیر داخلہ سیکرٹ ایجنسیوں کا انتظامی انچارج تھا لیکن لیگونا اسے بھی خاطر میں نہیں لاتا تھا اور اس نے بھی لیگونا سے کبھی گلہ شکوہ نہیں کیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا

کہ اگر اس نے لیگونا کے مزاج کے خلاف کوئی بات کہہ دی تو پھر لیگونا اسے اس طرح غائب کرا دے گا کہ اس کے خلاف کوئی ثبوت بھی نہیں ملے گا اور نہ ہی کسی کو اس پر شک ظاہر کرنے کی جرأت ہو گی۔ لہٰذا لیگونا سلام کئے بغیر کرسی پر آ کر بیٹھ گیا تو کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا۔

لیگونا کو کرسی پر بیٹھے ایک ہی منٹ ہوا تھا کہ میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ روسیاہ کا معروف سائنس دان سر لیگاف تھا۔ سر لیگاف کو دیکھتے ہی چاروں وزراء اور لیگونا اس کے احترام میں کھڑے ہو گئے کیونکہ سر لیگاف روسیاہ کے معروف سائنس دان تھے اور انہوں نے روسیاہ کی ترقی کے لئے بے شمار کارنامے سرانجام دیئے تھے اس لئے صدر سمیت سب اس کا احترام کرتے تھے۔ لیگونا بھی اس کی سائنسی خدمات کی وجہ سے اس کا احترام کرتا تھا۔ سر لیگاف آہستہ آہستہ چلتا ہوا کرسیوں کے قریب پہنچا اور پھر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ پانچوں بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے لیکن انہیں فوراً ہی ایک مرتبہ پھر اٹھنا پڑا کیونکہ اب روسیاہی صدر مملکت اندر داخل ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے ان کا ملٹری سیکرٹری تھا جس نے ایک فائل اٹھائی ہوئی تھی۔ صدر مملکت باوقار انداز میں چلتے ہوئے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے تو ملٹری سیکرٹری نے فائل ان کے سامنے ٹیبل پر رکھ دی پھر وہ دو قدم پیچھے ہٹا اور اس نے سیلوٹ کیا۔ اس کے بعد وہ مڑا اور میٹنگ روم سے

باہر چلا گیا اور میٹنگ روم کا دروازہ بند ہو گیا۔

”تشریف رکھیئے“...... میٹنگ روم کا دروازہ بند ہونے کے بعد صدر صاحب نے میٹنگ کے شرکاء سے کہا جو ابھی تک کھڑے تھے۔ صدر صاحب کا حکم سن کر وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے تو صدر صاحب نے سب پر ایک نظر ڈالی۔

”ہماری آج کی میٹنگ بہت ہی اہم ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارے درمیان سر لیگاف موجود ہیں اور یہ آپ کو میٹنگ کے مقاصد کے بارے میں آگاہ کریں گے“...... صدر مملکت نے سر لیگاف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”شکریہ جناب صدر“...... سر لیگاف نے صدر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

”میں تمہید میں پڑنے کی بجائے ٹو دی پوائنٹ بات کروں گا تا کہ آپ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو“...... سر لیگاف نے میٹنگ میں موجود افراد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنا گلا صاف کیا۔

”آپ سب جانتے ہیں کہ بجلی کے مصنوعی کڑاکوں سے زمین میں چھوٹے اور مختصر المیعاد کے مصنوعی زلزلے پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ قشرارض میں موجود دراڑیں یا رخنے (فالٹس) براعظمی حرکت (پلیٹ ٹیکٹونکس) اور دوسرے ارضیائی عوامل کی بدولت زبردست دباؤ کا شکار رہتے ہیں۔ یہ دباؤ جب حد سے بڑھتا ہے تو زلزلے کے جھٹکوں کی

شکل میں ریلیز ہوتا ہے اور زلزلے کی بذات خود بہت بڑی فیلڈ دار کپیسٹر کی طرح کام کر سکتی ہے۔ اس میں مختلف النوع چٹانیں اور پانی کی کئی ہیت اوپر تلے موجود ہیں۔ بعض مقامات پر یہ صرف چند مائیکرو میٹر موٹی بھی رہ جاتی ہیں جہاں پر قشرارض کسی کپیسٹر کی طرح کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ زلزلے سے پہلے جب ان مقامات پر دباؤ بڑھتا ہے تو یہ ترتیب میں آ جاتے ہیں اور ان میں برقی چارج منظم ہوجاتا ہے۔ جس سے زلزلے پیدا ہوتے ہیں۔ بس مجھے تو اتنا ہی کہنا ہے۔ باقی باتیں وزیر سائنس وٹیکنالوجی آپ سے کریں گے اور صدر صاحب نے جس مقصد کے لئے یہ میٹنگ طلب کی ہے اس مقصد پر بھی روشنی ڈالی جائے گی''...... سر لیگاف نے مسلسل بولتے ہوئے کہا پھر انہوں نے ٹیبل پر رکھی ہوئی منرل واٹر کی بوتل اٹھائی اور گلاس میں پانی ڈال کر پینے لگے۔

''تھینک یو سر لیگاف۔ آپ نے ہمیں قیمتی معلومات سے نوازا''۔ وزیر سائنس وٹیکنالوجی نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا پھر اس نے میٹنگ میں موجود تمام افراد کی طرف دیکھا۔ سب اسی کی طرف متوجہ تھے۔

''زلزلوں کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کے لئے ہم بہت عرصے سے تجربات کر رہے ہیں۔ ایسے تجربات ایکریمیا میں بھی ہو رہے ہیں لیکن ہم نے اس ٹیکنالوجی میں سبقت حاصل کر لی ہے۔ سر لیگاف کی نگرانی میں ہمارے سائنس دانوں نے مصنوعی زلزلے پیدا

کرنے کے کامیاب تجربات کئے ہیں اور پھر ہم نے سب سے پہلے یہ ہتھیار پاکیشیا پر استعمال کرنے کا فیصلہ کیا کیونکہ پاکیشیا ہمارے سب سے بڑے دشمن ایکریمیا کا حلیف ہے اور روسیاہ کو توڑنے میں اس کا بنیادی کردار ہے لہٰذا اس مقصد کے لئے پلاننگ کی گئی۔ کافرستان کے چند افراد کو ساتھ ملایا اور پھر مشینری تیار کر کے انجینئرز سمیت پاکیشیا بھجوا دی گئی۔ یہ مشن روسیاہ کی سب سے بہترین ایجنسی شارب کے حوالے کیا گیا کیونکہ شارب ایک ایسی ایجنسی ہے جسے لیگونا صاحب جیسے بے مثال سیکرٹ ایجنٹ کی سرپرستی حاصل ہے لیکن پاکیشیا کی قسمت اچھی نکلی کہ شارب کا یہ مشن ناکام ہوگیا۔ اس کی کچھ وجوہات تھیں جن پر بعد میں بات ہو گی کیونکہ آج یہ ہمارے ایجنڈے میں شامل نہیں ہے''...... وزیر سائنس وٹیکنالوجی نے طویل گفتگو کی اور پھر سانس لینے کے لئے رکے۔

''تو کیا ہم اب پاکیشیا کی تباہی کی خبر نہیں سن سکیں گے''...... وزیر خارجہ نے پوچھا۔

''پاکیشیا کی قسمت میں تباہی لکھ دی گئی ہے۔ اگر شارب کا مشن ایک بار ناکام ہو گیا ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا''...... وزیر سائنس وٹیکنالوجی نے کہا۔

''پاکیشیا کی تباہی کے لئے اب آپ کیا اقدامات کریں گے''۔ وزیر خارجہ نے پوچھا۔

''مصنوعی زلزلے پیدا کرنے کے لئے ہمارے سائنس دانوں اور

انجینئرز نے جو مشینری تیار کی تھی اس کی رینج پانچ سو کلو میٹر تھی۔ ہمارے سائنس دان اس فاصلے کو بڑھانے کے لئے کام کر رہے تھے اور اب وہ فاصلہ بڑھانے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اب ہم یہاں بیٹھ کر ہزاروں کلو میٹر دور کسی ملک میں بھی زلزلہ پیدا کر کے اسے مکمل طور پر تباہ کر سکتے ہیں۔ ہماری ڈی ورکشاپ اور ڈی لیبارٹری میں دن رات کام ہو رہا ہے۔ چند ہی دنوں میں مشینری تیار ہو جائے گی اور پھر ہم یہاں بیٹھے بیٹھے پہلے پاکیشیا کو تباہ کریں گے اور اس کے بعد ایکریمیا کو اور پھر باقی دشمنوں کی باری آئے گی۔ پاکیشیا اور ایکریمیا کی تباہی کے بعد ساری دنیا ہمارے تابع ہو جائے گی جو نہیں ہو گا ہم وہاں مصنوعی زلزلے پیدا کر کے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیں گے“...... وزیر سائنس وٹیکنالوجی نے جذباتی لہجے میں کہا۔

”اگر عمران کو ہمارے اس منصوبے کی بھنک پڑ گئی تو وہ اس کی تباہی کے لئے فوراً یہاں پہنچ جائے گا“...... وزیر خارجہ نے کہا۔

”اگر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران یہاں آ گئے پھر دنیا ان کا عبرتناک انجام دیکھے گی۔ وہ یہاں کی سڑکوں پر پاگل کتوں کی طرح مارے جائیں گے۔ یہاں ان کی لاشوں کو بھی اٹھانے والا کوئی نہیں ہو گا“...... لیگونا نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”لیگونا صاحب۔ اسی لئے آج کی میٹنگ میں شریک ہیں۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی یا ہمارے دیگر دشمن روسیاہ میں داخل ہوتے

ہیں تو لیگونا صاحب ان کا فی الفور خاتمہ کریں گے کیونکہ اب ہم نے روسیاہ کو پہلے سے زیادہ طاقتور اور خوشحال بنانا ہے۔ ہماری ترقی، خوشحالی اور طاقت کے سامنے جو بھی آیا وہ ختم ہو جائے گا“...... وزیر سائنس وٹیکنالوجی نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

”ہماری ریت بھی یہی ہے کہ ہم اپنے دشمنوں کو مکمل طور پر تباہ کر دیتے ہیں۔ ہم جہاں پہنچ جاتے ہیں وہاں خون کی ندیاں بہنے لگتی ہیں“...... وزیر دفاع نے بھی پرجوش لہجے میں کہا۔

”اب بھی ایسا ہی ہو گا۔ برسوں، مہینوں یا ہفتوں کی بات نہیں ہے۔ اب دنوں کی بات ہے۔ مصنوعی زلزلے پیدا کرنے والی مشینری تیار ہو جائے گی۔ اس کے بعد ساری دنیا پر ہماری اجارہ داری ہو گی۔ ہم ایکریمیا کی طاقت خاک میں ملا دیں گے۔ اس کا غرور بھرا سر کچل دیں گے۔ ہم ایکریمیا کو تہس نہس کر دیں گے“...... وزیر سائنس وٹیکنالوجی نے اور زیادہ جوشیلے لہجے میں کہا۔

”آج کی میٹنگ اسی لئے بلائی گئی تھی کہ آپ کو حالات سے آگاہی ہو اور لیگونا صاحب کو الرٹ کر دیا جائے کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی روسیاہ میں داخل ہوں تو بلا تاخیر انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے“...... صدر صاحب نے کہا۔

”جناب صدر۔ ایسا ہی ہو گا۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا سر آپ کے قدموں میں لا پھینکوں گا“...... لیگونا نے کرسی سے کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ آج کی میٹنگ اختتام پذیر ہوتی ہے"...... صدر صاحب نے کہا اور پھر انہوں نے ٹیبل پر رکھے سوئچ بورڈ پر لگے ایک بٹن کو پریس کیا تو فوراً ہی میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور صدر کا ملٹری سیکرٹری اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر صدر صاحب اپنی مخصوص کرسی سے کھڑے ہو گئے اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"سلیمان"...... عمران نے کتاب پر سے نظریں ہٹائے بغیر سلیمان کو آواز دی لیکن وہ سلیمان ہی کیا جو عمران کی ایک ہی آواز پر آ جائے لہٰذا عمران کو دوسری اور پھر تیسری بار بھی آواز دینا پڑی۔ تیسری آواز کے بعد دروازہ کھلا اور سلیمان کی شکل دکھائی دی۔ اس کے ہاتھ میں کھانے کے برتن تھے۔

"تمہیں اتنی آوازیں دینی پڑتی ہیں"...... عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ آپ کو بھوک لگی ہوئی ہے اور آپ مجھے کھانے کے لئے بلا رہے ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"ہائیں۔ میں آدم خور ہوں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ سلیمان نے برتن میز پر رکھ دیئے۔

"میں نے کب کہا کہ آپ آدم خور ہیں"...... جواب میں سلیمان نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھی تو تم نے کہا ہے کہ میں نے تمہیں کھانے کے لئے بلایا ہے۔ کیا میں تمہیں یعنی حرام جانور کو کھا سکتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”بھوک نے آپ کے دماغ پر بہت برا اثر ڈالا ہے لہٰذا آپ جلدی سے کھانا کھا لیں“...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا۔ عمران نے سالن کے برتن کا ڈھکن اٹھا کر دیکھا تو فوراً ہی اس کا منہ بن گیا۔

”یہ کیا ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”یہ سالن ہے۔ کیا دماغ کے ساتھ ساتھ بھوک نے آپ کی نگاہ پر بھی برا اثر ڈالا ہے“...... سلیمان نے کہا۔

”ارے۔ یہ تو مونگ کی دال ہے“...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”تو کیا مونگ کی دال سالن میں شمار نہیں ہوتی۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ رزق نہیں ہے“...... سلیمان نے کہا۔

”ہاں۔ یہ سالن تو ہے لیکن سلیمان پیارے آج کل میرا معدہ کچھ گڑبڑ ہے۔ یہ مونگ کی دال ہضم نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر جب مونگ کی دال مسلسل پکنے لگے“...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اپنی مجبوری پیش کر رہا ہو۔

”صاحب۔ مونگ کی دال تو بہت ہی شاہانہ ڈش ہے۔ یہ دماغ کو تقویت دیتی ہے۔ دل کو قوی کرتی ہے اور جسم کو طاقتور بناتی ہے۔ بادشاہوں، رئیسوں اور امراء کی پسندیدہ ڈش ہے“...... سلیمان ۔

کہا۔

”اچھا۔ واقعی یہ بادشاہوں کا پسندیدہ پکوان ہے“...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ سو فیصد۔ یہ ڈش تو خوش نصیب لوگوں کو میسر ہوتی ہے“۔ سلیمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ تو کیا تم بھی یہ شاہانہ ڈش تناول فرماؤ گے“...... عمران نے اس سے پوچھا۔

”صاحب۔ میں تو ملازم ٹائپ انسان ہوں۔ میں بھلا ایسی ڈش کہاں کھا سکتا ہوں“...... سلیمان نے بے چارگی سے کہا۔

”پھر تم ایسا کرو کہ جو کچھ تم نے اپنے لئے پکایا ہے وہ مجھے لا دو۔ میں وہ غریبانہ کھانا کھا لیتا ہوں اور تم یہ شاہانہ ڈش اپنے لئے لے جاؤ“...... عمران نے کہا

”ایسے کھانے تو نصیب والوں کو ملتے ہیں۔ اب اگر آپ کے نصیب میں مونگ کی دال نہیں ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں غریبانہ ڈش لے آتا ہوں“...... سلیمان نے منہ بنا کر کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند منٹوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی۔ اس نے وہ ٹرے بھی میز پر رکھ دی۔ اس ٹرے میں چار برتن رکھے ہوئے تھے۔ ایک میں نرگسی کوفتے، دوسرے میں قیمہ، تیسرے میں مرغ پلاؤ اور چوتھے میں کھیر تھی۔ پلاؤ کی خوشبو عمران پہلے ہی فلیٹ میں محسوس کر چکا تھا اور اسی خوشبو کی وجہ سے اس کی

بھوک بھی چمکی تھی۔

”اچھا۔ تو یہ غریبانہ ڈشیں ہیں“...... عمران نے سلیمان کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ مجھ جیسے غریب کو تو ایسی ہی ڈشیں نصیب ہوتی ہیں لیکن آپ بھی انہی امراء جیسے ہیں جو غریبوں کے مال پر بھی ہاتھ صاف کر جاتے ہیں“...... سلیمان نے کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گیا جبکہ عمران کھانے کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ کھانے سے فارغ ہوا ہی تھا کہ سلیمان نے اسے چائے بھی لا دی۔ وہ چائے سپ کر ہی رہا تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس کا سیل فون میز پر ہی رکھا ہوا تھا۔ اس نے سیل فون اٹھا کر دیکھا۔ سکرین پر دانش منزل کے نمبرز فلیش ہو رہے تھے۔

”ایکسٹو“...... جیسے ہی عمران نے کال او کے کا بٹن دبا کر سیل فون کان سے لگایا ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو ہی کیوں۔ ایکس ون اور ایکس تھری کیوں نہیں“۔ عمران نے کہا۔

”پھر تھری تک ہی کیوں محدود رہا جائے۔ فور، فائیو سے ڈبل نائن تک ہونا چاہئے“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یہ بھی ٹھیک ہے۔ پھر ایکس پوری دنیا میں پھیلانے پڑیں گے لیکن یہ ایکس ہے کیا بلا“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ بھی آپ ہی جانتے ہوں گے۔ میں تو بس آپ کا سایہ ہوں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اچھا۔ اب یہ بتاؤ کہ اس سائے نے فون کیوں کیا ہے“۔ عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ روسیاہ سے خاقان کی کال آئی ہے۔ اس نے بہت اہم اطلاع دی ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔ خاقان روسیاہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا فارن ایجنٹ تھا۔

”او کے۔ میں آ رہا ہوں“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے کال کاٹ کر سیل فون جیب میں رکھ لیا۔ اس کے دوسرے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔ کال کے دوران وہ چائے بھی پیتا رہا تھا۔ اس نے خالی کپ میز پر رکھا اور پھر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا گیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ دانش منزل کے کنٹرول روم میں داخل ہوا تو حسب معمول بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام و دعا کے بعد دونوں اپنی اپنی کرسی پر بیٹھے۔

”میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں“...... بلیک زیرو کو چائے کا خیال آیا تو اس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ ابھی رہنے دو۔ مجھے خاقان کی کال کے بارے میں بتاؤ“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ کال کی تفصیل سنے بغیر اتنے سنجیدہ ہو

گئے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو اندازہ ہے کہ خاقان نے کیا اطلاع دی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اندازہ تو مجھے ہے۔ اس نے یہی اطلاع دی ہو گی کہ روسیاہ، پاکیشیا میں مصنوعی زلزلے کے پروجیکٹ پر کام کر رہا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کا اندازہ سو فیصد درست ہے۔ خاقان نے بتایا ہے کہ روسیاہی صدر نے میٹنگ کال کر کے بتایا ہے کہ اب روسیاہ نے ایسی مشینری بنا لی ہے کہ وہ ہزاروں کلومیٹر کے فاصلے سے بھی کسی ملک میں مصنوعی زلزلے پیدا کر سکتا ہے اور وہ سب سے پہلے پاکیشیا کو ہی نشانہ بنانا چاہتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''روسیاہی حکام تو پاگل ہو گئے ہیں اور مجھے ان کے علاج کے لئے روسیاہ جانا ہی پڑے گا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''آپ درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ یہ تو پاگل پن کی انتہا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ اس نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر جولیا کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''لیس جولیا اسپیکنگ''...... رسیور اٹھائے جانے کے بعد دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''تمام ممبران کو اپنے فلیٹ پر کال کر لو۔ میں عمران کو تمہارے

پاس بھیج رہا ہوں۔ تم نے اس کی ہدایات پر عمل کرنا ہے''...... عمران نے ایکسٹو کی آواز میں کہا اور جولیا کا جواب سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔

''تم خاقان کو فون کر کے کہہ دو کہ وہ مزید معلومات حاصل کرے۔ ہم آج رات ہی روسیاہ پہنچ رہے ہیں''...... عمران نے بلیک زیرو سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کھڑا ہو گیا۔ اسے اٹھتے دیکھ کر بلیک زیرو بھی اپنی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پھر کنٹرول روم کے دروازے تک عمران کو سی آف کرنے کے لئے آیا۔

کچھ ہی دیر کے بعد عمران، جولیا کے فلیٹ کے دروازے پر پہنچ چکا تھا۔ اس نے ڈور بیل کے بٹن پر انگلی رکھی اور پھر جیسے انگلی رکھ کر بھول گیا ہو۔ چند لمحوں بعد دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تو عمران لڑکھڑاتا ہوا اندر جا گرا کیونکہ وہ دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑا تھا۔ دروازہ کھولنے والا تنویر تھا۔ وہ بھی عمران کے ساتھ فرش پر گر گیا۔

''کیا مصیبت ہے۔ کبھی تو انسان بن جایا کرو''...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اپنی نظر کا علاج کراؤ۔ دوسرے بھی تمہیں اپنے جیسے نظر آنے لگے ہیں''...... عمران نے تنویر کو مشورہ دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈرائنگ روم کی طرف بڑھا۔ ڈرائنگ روم میں سبھی موجود تھے۔ عمران نے بلند آواز میں سلام کیا تو سب نے جواب دیا۔

''کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آج تم سب کس خوشی میں یہاں جمع ہو''...... عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چیف کا فون آیا تھا اور اس نے کہا ہے کہ ہم تمہاری ہدایات پر عمل کریں"...... جولیا نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو پھر تم سب میری ہدایات پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔ سب تمہاری ہدایات پر عمل کریں گے۔ ہم بھلا چیف کی حکم عدولی کر سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"او کے۔ پھر تم میری ہدایات سنو"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے باری باری سب کی طرف دیکھا۔

"صفدر نے ابھی تک خطبہ نکاح یاد نہیں کیا۔ چلو کوئی بات نہیں۔ وہ اب خطبات کی کتاب لے آئے اور کتاب دیکھ کر نکاح کا خطبہ پڑھ دے۔ کیپٹن شکیل اور صدیقی بازار سے چھوہارے لے آئیں۔ تنویر فوراً ڈولی لائے۔ نعمانی بیوٹیشن کو بلا لائے جو یہاں آ کر جولیا کا میک اپ کرے۔ خاور اور چوہان بوتیک پر جائیں اور جولیا کے ملبوسات لے آئیں"...... عمران نے ان سب کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں تو تمہارا کفن ہی لے آؤں گا"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ غصہ تو جولیا کو بھی عمران پر آیا تھا لیکن تنویر کی بات سن کر اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔

"اس طرح تو نہیں کہتے تنویر۔ اللہ نہ کرے کہ عمران کو کچھ ہو"...... جولیا نے بے ساختہ کہا۔ وہ سبھی جولیا کے جذبات سے آگاہ

تھے اس لئے جولیا کی یہ بات سن کر ان کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"تم نے اس کی باتیں نہیں سنیں۔ کیا اسے یہ باتیں کہنی چاہئیں"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"میں نے یہ باتیں نہیں کیں بلکہ تمہیں ہدایات دی ہیں۔ اب اگر تم میری ہدایات پر عمل نہیں کرتے تو میں تمہارے چیف سے کہہ دوں گا۔ پھر تم جانو اور تمہارا چیف جانے"...... جواب میں عمران نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کیا ہدایات لے کر آئے ہیں۔ کیا کوئی نیا کیس آ گیا ہے"...... صفدر نے موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"میں جو ہدایات لے کر آیا تھا تمہیں بتا چکا۔ اب تم عمل کرو یا نہ کرو۔ تمہاری مرضی ہے۔ ویسے یہ کام تمہارے فرائض میں شامل ہیں۔ تمہیں ہدایات دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ خاص طور پر تنویر کو تو بغیر کسی ہدایت کے اپنی بہن کو ڈولی میں بٹھا دینا چاہئے۔ بے چاری کی عمر نکلتی جا رہی ہے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر تنویر کا چہرہ تو پکے ہوئے ٹماٹر کی مانند ہو گیا لیکن اس مرتبہ وہ کچھ بولا نہیں۔

"عمران۔ تم حد سے بڑھ جاتے ہو اور تمہیں کسی کے جذبات کی ذرا بھی پرواہ نہیں۔ یہ تنویر کی ہمت ہے کہ وہ تمہاری باتیں برداشت کرتا ہے"...... جولیا نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ بتا رہے تھے کہ کوئی اہم کیس شروع ہو گیا ہے"...... عمران کے جواب دینے سے پہلے صفدر نے کہا۔

"معلوم نہیں تم کیسے لوگ ہو۔ تم چاہتے ہو کہ میرے خلاف کوئی کیس بن جائے اور پولیس مجھے ہتھکڑیاں لگا کر لے جائے۔ تو بتاؤ میرے خلاف کوئی کیس"...... عمران نے کہا تو صفدر کا بھی منہ بن گیا۔ اس نے تو عمران کو پٹری پر ڈالنے کے لئے یہ بات کی تھی لیکن عمران بھلا اس کے قابو میں آنے والا کہاں تھا۔

"او کے۔ اب ہم خاموش ہی رہتے ہیں۔ جب تمہارا موڈ ہو تو سنجیدگی سے بات کر لینا"...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خاموش ہو گئی۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور خاموش ہو گئے۔ جولیا ویسے بھی ان کی ڈپٹی چیف تھی اس کی ہر بات ان کے لئے حکم کا درجہ رکھتی تھی۔

"نعمانی۔ بھلا وہ کون سی چیز ہے جو عورت اپنے خاوند کو عمر بھر نہیں لینے دیتی"...... عمران نے کہا لیکن نعمانی خاموش رہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اس سوال کا جواب نہیں آتا۔ تم فیل ہو گئے۔ خاور تمہیں معلوم ہے"...... عمران نے پہلے نعمانی سے اور پھر خاور سے کہا لیکن خاور بھی خاموش رہا۔

"اچھا۔ تمہیں بھی جواب نہیں آیا۔ چلو میں بتا دیتا ہوں۔ وہ ہے سکھ کا سانس۔ تالیاں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے خود ہی تالیاں بجائیں۔ تالیاں بجانے میں بھی اس کا ساتھ کسی نے نہ دیا۔

"تم سب نے مجھ معصوم کے خلاف ایکا کر لیا ہے اور میری بات سننے پر تیار نہیں ہو۔ ٹھیک ہے۔ میں چیف کو رپورٹ کر دیتا ہوں کہ تم میری بات سننے کے لئے تیار ہی نہیں ہو"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن اب بھی ان میں سے کوئی نہ بولا۔ وہ سب جانتے تھے کہ عمران، ایکسٹو سے شکایت کر ہی نہیں سکتا۔ عمران ایک قدم دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ یکدم ہی اچھل پڑا اور چیخ کر بولا۔

"جولیا۔ تمہارے قدموں میں چوہا"...... جولیا بے اختیار اچھل کر کھڑی ہو گئی اور اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اس وقت وہ یہ بات قطعاً بھول گئی تھی کہ وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ عمران نے کچھ اس انداز میں کہا تھا کہ جولیا کی عورتوں والی نفسیات یکدم ابھر آئی تھی۔ وہ ایک لمحے کے لئے صرف اور صرف عورت بن کر رہ گئی لیکن اگلے ہی لمحے اسے احساس ہو گیا کہ وہ عام لڑکی نہیں بلکہ سیکرٹ ایجنٹ ہے جو برستی گولیوں اور پھٹتے بموں کے درمیان میں سے بھی بے خوف وخطر گزر جاتی ہے جس نے ایک بار نہیں بلکہ سینکڑوں بار موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی ہیں۔ سفاک، طاقتور اور وحشی صفت مجرموں کی گردنیں اپنے ہاتھوں سے توڑی ہیں اسی لئے شرمساری سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"تم پکے پکے شیطان ہو"...... جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"کچھ دن پہلے روسیاہی ایجنٹ پاکیشیا کی تباہی کا مشن لے کر آئے تھے جنہیں آپ لوگوں نے ان کے مشن سمیت خاک میں ملا دیا تھا"...... عمران نے کہا تو سب چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ شوخ اور کھلنڈرا عمران یکدم ہی کہیں غائب ہو گیا تھا۔ اب جو عمران ان کے سامنے تھا وہ پتھروں سے زیادہ سخت نظر آ رہا تھا۔

"جی ہاں عمران صاحب۔ شارب ایجنسی کا وولف سیکشن آیا تھا۔ آپ اسی کی بات کر رہے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ تم یہ بات بھی جانتے ہو کہ ان لوگوں نے یہاں ایسی مشینری نصب کر لی تھی جس کے ذریعے وہ پاکیشیا کے مختلف علاقوں میں مصنوعی زلزلے پیدا کر سکتے تھے۔ اللہ نے ہم پر احسان کیا اور وہ اپنی مشینری سمیت ختم ہو گئے لیکن اب روسیاہیوں نے اپنی اس مشینری کو اپ گریڈ کر لیا ہے۔ اب وہ روسیاہ میں رہ کر بھی جس ملک میں چاہیں مصنوعی زلزلے پیدا کر کے اس ملک کو تباہ کر سکتے ہیں اور اس سلسلے میں ان کا پہلا ہدف پاکیشیا ہی ہے۔ پاکیشیا ان کے لئے چاہے جتنے اچھے جذبات رکھتا ہو لیکن وہ پاکیشیا کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں۔ کافرستان کی طرح ان کی بھی خواہش اور کوشش ہے کہ وہ پاکیشیا کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کے سینکڑوں دشمن ہیں اور جب سے پاکیشیا وجود میں آیا ہے وہ اس کے وجود کو مٹانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن پاکیشیا پر اللہ کا خاص کرم ہے۔ اس لئے یہ انشاء اللہ تاقیامت قائم و دائم رہے

گا"...... خاور نے مضبوط لہجے میں کہا۔

"انشاء اللہ"...... ان سب نے یک زبان ہو کر کہا۔

"چیف کو مصدقہ اطلاعات ملی ہیں کہ روسیاہی، پاکیشیا میں مصنوعی زلزلے پیدا کرنے کی تیاری کر چکے ہیں۔ ہم نے ان کی اس تیاری کو نہ صرف ختم کرنا ہے بلکہ انہیں ایسا سبق بھی دینا ہے کہ وہ آئندہ ایسی جرأت ہی نہ کر سکیں"...... فقرے کے آخر میں عمران کا لہجہ کرخت ہو گیا۔

"یہ کام وہ اپنی جس لیبارٹری میں کر رہے ہیں۔ کیا اس کے بارے میں معلومات مل چکی ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"یہ سب باتیں وہیں جا کر معلوم ہو جائیں گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ کب روانگی ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"آج رات۔ ہم پہلے کافرستان جائیں گے اور پھر کافرستان سے روسیاہ"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا سب ایک ساتھ جائیں گے"...... اس مرتبہ چوہان نے پوچھا۔

"ہم جائیں گے تو ایک ہی فلائٹ میں لیکن مختلف گروپس کی صورت میں۔ گروپ جتنا چھوٹا ہو بہتر رہتا ہے۔ بڑا گروپ جلد نظروں میں آ جاتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ اب ہم اپنے اپنے

فلیٹس پر جاتے ہیں تاکہ روسیاہ جانے کی تیاری کر لیں"...... صدیقی نے کہا۔

"او کے"...... عمران نے مختصراً کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جولیا کے فلیٹ سے باہر آ گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی کار روڈ پر تھی اور تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف بڑھ رہی تھی۔

لیگونا نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

"یس ساساشی اسپیکنگ"...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لیگونا اسپیکنگ"...... لیگونا نے کرخت لہجے میں کہا۔

"چیف آپ۔ حکم فرمائیے"...... دوسری طرف سے اس مرتبہ مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تم اس وقت کہاں ہو ساساشی"...... لیگونا نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

"چیف۔ میری آنٹی بیمار ہے۔ میں اس کے ساتھ ہسپتال میں ہوں۔ میں نے آپ سے چھٹی لی تھی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تمہاری چھٹی کینسل کی جا رہی ہے۔ تم فی الفور ہیڈ کوارٹر پہنچو"۔

لیگونا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او کے چیف۔ میں ابھی حاضر ہو رہی ہوں"...... دوسری طرف سے ساساشی کی آواز سنائی دی تو لیگونا نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور پھر اس نے کمپیوٹر کا کی بورڈ اپنی طرف کھینچا اور اس کی نظریں کمپیوٹر سکرین پر جم گئیں۔ کمپیوٹر پر مصروف رہنے کی وجہ سے اسے وقت گزرنے کا احساس نہ ہوا۔ وہ اس وقت چونکا جب اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور ساساشی کمرے میں داخل ہوئی۔ ساساشی درمیانے قد کی سمارٹ سی لڑکی تھی۔ اس کی نیلگوں آنکھوں میں جھیل کی سی گہرائی تھی۔ براؤن کلر کے بال اس کے کاندھوں پر پھیلے رہتے تھے۔ چہرے پر کم سنی اور معصومیت تھی۔ اس کا شمار روسیاہ کی چند حسین ترین لڑکیوں میں ہوتا تھا اور اسے دیکھ کر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس لڑکی کا تعلق سیکرٹ فیلڈ سے بھی ہو سکتا ہے۔ شکل وصورت سے وہ سکول گرل دکھائی دیتی تھی لیکن انتہائی معصوم اور بھولی بھالی دکھائی دینے والی یہ لڑکی انتہائی خطرناک ایجنٹ تھی۔ سنگدلی اور سفاکی میں یہ درندوں سے بھی بڑھ کر تھی۔ یہ لڑائی بھڑائی کے فن میں مہارت رکھتی تھی۔ مارشل آرٹ کی تربیت اس نے شوگران سے حاصل کی تھی۔ اس کی صلاحیتوں اور کارکردگی کو دیکھتے ہوئے لیگونا نے اسے شارب ایجنسی کی سیکنڈ چیف بنایا تھا۔ لیگونا کی ٹیبل کے قریب پہنچ کر ساساشی نے مؤدبانہ لہجے میں لیگونا کو سلام کیا۔

"بیٹھو"...... لیگونا نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو ساساشی اس کے

سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تھینک یو چیف"...... کرسی پر بیٹھنے کے بعد ساساشی نے لیگونا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

"پچھلے دنوں ہمارا وولف سیکشن پاکیشیا گیا تھا اور وولف سیکشن کے تقریباً تمام افراد وہاں مارے گئے"...... لیگونا نے ساساشی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ یہ ہماری ایجنسی پر لگنے والا ایسا داغ ہے جو مدتوں نہیں مٹے گا"...... ساساشی نے کہا۔

"نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اس داغ کو دھونے کا موقع ہمیں مل رہا ہے"...... لیگونا نے کہا۔

"یہ تو خوشی کی بات ہے چیف۔ کیا ہم پاکیشیا جا رہے ہیں"۔ ساساشی نے کہا۔

"نہیں۔ ہم پاکیشیا نہیں جا رہے بلکہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے روسیاہ میں آنے کے سو فیصد امکانات پیدا ہو گئے ہیں"۔ لیگونا نے کہا تو ساساشی کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"باس۔ پھر تو ان کی عبرتناک موت یقینی ہے۔ علی عمران کے ٹکڑے تو میں اپنے ہاتھوں سے کروں گی۔ میری تو ایک عرصے سے حسرت ہے کہ میرا اس سے سامنا ہو"...... ساساشی نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"تم دل کھول کر اپنی یہ حسرت مٹانا"...... لیگونا نے اس مرتبہ

مسکراتے ہوئے کہا تو ساساشی نے اسے حیرت سے دیکھا کیونکہ آج سے پہلے لیگونا نے اپنے کسی بھی ماتحت سے مسکرا کر بات نہیں کی تھی۔

''یس چیف۔ کیا میں جان سکتی ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی کب اور کیوں روسیاہ آ رہے ہیں''...... ساساشی نے لیگونا کو مسکراتے ہوئے دیکھا تو اس نے ہمت کر کے پوچھ لیا ورنہ کسی میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ لیگونا سے کسی قسم کا کوئی سوال کر سکے۔

''تم جانتی ہو کہ روسیاہ نے مصنوعی زلزلے پیدا کرنے کے کامیاب تجربات کئے ہیں اور ان مصنوعی زلزلوں کو بطور ہتھیار استعمال کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے تاکہ اپنے دشمن ممالک کو نیست و نابود کیا جا سکے''...... لیگونا نے کہا۔

''یس چیف۔ وولف سیکشن مشینری اور انجینئرز کے ساتھ اسی مقصد کے لئے پاکیشیا گیا تھا''...... ساساشی نے کہا۔

''ہاں۔ ہماری وہ مشینری سینکڑوں کلو میٹر کی حدود تک تھی جبکہ ہمارے سائنس دان اسے لامحدود فاصلے تک مؤثر بنانے کے لئے کوشاں تھے۔ وولف سیکشن پاکیشیا گیا تو ہمارے سائنس دان اس مشینری کی رینج بڑھانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب ہم روسیاہ میں بیٹھ کر ہزاروں کلو میٹر دور کے ممالک میں بھی مصنوعی زلزلے پیدا کر سکتے ہیں۔ ہمارا پہلے بھی یہی فیصلہ تھا کہ سب سے پہلے پاکیشیا کو تباہ کیا جائے اور اب بھی یہی فیصلہ ہے۔ انتظامات ہو رہے ہیں۔ چند

دنوں کے بعد ہم پاکیشیا میں زلزلے لا کر اس میں مکمل تباہی پھیلا دیں گے''...... لیگونا نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ چیف۔ یہ تو ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔ پاکیشیا کے بعد ہم اپنے سب سے بڑے دشمن ایکریمیا کو بھی تباہ کر سکتے ہیں''۔ ساساشی نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہمارے حکام کا پلان تو یہی ہے اور اس میں ہماری کامیابی سو فیصد یقینی ہے''...... لیگونا نے کہا۔

''چیف۔ آپ ذکر کر رہے تھے عمران اور اس کے ساتھیوں کا۔ وہ کیوں روسیاہ آ رہے ہیں۔ کیا انہیں اس پلان کی اطلاع مل چکی ہے''۔ ساساشی نے لیگونا کے اچھے موڈ کو دیکھتے ہوئے ایک اور سوال پوچھنے کی ہمت کر لی۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پراسرار چیف کے بارے میں یہ بات بہت مشہور ہے کہ اگر دنیا کے کسی بھی کونے میں پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف کوئی کام ہو رہا ہوتا ہے تو اسے خبر ہو جاتی ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو عمران کی سربراہی میں اس کام کے خاتمے کے لئے بھیج دیتا ہے لہٰذا اب بھی یہ بات یقینی ہے کہ روسیاہ کے اس منصوبے کی بھی اسے اطلاع مل جائے گی اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت روسیاہ پہنچ جائے گا''...... لیگونا نے کہا۔

ساساشی، لیگونا سے کہنا چاہتی تھی کہ کیا ایکسٹو کے پاس جن بھوت ہیں جو اسے خفیہ باتوں کی اطلاع مل جاتی ہے لیکن وہ اپنے

دل کی یہ بات زبان پر نہ لا سکی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ غصے میں لیگونا اسے گولی بھی مار سکتا ہے۔

''یس باس۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی روسیاہ کی حدود میں داخل ہوئے تو ہم موت بن کر ان کا استقبال کریں گے۔ اس سرزمین پر وہ دوسرا سانس نہیں لے سکیں گے''...... ساساشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم ہسپتال میں تھیں۔ میں نے انہیں ٹریس کرنے کے تمام انتظامات کر لئے ہیں۔ ایئر پورٹ پر خفیہ چیکنگ کیمرے لگا دیئے گئے ہیں۔ کوئی بھی آدمی اگر میک اپ میں ہوا تو یہ کیمرے اس کی نشاندہی کر دیں گے۔ ریلوے اسٹیشن، بس ٹرمینل، تمام چوراہوں اور بازاروں میں بھی یہ کیمرے نصب کر دیئے گئے ہیں۔ دارالحکومت کا کوئی بھی ہوٹل ایسا نہیں ہے جس کے مین گیٹ پر یہ کیمرہ نصب نہ کیا گیا ہو۔ اس کے علاوہ تمام ہوٹلوں کے تمام کمروں میں ڈکٹا فون بھی نصب کئے گئے ہیں۔ ان انتظامات کے علاوہ شارب ایجنسی کے ایجنٹس دارالحکومت میں پھیل چکے ہیں۔ جیسے ہی انہیں کوئی مشکوک آدمی نظر آیا وہ بلاتاخیر اپنی کارروائی کریں گے۔ پورا دارالحکومت چوبیس گھنٹے شارب ایجنسی کی نظروں میں رہے گا''...... لیگونا نے انتظامات کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''چیف۔ ان انتظامات کے بعد کسی بھی مشکوک آدمی کا روسیاہ میں داخلہ ممکن نہیں ہے''...... ساساشی نے کہا۔

''میں نے تمہیں ان انتظامات کے بارے میں اس لئے بتایا ہے کہ اب تم نے نگرانی کرنی ہے۔ رپورٹس تم نے وصول کرنی ہیں اور ہدایات بھی تمہی نے دینی ہیں۔ اگر کوئی اہم بات ہو جائے تو تم نے فوراً مجھے اطلاع کرنی ہے۔ ہم نے ہر حال میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنا ہے''...... لیگونا نے اس مرتبہ پھر تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے چیف۔ آپ کے احکامات کی تعمیل ہو گی''...... ساساشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اگر تم سے یا کسی اور سے معمولی سی کوتاہی یا غفلت ہوئی تو روسیاہ کو ناقابل فراموش نقصان پہنچ سکتا ہے اور جس کی وجہ سے روسیاہ کو نقصان پہنچے وہ میرا سب سے بڑا دشمن ہے اور تم یہ بھی جانتی ہو گی کہ میرے دشمنوں کا کیا انجام ہوتا ہے''...... لیگونا نے اس قدر سرد آواز میں کہا کہ ساساشی کے جسم میں کپکپاہٹ سی پیدا ہو گئی۔

''یس۔ یس چیف۔ یہ بات تو روسیاہ کا بچہ بچہ جانتا ہے''۔ ساساشی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اب تم جاؤ اور انتظامات کا جائزہ لو اور پھر مجھے رپورٹ کرو''...... لیگونا نے کہا۔

''او کے باس''...... ساساشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور تیز تیز قدموں سے چلتی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی۔

روسیاہ کے دارالحکومت کے ائیر پورٹ پر طیارے سے اترتے ہی جولیا کو وہیل چیئر پر بٹھا دیا گیا تھا۔ اس کی گردن پر کالر چڑھا دیا گیا تھا اور اس وقت وہ برسوں کی مریض دکھائی دے رہی تھی۔ وہ بیمار راج کماری کے میک اپ میں تھی۔ وہ اور عمران پہلے کافرستان گئے تھے جہاں عمران نے جولیا کو ہسپتال میں داخل کرا کر اس کے لئے مصنوعی کاغذات تیار کرا لئے تھے۔ ان کاغذات کے مطابق جولیا کی گردن کے مہرے کھسک گئے تھے اور اسے علاج کے لئے روسیاہ بھیجا گیا تھا۔ کاغذات میں جولیا کا نام آشا دیوی تھا اور وہ کافرستان کی ایک ریاست کی راج کماری تھی جبکہ عمران، راج ونود کمار کے میک اپ میں تھا جو آشا دیوی کا پتی تھا۔ کافرستان میں ہی عمران نے روسیاہ کے ہسپتال میں جولیا کو ایڈمیٹ کرایا تھا۔ عمران نے اپنی فلائٹ کا نمبر اور روسیاہ میں پہنچنے کا وقت بھی ہسپتال کی انتظامیہ کو بتا دیا تھا۔ وقت مقررہ پر ہسپتال کی ایمبولینس اور عملہ ائیر پورٹ پر پہنچ چکا تھا۔

جولیا کو ہسپتال کے عملے نے ہی طیارے سے نیچے اتارا تھا اور اب جولیا وہیل چیئر پر بیٹھ کر ائیر پورٹ سے باہر آ رہی تھی۔ عمران اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ وہ شہزادوں کے انداز میں چل رہا تھا۔ اس کی شخصیت میں کچھ ایسی کشش تھی کہ اسے جو بھی دیکھتا تھا بس دیکھتا ہی رہتا تھا۔

"سر۔ پلیز کاغذات"...... جیسے ہی وہ کسٹم حکام تک پہنچے ایک کسٹم آفیسر نے عمران سے کہا۔ اس کسٹم آفیسر کے ساتھ اس کے کئی ماتحت کھڑے تھے اور وہ سب عمران کی شخصیت سے متاثر نظر آ رہے تھے۔ کسٹم ملازمین میں سے ایک ملازم عمران سے متاثر ہونے کے باوجود اسے اور جولیا کو غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا انداز دوسرے ملازمین سے مختلف تھا لیکن عمران نے اس پر کوئی توجہ نہ تھی۔

"یس۔ یہ لیجئے ہمارے کاغذات"...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کاغذات کسٹم آفیسر کی طرف بڑھائے۔ کسٹم آفیسر نے کاغذات کو سرسری انداز میں دیکھا اور پھر واپس عمران کی طرف بڑھائے۔

"سر۔ مجھے بھی دکھایئے یہ کاغذات"...... جو کسٹم ملازم انہیں غور سے دیکھ رہا تھا، اس نے عمران سے کہا۔

"لیجئے۔ آپ بھی دیکھ لیجئے۔ کیا آپ ان سے الگ ہیں"۔ عمران نے کاغذات اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں ان سے الگ نہیں ہوں۔ میں اس سروس میں نیا آیا

ہوں اور ابھی تجربہ حاصل کر رہا ہوں۔ اس لئے میں ان کی اجازت سے کاغذات دیکھتا ہوں“...... اس نے کہا اور پھر ان کے کاغذات دیکھنے لگا۔

”تھینک یو۔ روسیاہ کے کس ڈاکٹر سے آپ نے بات کی تھی“۔ کسٹم آفیسر نے عمران کو کاغذات واپس کرتے ہوئے کہا۔

”نیشنل ہسپتال کے ڈاکٹر آرگوف سے۔ لیکن آپ اس قدر انوسٹی گیشن کیوں کر رہے ہیں میری بیوی کو چھوت کی بیماری تو نہیں ہے اس کے ساتھ تو بس گردن کا مسئلہ ہے“...... عمران نے کہا۔

”سر۔ آپ ناراض نہ ہوں۔ میں نے بس روٹین کے کچھ سوال کیئے ہیں۔ آپ جا سکتے ہیں“...... عمران سے بات کرنے والے کسٹم آفیسر نے کہا۔

”او کے۔ تھینک یو“...... عمران نے کہا تو ہسپتال کے ملازم نے وہیل چیئر کو آگے دھکیلا۔ گیٹ کے قریب ہی نیشنل ہسپتال کی ایمبولینس کھڑی تھی۔ ہسپتال کے عملے نے ہی جولیا کو ایمبولینس میں بٹھایا اور پھر ایمبولینس ہسپتال پہنچ گئی۔ جولیا کے لئے سپیشل روم بک تھا لہذا انہیں فوراً ہی کمرے میں پہنچا دیا گیا۔

”سر۔ دس منٹ بعد ڈاکٹر صاحب مادام کو چیک کرنے کے لئے آئیں گے“...... ایک نرس نے عمران سے کہا۔

”او کے۔ تھینک یو“...... عمران نے کہا تو نرس اور دیگر ملازمین کمرے سے نکل گئے۔

”اتنا چکر چلانے کی کیا ضرورت تھی۔ سیدھے طریقے سے آتے“...... وہ دونوں کمرے میں اکیلے رہ گئے تو جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر وہ کالر اتارنے لگی۔

”تمہاری تو بچت ہو جاتی لیکن مجھے گولیوں سے چھلنی کر دیا جاتا“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنا بیگ کھولا اور اس میں سے دو ماسک نکال لئے۔ ایک اس نے جولیا کو دیا اور دوسرا اپنے چہرے پر ایڈجسٹ کرنے لگا۔ دو منٹ بعد وہ دونوں ہی نئے میک اپ میں آ چکے تھے۔ میک اپ کے بعد وہ کمرے سے باہر نکل آئے۔ یہ ایک گیلری تھی جس کے دونوں جانب کمرے تھے۔ گیلری میں لوگ آ جا رہے تھے لیکن ان کی جانب کوئی بھی متوجہ نہیں تھا۔ وہ اطمینان سے چلتے ہوئے مین گیٹ سے باہر آ گئے۔ چند قدموں کے فاصلے پر ٹیکسی سٹینڈ تھا۔ وہ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھے اور پھر نمبر پر لگی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔ ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھائی۔

”یس مادام۔ کہاں جائیں گے آپ لوگ“...... ٹیکسی آگے بڑھاتے ہی ڈرائیور نے آئینے میں جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”گریٹ کالونی“...... جولیا نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹیکسی مین روڈ پر آ گئی۔

”عمران۔ ہمارے دوسرے ساتھی تو پہنچ چکے ہوں گے“...... جولیا نے عمران سے پاکیشیائی زبان میں کہا۔

”کرشنا دیوی۔ وہ ہمارے ساتھی نہیں غلام ہیں۔ آپ اس فرق کو

محسوس کیوں نہیں کرتیں“...... عمران نے ناراض سے لہجے میں کافرستانی زبان میں کہا۔ ماسک میک اپ میں بھی چونکہ وہ کافرستانی ہی دکھائی دے رہے تھے اس لئے عمران نے کافرستانی زبان استعمال کی تھی۔

”راج کمار۔ فرق تو آپ محسوس کرتے ہیں۔ ہمارے خیال میں تو سب انسان برابر ہیں“...... اس مرتبہ جولیا نے بھی کافرستانی زبان میں کہا۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ اس نے عمران کا نام لے کر اور پاکیشیائی زبان میں بات کر کے غلطی کی ہے۔ ساتھ ہی اسے مشن کی سنگینی کا بھی احساس ہو گیا تھا۔ جس مشن پر عمران جیسا شخص سنجیدہ ہو جائے وہ کس قدر خطرناک ہو سکتا تھا۔ اس بات کا اندازہ جولیا اور دیگر ممبران لگا سکتے تھے کیونکہ وہ ایک طویل عرصے سے عمران کے ساتھ تھے اور عمران کی رگ رگ سے واقف تھے۔ عمران تو سنگین حالات اور خطرناک مشن کو بھی خاطر میں لانا والا نہیں تھا۔ وہ ہر وقت شوخ موڈ میں رہتا تھا اور آج وہی شوخ عمران سنجیدہ نظر آ رہا تھا تو یقیناً مشن ان کی توقع سے کہیں بڑھ کر خطرناک ہو سکتا تھا۔

”آقا اور غلام میں فرق ہوتا ہی ہے لیکن آپ اس بات کو نہیں سمجھتیں۔ اس لئے اس پر بحث فضول ہے۔ آپ اس موضوع پر بات مت کریں“...... عمران نے کہا تو جولیا سمجھ گئی کہ ڈرائیور کے سامنے بات نہیں کرنا چاہتا لہٰذا جولیا خاموش ہو گئی۔

”مادام۔ گریٹ کالونی آ گئی ہے۔ آپ نے کہاں اترنا ہے“۔

کچھ دیر بعد ڈرائیور نے پوچھا۔

”بس۔ پہلے ہی چوک پر اتار دیں“...... جولیا نے کہا تو ڈرائیور نے ٹیکسی سڑک کی سائیڈ میں روک دی۔ وہ دونوں نیچے اترے اور عمران نے کرایہ ادا کیا تو ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ جب ٹیکسی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو وہ دونوں ایک طرف چلنے لگے۔

”کیا تمہیں شک ہے کہ یہ ڈرائیور شارب ایجنسی کا ایجنٹ تھا“۔ آگے بڑھتے ہوئے جولیا نے کہا۔

”میں شارب ایجنسی کے بارے میں جانتا ہوں اس لئے محتاط ہوں۔ تم بھی محتاط رہو۔ تم نے ٹیکسی میں بھی میرا نام لے دیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ یہ مجھ سے واقعی غلطی ہو گئی“...... جولیا نے شرمسار لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ غلطی ہو ہی جاتی ہے لہٰذا پانی پانی ہونے کی ضرورت نہیں ہے“...... عمران نے جولیا کو شرمسار دیکھا تو کہا۔ جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا البتہ اس نے کوٹھیوں کی طرف دیکھا۔ گریٹ کالونی کی اے لائن شروع ہو چکی تھی۔ کوٹھیوں کے گیٹ پر نمبر لگے ہوئے تھے۔

”عمران۔ ہم نے اے لین میں ہی جانا ہے نا“...... جولیا نے نمبروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہارے چیف نے تو یہی ہدایت کی تھی“...... عمران نے

اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا چیف۔ تمہارا چیف۔ یہ تم کیا ہر وقت کہتے رہتے ہو۔ کیا ایکسٹو تمہارا چیف نہیں ہے"...... جولیا نے غصے سے کہا۔

"میں تو ہوں فری لانسر۔ ایکسٹو میرا کیوں چیف ہونے لگا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ جولیا اسے کوئی جواب دینا چاہتی تھی لیکن اسی وقت اس کی نظر دس نمبر پر پڑی تو وہ اس کی طرف بڑھی۔ دس نمبر کے گیٹ پر پہنچ کر اس نے بیل بجائی تو کچھ دیر بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان کی شکل دکھائی دی۔

"جی جناب۔ آپ کو کس سے ملنا ہے"...... اس نوجوان نے دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"پوری دنیا پرنس آف ڈھمپ کو جانتی ہے۔ نہیں جانتے تو خاقان اعظم نہیں جانتے"...... عمران نے اپنے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو آنے والا نوجوان چونک پڑا جو کہ خاقان تھا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ آپ میک اپ میں ہیں اس لئے میں آپ کو پہچان نہیں سکا۔ سوری"...... خاقان نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شرمساری کے تاثرات تھے۔

"لگتا ہے آج شرمساری کا عالمی دن منایا جا رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے قدم گیٹ کے اندر رکھا۔ اس کے پیچھے جولیا بھی اندر آگئی۔ کچھ دیر بعد وہ تینوں ڈرائنگ روم میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ باقی ساتھی کہاں ہیں"...... خاقان نے عمران سے پوچھا۔

"کچھ کو تو اب تک آ جانا چاہئے تھا"...... عمران نے کہا پھر اس سے پہلے کہ خاقان کچھ کہتا ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ خاقان ٹیلی فون سٹینڈ کی طرف بڑھا اور اس نے رسیور اٹھایا۔

"ہیلو"...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے مختصراً کہا اور اس کے بعد دوسری طرف کی بات سننے لگا۔

"او کے"...... دوسری طرف کی بات سننے کے بعد خاقان نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"کس کا فون تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"میرے اسسٹنٹ کا تھا۔ اس نے بتایا ہے کہ شارب ایجنسی کے ایجنٹوں نے بس ٹرمینل سے تین آدمیوں کو گرفتار کیا ہے جن پر شبہ ہے کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہیں"...... خاقان نے بتایا تو عمران اور جولیا چونک پڑے۔

"یہ صفدر، چوہان اور خاور ہو سکتے ہیں"...... جولیا نے خاقان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ کیا ان تینوں نے بس کے ذریعے آنا تھا"...... خاقان نے جولیا سے پوچھا۔

"ہاں۔ ان تینوں نے کافرستان سے ویلارس پہنچنا تھا اور وہاں سے بس کے ذریعے یہاں آنا تھا"...... جولیا نے اثبات میں سر

ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر ممکن ہے کہ یہ تینوں صفدر صاحب، چوہان صاحب اور خاور صاحب ہی ہوں۔ میں جا کر معلوم کرتا ہوں''...... خاقان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم نے یہ معلوم کیا ہے کہ شاکس پلان کی مشینری کہاں نصب کی جا رہی ہے''...... عمران نے اس سے پوچھا۔

''عمران صاحب۔ اس بارے میں جو آدمی ہمیں معلومات مہیا کر سکتا ہے وہ دو دن سے آؤٹ آف سٹی ہے۔ آج وہ واپس آگے گا تو ہم اس سے معلومات حاصل کر لیں گے''...... خاقان نے کہا۔

''کون ہے وہ آدمی''...... عمران نے پوچھا۔

''سر۔ اس کا نام ویلاڈوف ہے اور وہ وزارت سائنس میں سیکرٹری ہے''...... خاقان نے کہا۔

''او کے۔ اب تم جاؤ''...... عمران نے کہا تو خاقان دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ خاقان کو گئے ابھی پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کہ کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور تقریباً دس بارہ مسلح آدمی اور ایک خوبصورت روسیاہی لڑکی کمرے میں داخل ہو گئے۔ تمام آدمیوں کے پاس جدید ترین مشین گنیں تھیں اور ان سب مشین گنوں کے رخ ان دونوں کی طرف تھے۔ لڑکی کے چہرے پر فاتحانہ چمک اور مسکراہٹ تھی۔

''انہیں ہتھکڑیاں پہناؤ اور لے چلو''...... لڑکی نے تحکمانہ لہجے میں

کہا تو چار آدمی آگے بڑھے۔ دو نے عمران اور جولیا کی کنپٹی سے مشین گنیں لگا دیں جبکہ دو نے جیبوں سے ہتھکڑیاں نکالیں اور ان کے ہاتھ پشت کی طرف کر کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دیں۔

''چلو''...... ہتھکڑیاں پہنانے کے بعد ان میں سے ایک نے کہا اور پھر انہوں نے ان دونوں کو دھکا دے کر کھڑا کر دیا۔ اتنی مشین گنوں کے سامنے مزاحمت کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا اس لئے وہ دونوں خاموشی سے آگے بڑھنے لگے۔

ساساشی اپنے دفتر میں بیٹھی ہوئی تھی۔ غیر ملکی افراد پر نظر رکھنے اور دشمن ایجنٹوں کو گرفتار کرنے کے شارب ایجنسی نے جو انتظامات کئے تھے، ساساشی نے ان کا جائزہ لیا تھا اور وہ ان انتظامات سے مطمئن تھی۔ اسے یقین تھا کہ غیر ملکی ایجنٹ اگر مکھی بن کر بھی آئے تو ان کی نظروں سے بچ نہیں سکتے تھے۔ انتظامات کا جائزہ لینے کے بعد اس نے اپنے ماتحتوں کو کچھ ہدایات اپنی طرف سے دے دی تھیں۔ تمام انتظامات کا جائزہ لینے کے بعد اس نے اپنے آفس واپس آ کر لیگونا کو رپورٹ بھی دے دی تھی۔ اب وہ اپنے آفس میں بیٹھی تھی اور اس کے سامنے کمپیوٹر آن تھا۔ کمپیوٹر پر وہ شارب ایجنسی کی مختلف فائلوں کو پڑھ رہی تھی۔ اس کام میں بہت وقت گزر گیا تھا کہ ٹیبل پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ وہ چونکی اور پھر اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"یس ساساشی اسپیکنگ"...... اس نے رسیور کان سے لگا

ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"مادام۔ میں ایئر پورٹ سے اسٹارم بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں اسٹارم۔ کس لئے فون کیا ہے"...... ساساشی نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

"مادام۔ کافرستان کی ریاست لیانا کا پرنس ونود اپنی بیوی کا علاج کرانے کیلئے روسیاہ آیا ہے۔ وہ ابھی کسٹم سے فارغ ہو کر آگے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے اسٹارم نے کہا۔

"پھر ان کا استقبال کرنے کے لئے کیا میں ایئر پورٹ پر پہنچ جاؤں"...... ساساشی نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

"مادام۔ دراصل یہ دونوں مجھے مشکوک لگے ہیں"...... اسٹارم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اگر یہ لوگ غلط ہوتے تو کیمرے بتا دیتے۔ تم کیوں مشکوک ہوئے ہو"...... ساساشی نے کہا۔

"مادام۔ میں کافرستان کی ریاست لیانا میں دو تین بار گیا ہوں اور وہاں کئی بار میری ملاقات پرنس ونود سے ہوئی تھی۔ پرنس ونود سے میری ملاقاتیں بہت دوستانہ ماحول میں ہوتی رہی ہیں لیکن اب اس نے مجھے بالکل نہیں پہچانا"...... دوسری طرف سے اسٹارم کی آواز سنائی دی۔

"ہو سکتا ہے کہ بیوی کی بیماری کی وجہ سے اس نے تمہیں نہ پہچانا

ہو‘‘...... ساساشی نے کہا۔

’’مادام۔ پرنس ونود کی یادداشت بہت اچھی ہے۔ وہ ایک بار جس سے مل لے اسے کبھی نہیں بھولتا‘‘...... اسٹارم نے کہا۔

’’ہونہہ۔ کس ہسپتال میں ایڈمٹ ہے اس کی بیوی اور اسے کیا بیماری ہے‘‘...... ساساشی نے کہا۔

’’مادام۔ اسے نیشنل ہسپتال کی ایمبولینس لینے آئی تھی۔ اس کی گردن کے مہرے کھسکے ہوئے ہیں‘‘...... اسٹارم نے کہا۔

’’اور نام کیا ہے اس کا‘‘...... ساساشی نے پوچھا۔

’’پرنسز آشا دیوی‘‘...... دوسری طرف سے اسٹارم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’او کے۔ میں دیکھتی ہوں اسے۔ تم اپنی ڈیوٹی پر رہو‘‘۔ ساساشی نے کہا اور اس نے کریڈل پر انگلی رکھ دی۔ انگلی ہٹانے کے چند لمحوں بعد ٹون آئی تو وہ نمبرز پریس کرنے لگی۔

’’یس۔ بیگانوف اسپیکنگ‘‘...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے بھاری آواز سنائی دی۔

’’ساساشی اسپیکنگ‘‘...... ساساشی نے سخت لہجے میں کہا۔

’’اوہ مادام آپ۔ حکم فرمایئے‘‘...... اس مرتبہ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

’’نیشنل ہسپتال میں کافرستان سے ایک مریضہ کو لایا گیا ہے جو گردن کے مہروں کی کسی بیماری میں مبتلا ہے اور اس کا نام آشا دیوی

ہے۔ اس کے ساتھ اس کا شوہر ہے پرنس ونود کمار۔ تم نے ان دونوں پر نظر رکھنی ہے اور ان کی گفتگو ریکارڈ کرنی ہے۔ یہ مشکوک افراد ہیں‘‘...... ساساشی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’او کے مادام۔ میں ابھی نیشنل ہسپتال پہنچ جاتا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’تم نے مجھے وقفے وقفے سے رپورٹ بھی دینی ہے‘‘۔ ساساشی نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

’’مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی‘‘...... بیگانوف کی آواز سنائی دی تو ساساشی نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

’’اگر یہ میک اپ میں ہوتے تو کیمروں نے ان کی نشاندہی کر دینی تھی۔ بہرحال اپنا اطمینان ضروری ہے‘‘...... ساساشی نے خودکلامی کرتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں کمپیوٹر سکرین پر جم گئیں اور ہاتھ کی بورڈ کی طرف بڑھے۔ اس نے انٹرنیٹ کنیکٹ کیا اور ایک ویب سائٹ اوپن کر لی۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’یس ساساشی اسپیکنگ‘‘...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

’’مادام۔ میں بیگانوف بول رہا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے بیگانوف کی آواز سنائی دی۔

"یس بیگانوف۔ کیا رپورٹ ہے"...... ساساشی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"مادام۔ وہ دونوں سو فیصد دشمن ایجنٹ ہیں۔ ابھی ان کی ایمبولینس ہسپتال نہیں پہنچی تھی کہ میں ہسپتال پہنچ گیا تھا۔ میرے سامنے ہی ان کی ایمبولینس ہسپتال پہنچی اور عملے نے پرنسز آشا دیوی کو ایمبولینس سے اتارا اور سپیشل روم میں لے گئے۔ آشا دیوی کے ساتھ ایک مرد بھی تھا۔ جب وہ کمرے میں پہنچے تو میں کمرے سے کافی فاصلے پر رک گیا۔ میرا ارادہ تھا کہ جب ہسپتال کے ڈاکٹرز اس کمرے کا وزٹ کر لیں تو میں بھی ڈاکٹر بن کر جاؤں اور کمرے میں ڈکٹا فون نصب کر آؤں۔ مادام، مجھے ہاں کھڑے ابھی چند منٹ ہی ہوئے تھے کہ اس کمرے میں سے ایک مرد اور عورت نکلے۔ یہ دونوں پہلے دونوں افراد سے یکسر مختلف تھے لیکن ان کے لباس وہی تھے اور مرد کا قد و قامت دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ یہ وہی مرد ہے اور اس نے میک اپ کر لیا ہے۔ وہ دونوں ہسپتال سے نکل کر ایک ٹیکسی میں بیٹھے ہیں اور میں ٹیکسی کا تعاقب کر رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بیگانوف نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا تو ساساشی کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔

"ہونہہ۔ سنو بیگانوف۔ یہ دنیا کے وہی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں جن کی ہمیں تلاش تھی۔ تم انتہائی احتیاط کے ساتھ ان کا تعاقب کرو۔ انہیں ہرگز ہرگز اپنے تعاقب کا احساس نہیں ہونا چاہئے۔

تعاقب کے اختتام پر تم مجھے رپورٹ دو گے"...... ساساشی نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام۔ میں نہایت احتیاط سے ان کا تعاقب کر رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے بیگانوف نے کہا۔ ساساشی نے کریڈل پر انگلی رکھ کا دباؤ ڈال کر کال کاٹ دی پھر جب دوبارہ ٹون آئی تو وہ تیزی سے نمبرز پریس کرنے لگی۔ جیسے ہی نمبرز پریس ہوئے تو دوسری طرف بیل جانے لگی۔

"یس ٹائیگر کنگ اسپیکنگ"...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد آواز سنائی دی۔

ٹائیگر کنگ شارب ایجنسی کے ٹائیگر سیکشن کا انچارج تھا۔ ٹائیگر سیکشن کا ہر ممبر تیز، پھرتیلا، سفاک اور لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر تھا۔ ان کی فائٹنگ ٹریننگ اور اسلحے کے استعمال کی مسلسل تربیت ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے کہیں بھی ریڈ کے لئے عموماً ٹائیگر سیکشن کو ہی استعمال کیا جاتا تھا۔ اس سیکشن کے افراد ٹائیگر کہلاتے تھے۔

"ٹائیگر کنگ۔ تم اپنے سیکشن سمیت ہیڈ کوارٹر کی پارکنگ میں پہنچو اور میرا انتظار کرو"...... ساساشی نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کنگ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو ساساشی نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے کمپیوٹر آف کیا اور بیگانوف کی کال کا انتظار کرنے لگی۔ کچھ دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو وہ چونکی اور پھر اس نے جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس ساساشی اسپیکنگ"...... اس نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"مادام۔ میں بیگانوف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے بیگانوف کی آواز سنائی دی۔

"یس بیگانوف۔ کیا رپورٹ ہے"...... ساساشی سے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

"مادام۔ وہ دونوں اس وقت گریٹ کالونی کی کوٹھی نمبر دس میں موجود ہیں"...... بیگانوف نے کہا۔

"او کے۔تم وہیں رکو اور انتہائی محتاط رہو۔ میں ٹائیگر سیکشن کے ساتھ آ رہی ہوں"...... ساساشی نے کہا۔

"او کے مادام"...... دوسری طرف سے بیگانوف نے کہا تو ساساشی نے رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر وہ تیز تیز قدموں کے ساتھ چلتی ہوئی پارکنگ میں پہنچی جہاں ایک ویگن کے قریب ٹائیگر کنگ کھڑا تھا۔ ٹائیگر کنگ سیکشن کا انچارج ہونے کی وجہ سے اسے ٹائیگر کنگ ہی کہا جاتا تھا۔ ساساشی کو دیکھ کر اس نے فوجی انداز میں اسے سیلوٹ کیا اور پھر ویگن کے ساتھ کھڑی ہوئی جیپ کا دروازہ کھولا۔ ساساشی نے ایک نظر ویگن کے اندر ڈالی۔ ویگن میں تقریباً اٹھارہ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ساساشی نے انہیں دیکھ کر اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر جیپ کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ جیپ کی پچھلی سیٹوں پر پانچ آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ٹائیگر کنگ بھی

پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گیا۔ ان دونوں کے جیپ میں بیٹھتے ہی ڈرائیور نے جیپ آگے بڑھا دی۔

"گریٹ کالونی چلو"...... گیٹ سے باہر نکلنے کے بعد ساساشی نے ڈرائیور سے کہا۔

"او کے مادام"...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔ کچھ دیر کے بعد وہ گریٹ کالونی میں پہنچ گئے۔ جیپ اور ویگن ایک سائیڈ پر رکیں تو بیگانوف تیزی سے قریب آ گیا۔

"ہاں بیگانوف۔ کیا پوزیشن ہے"...... ساساشی نے کوٹھی نمبر دس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ وہ دونوں ابھی تک اندر ہی ہیں"...... بیگانوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ساساسی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کوٹھی نمبر دس کی طرف بڑھی۔ کوٹھی نمبر دس کے گیٹ پر پہنچ کر اس نے ذیلی کھڑکی اور گیٹ پر دباؤ ڈالا۔ دونوں اندر سے بند تھے۔

"بیگانوف۔ تم اندر جاؤ اور گیٹ کھول دو"...... ساساشی نے بیگانوف کو حکم دیا۔

"او کے مادام"...... بیگانوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا مشین پسٹل نکالا اور گیٹ پر چڑھنے لگا۔ روڈ پر ٹریفک رواں دواں تھی۔ فٹ پاتھ پر پیدل چلنے والوں کا بھی رش تھا لیکن انہیں کسی کی بھی پرواہ نہیں تھی۔ ان کی گاڑیوں پر شارب

ایجنسی کے مخصوص نشان بنے ہوئے تھے اور اس نشان کے ہوتے ہوئے عام آدمی تو کیا پولیس کی بھی جرأت نہیں تھی کہ وہ ان کے کسی کام میں مداخلت کرے۔ پولیس، سیکورٹی ادارے اور روسیاہ کے اعلیٰ افسران تک لیگونا کا نام سن کر خوفزدہ ہو جاتے تھے اور شارب ایجنسی کے اختیارات بھی بہت ہی وسیع تھے اس لئے بیگانوف روڈ کی طرف سے بے فکر ہو کر گیٹ پر چڑھ گیا تھا البتہ اسے اندرونی طرف سے خطرہ تھا اور اس خطرے سے نمٹنے کے لئے اس نے مشین پسٹل ہاتھ میں لے لیا تھا۔ بیگانوف گیٹ پر اس مہارت سے چڑھا تھا کہ معمولی سی آواز بھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اس کی تیزی اور پھرتی قابل داد تھی۔ گیٹ پر چڑھ کر اس نے دوسری طرف دیکھا اور پھر وہ اتر گیا۔ چند لمحوں بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھل گئی اور بیگانوف باہر آ گیا۔

”مادام۔ وہ دونوں کسی کمرے میں ہیں اور ان دونوں کے علاوہ اس کوٹھی میں اور کوئی بھی نہیں ہے“...... بیگانوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ساساشی نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے پیچھے مڑ کر ہاتھ کا اشارہ کیا اور ذیلی کھڑکی سے اندر داخل ہو گئی۔ اس کے پیچھے سارا ٹائیگر سیکشن بھی اندر آ گیا۔ ساساشی نے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر ان سب کو خاموش رہنے کی ہدایت کی پھر اس نے کچھ آدمیوں کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور باقی افراد کے ساتھ وہ کمروں کی طرف بڑھی۔ وہ سب اتنی احتیاط سے چل رہے تھے کہ ان کے قدموں کی آوازیں پیدا نہیں ہو رہی تھیں۔ کمروں کے قریب پہنچ کر ساساشی نے اپنے

ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کیا اور خود وہ کمروں کے قریب پہنچ گئی۔ وہ دروازوں کو کان لگا کر آوازیں سننے کی کوشش کرنے لگی۔ اس کے کان نہایت ہی حساس تھے۔ ساؤنڈ پروف کمروں کے علاوہ عام کمرے کی معمولی آوازوں کو بھی محسوس کر لیتے تھے۔ جب اس نے تیسرے کمرے کے دروازے پر کان لگائے تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ جب وہ سب اس کے قریب آ گئے تو اس نے دروازے کو پوری قوت سے دھکا دیا۔ دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ وہ سب ایک دم ہی کمرے میں داخل ہو گئے۔ کمرے میں ایک آدمی اور ایک لڑکی صوفوں پر بیٹھے تھے جو انہیں دیکھ کر چونکے۔ ساساشی کے سارے ساتھیوں کے پاس مشین گنیں تھیں اور ان سب مشین گنوں کے رخ ان دونوں کی طرف تھے۔ ان دونوں کی معمولی سی حرکت پر سینکڑوں گولیاں ان کے جسموں کے آر پار ہو سکتی تھیں اور ان دونوں کے مارے جانے پر ساساشی سے کسی نے بھی نہیں پوچھنا تھا کہ اس کی اجازت کے بغیر انہیں کیوں قتل کیا گیا کیونکہ شارب ایجنسی کا ہر ایجنٹ معمولی سا شک ہونے پر کسی کو بھی گولی کا نشانہ بنا سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ لیگونا اور ساساشی کسی کو گولی مارتے وقت نہ کچھ سوچتے تھے اور نہ ہی جھجکتے تھے۔

”انہیں ہتھکڑیاں پہناؤ اور لے چلو“...... ساساشی نے فخریہ لہجے میں اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے

اس نے کوئی سلطنت فتح کر لی ہو۔ اس کا حکم سنتے ہی اس کے چار ساتھی آگے بڑھے اور انہوں نے ان دونوں کے ہاتھ پشت پر کر کے انہیں ہتھکڑیاں پہنا دیں۔

"چلو"...... ساساشی کے ایک ساتھی نے کہا اور ان دونوں کو دھکا دے کر کھڑا کر دیا گیا۔

"بیگانوف۔ تم کچھ ساتھیوں کے ساتھ اس کوٹھی میں چھپ جاؤ۔ مجھے یقین ہے کہ ان کے اور ساتھی بھی یہاں آئیں گے۔ تم نے انہیں گرفتار کر کے ہیڈکوارٹر پہنچانا ہے"...... گیٹ پر پہنچ کر ساساشی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او کے مادام"...... بیگانوف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹائیگر کنگ۔ تم اپنے سات آدمی بیگانوف کے پاس چھوڑ دو"۔ ساساشی نے ٹائیگر کنگ سے کہا۔

"یس مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... ٹائیگر کنگ نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر اس نے اپنے سات آدمیوں کو اشارے سے الگ ہو جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد انہوں نے گرفتار ہونے والے مرد اور لڑکی کو جیپ میں بٹھایا۔ ان کی ہتھکڑیاں جیپ میں لگے لوہے کے راڈز سے لاکڈ کر دی گئیں۔ ٹائیگر کنگ اپنے تین آدمیوں کے ساتھ جیپ کی پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گیا جبکہ ساساشی اس دوران فرنٹ سیٹ پر بیٹھ چکی تھی پھر کچھ دیر بعد یہ لوگ شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر پہنچ گئے۔

"انہیں ٹارچر روم میں لے جاؤ اور راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دو۔ میں باس کو رپورٹ کر کے آتی ہوں"...... ساساشی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس مادام"...... ٹائیگر کنگ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو ساساشی لیگونا کے کمرے میں آ گئی۔ لیگونا اس وقت فون پر مصروف تھا۔ اس نے ساساشی کو دیکھ کر اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گئی۔

"تم ریڈ پر گئی تھی۔ کیا ہوا"...... کچھ دیر بعد لیگونا نے رسیور رکھا اور ساساشی سے مخاطب ہوا۔

"وکٹری باس۔ میں دو دشمن ایجنٹوں کو گرفتار کر کے لے آئی ہوں"...... ساساشی نے کہا۔

"تفصیل بتاؤ"...... لیگونا نے سرد لہجے میں کہا تو ساساشی نے اسے مکمل تفصیل بتا دی۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ یہ عمران ہی ہے"...... تفصیل سننے کے بعد لیگونا نے پوچھا۔

"باس۔ میں ابھی ان سے پوچھ گچھ کرتی ہوں۔ یہ بتائیں گے کہ یہ کون ہیں اور ان کے دوسرے ساتھی کہاں ہیں"...... ساساشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ میں بھی تمہارے ساتھ ٹارچر روم میں چل رہا ہوں"۔ لیگونا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا پھر وہ

دونوں ہی ٹارچر روم میں پہنچ گئے۔ غیر ملکی ایجنٹ ہونے کے شبے میں گرفتار ہونے والا مرد اور لڑکی راڈز والی کرسیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ان کے دائیں بائیں چار ٹائیگرز کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ ان دونوں کے پیچھے انتھونی کھڑا ہوا تھا۔ انتھونی ٹارچر روم کا انچارج تھا جس کا قد آٹھ فٹ تھا۔ جسامت بھینسے سے بھی بڑھ کر تھی۔ چہرے پر زخموں کے بے شمار نشان تھے۔ آنکھیں ہر وقت سرخ رہتی تھیں۔ لیگونا کا دعویٰ تھا کہ انتھونی پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتا تھا۔

راڈز والی کرسیوں کے سامنے ایک اور کرسی رکھی ہوئی تھی۔ لیگونا اس کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ساساشی اس کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ لیگونا غور سے انہیں دیکھنے لگا۔

”تمہارا نام علی عمران ہے نا“...... چند لمحوں تک انہیں گھورتے رہنے کے بعد لیگونا نے مرد سے کہا جو واقعی عمران تھا اور اس کے ساتھ جولیا تھی۔

”نہیں۔ میرا نام علی عمران تو نہیں ہے۔ کیا تم مجھے کسی علی عمران کے شبے میں اٹھا لائے ہو“...... عمران نے کہا۔

”انتھونی۔ میک اپ واشر لے آؤ“...... لیگونا نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے انتھونی سے کہا۔

”باس۔ انہوں نے ماسک میک اپ کیا ہوا ہے۔ یہ میں ابھی اتار دیتی ہوں“...... ساساشی نے کہا اور پھر وہ عمران کی طرف بڑھی۔

اس نے عمران کے منہ کو نوچنا شروع کر دیا لیکن اس کا یہ نوچنا بھی ماہرانہ انداز میں تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ عمران کا ماسک میک اپ اتارنے میں کامیاب ہو گئی۔

”میک اپ تو اس کا اتر گیا ہے لیکن علی عمران تو یہ اب بھی نہیں ہے“...... لیگونا نے کہا۔

”باس۔ یہ عمران نہ سہی۔ اس کا کوئی ساتھی تو ہو سکتا ہے۔ یہ ہمیں عمران کے بارے میں بتائے گا“...... ساساشی نے کہا۔

”یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ڈبل میک اپ کیا ہو۔ انتھونی، میک اپ واشر لاؤ“...... لیگونا نے پہلے ساساشی سے اور پھر انتھونی سے کہا۔ اس کا حکم سنتے ہی انتھونی الماری کی طرف بڑھا اور جدید ساخت کا میک اپ واشر اٹھا لایا۔ انہوں نے پہلے عمران اور پھر جولیا کا میک اپ صاف کرنے کی کوشش کی۔ جولیا کا بھی ماسک میک اپ تو صاف ہو گیا لیکن دوسرا میک اپ صاف نہ ہوا۔

”اب تو یہ طے ہو گیا ہے کہ یہ عمران نہیں ہے“...... لیگونا نے عمران کے چہرے کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو عمران دل ہی دل میں مسکرانے لگا۔

”اے مسٹر۔ بتاؤ کہ عمران کہاں ہے۔ اگر تم نے زبان نہ کھولی تو یہ انتھونی تمہاری رگ رگ میں زہر بھر دے گا۔ تم خود سوچو کہ تمہاری موت کس قدر اذیت ناک ہو گی“...... ساساشی نے سرد لہجے میں کہا تو عمران کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے اور یہ تاثرات

حقیقی معلوم ہو رہے تھے۔

''یقین جانیں میں عمران کو نہیں جانتا۔ ہم دونوں میاں بیوی تو سیدھے سادھے سے انسان ہیں''...... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو لیگونا اور ساساشی کے چہروں پر طنزیہ تاثرات ابھر آئے۔

''سیدھے سادے انسان ہو اسی لئے ماسک میک اپ کر کے پھر رہے ہو''...... ساساشی نے طنزاً کہا۔

''یہ ماسک میک تو ہم نے اپنے دشمنوں سے بچنے کے لئے کیا ہے۔ میں بہت بڑی جاگیر کا مالک ہوں اور میرے کزن مجھے قتل کر کے اس جاگیر پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ ساساشی، یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ یہ عمران وغیرہ کو نہیں جانتا اس لئے یہ دونوں میاں بیوی ہمارے لئے بے کار ہیں۔ ہم انہیں تیزاب کے انجکشن لگا دیتے ہیں اور پھر ان کی اذیت ناک موت کا دلچسپ نظارہ کرتے ہیں''...... لیگونا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ انسانوں کو تڑپ تڑپ کر مرتے دیکھ کر ہمیں خوشی محسوس ہوتی ہے۔ یہ منظر ہمارے لئے دلچسپ تماشہ ہوا ہے''...... ساساشی نے سفاکانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''انتھونی۔ تیزاب اور سرنج اٹھا لاؤ''...... لیگونا نے اس مرتبہ انتھونی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ انتھونی نے سر کو تھوڑا سا جھکایا اور پھر وہ

الماری کی طرف بڑھا اور الماری سے تیزاب کی بوتل اور سرنج اٹھا لایا۔ عمران اور جولیا کے ہاتھ پشت پر کر کے ہتھکڑیاں لگائی گئی تھیں اور انہیں ہتھکڑیوں سمیت ہی راڈز والی کرسیوں میں جکڑ دیا گیا تھا۔ عمران نے ان دونوں کو کافی دیر تک باتوں میں لگا یا تھا لیکن اس دوران ایسی کوئی ترکیب اس کے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ جسے استعمال کر کے وہ اپنا اور جولیا کا بچاؤ کرتا۔ تیزاب کی صورت میں ان کی موت کا سامان ان کی نظروں کے سامنے آ چکا تھا۔ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے انتھونی نے سرنج تیزاب سے بھر لی۔ یہ مخصوص سرنج تھی جسے تیزاب گلا نہیں سکتا تھا۔ سرنج میں تیزاب بھرنے کے بعد انتھونی نے سوالیہ انداز میں لیگونا کی طرف دیکھا۔

''یہ سرنج مجھے دو۔ میں اپنے ہاتھ سے یہ تیزاب بھرا انجکشن اس حسین و جمیل مادام کے نرم و نازک بازو میں لگاؤں گا''...... لیگونا نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا تو انتھونی نے سرنج اسے دے دی۔ سرنج لے کر وہ جولیا کی طرف بڑھا۔ جولیا نے عمران کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا جیسے پوچھ رہی ہو کہ اب کیا کرنا ہے لیکن عمران کے پاس اس کے اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ تو کافی دیر سے بچاؤ کی ترکیبیں سوچ رہا تھا لیکن اس کے ریڈی میڈ دماغ میں کوئی ترکیب نہیں آ رہی تھی۔ لیگونا جولیا کے سر پر پہنچ گیا اور پھر جولیا کی آستین اوپر چڑھانے لگا۔

طے شدہ پروگرام کے مطابق صفدر، چوہان اور خاور کافرستان سے ویلا رس پہنچے تھے۔ ویلا رس روسیاہ کے دارالحکومت سے دو سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ ویلا رس سے دارالحکومت کے لئے ٹرین، بس اور دوسری ٹرانسپورٹ ہر وقت مل جاتی تھیں۔ نان سٹاپ بسیں صرف دو گھنٹے میں ویلا رس سے دارالحکومت پہنچا دیتی تھیں۔ وہ تینوں مقامی میک اپ میں تھے۔ میک اپ کا تمام سامان عمران کا تیار کردہ تھا اور جدید سے جدید میک اپ واشر بھی اس میک اپ کو صاف نہیں کر سکتا تھا اس لئے وہ میک اپ کی طرف سے تو بے فکر تھے۔ بس کو ویلا رس سے روانہ ہوئے تیس منٹ ہوئے تھے کہ بس میں موجود گراؤنڈ ہوسٹس نے مسافروں کو ریفریشمنٹ کے لئے پیکٹ پیش کئے۔ پیکٹ میں کھانے پینے کی مختلف چیزیں موجود تھیں۔

''یار۔ روسیاہیوں میں بھی حلال حرام کا تصور نہیں ہے۔ اب ان چیزوں کا کیا کریں''...... خاور نے صفدر سے کہا۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ اب کرنا کیا ہے۔ گراؤنڈ ہوسٹس کو بلا کر یہ پیکٹ واپس کر دیتے ہیں''...... خاور کی بات کا جواب صفدر کی بجائے چوہان نے دیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اگر ہم تینوں نے پیکٹ واپس کئے تو بس کا عملہ ہماری طرف سے مشکوک ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''پھر کیا کیا جائے۔ سیٹ سے نیچے بھی نہیں پھینک سکتے کہ بہرحال یہ رزق ہے اور ہو سکتا ہے کہ حلال ہی ہو''...... چوہان نے کہا۔

''اوپر سامان والی جگہ پر رکھ دو''...... صفدر نے کہا اور اس نے اپنا پیکٹ بھی اسے دے دیا۔ خاور نے بھی صفدر کی پیروی کی چوہان اپنی جگہ سے اٹھا اور اس نے تینوں پیکٹ اوپر رکھ دیئے اس کے بعد اس نے سرسری انداز میں دیگر مسافروں پر نظر ڈالی۔ سب مسافر ہی کھانے میں مصروف تھے۔ کوئی بھی ان کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔ چوہان واپس سیٹ پر بیٹھ گیا۔

''اس بار عمران صاحب کچھ زیادہ ہی محتاط نہیں ہو گئے''۔ چوہان نے دھیمی آواز میں کہا۔

''دراصل ہم کبھی کسی بھی کیس کی باریکیوں پر غور نہیں کرتے۔ جبکہ عمران صاحب پہلے سے ہی تمام پہلوؤں پر غور وفکر کر لیتے ہیں اور پھر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اس کی وجہ یہ ہے کہ مشن کی تمام تر ذمہ داری عمران صاحب پر

ہوتی ہے کیونکہ وہ لیڈر ہوتے ہیں اور لیڈر کو ہی غور و فکر کر کے احکامات جاری کرنے پڑتے ہیں۔ ہم بھی عمران صاحب کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ غور و فکر کرنے کی ہمیں ضرورت ہی نہیں پڑتی''۔ خاور نے بھی دھیمی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ کسی مشن پر اگر ہمیں اکیلے کام کرنا پڑے تو پھر ہم بھی تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھیں گے اور پھونک پھونک کر قدم اٹھائیں گے''...... چوہان نے کہا۔

''عمران صاحب اور مس جولیا تو روسیاہ پہنچ چکے ہوں گے۔ البتہ تنویر، نعمانی اور صدیقی ابھی نہیں پہنچے ہوں گے''...... خاور نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

''مشن ایسا تھا کہ عمران صاحب کو جوزف، ٹائیگر اور جوانا کو بھی ساتھ لانا چاہئے تھا''...... چوہان نے کہا۔

''اور تو اور کیپٹن شکیل کو بھی وہیں روک لیا گیا ہے''...... خاور نے کہا۔

''بھئی ٹیم تشکیل دینے میں عمران کی مرضی شامل نہیں ہوتی، ایکسٹو حکم جاری کرتا ہے کہ اس مشن پر کون کون سے ممبر نے جانا ہے اور عمران صاحب ان ممبروں کو لے کر مشن پر روانہ ہو جاتے ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''یعنی کرکٹ ٹیم کی طرح ہماری ٹیم کی تشکیل میں بھی کیپٹن کی مرضی شامل نہیں ہوتی''...... چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر

اور خاور بھی مسکرانے لگے۔ وہ کچھ دیر تک تو یہی باتیں کرتے رہے۔ پھر انہوں نے باتوں کا موضوع بدل دیا۔ باتوں ہی باتوں میں ڈیڑھ گھنٹہ گزر گیا اور بس دارالحکومت پہنچ گئی۔ بس کا گیٹ کھلا تو وہ نیچے اترے ہی تھے کہ چند مسلح افراد نے انہیں گھیرے میں لے لیا۔

''یہ۔ یہ کیا بدتمیزی ہے۔ کون ہو تم لوگ''...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم لوگ گرفتار ہو چکے ہو۔ اگر تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو تمہیں گولی مار دی جائے گی''...... ان میں سے ایک آدمی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''لیکن کیوں اور تم نے بتایا نہیں کہ تم ہو کون''...... صفدر نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں وولف ون ہوں۔ شارب ایجنسی کے وولف سیکشن کا باس اور اتنا تو تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ شارب ایجنسی وسیع اختیارات کی حامل ایجنسی ہے''...... صفدر سے مخاطب ہونے والے آدمی نے کہا۔

اسی لمحے صفدر کی نظر سائیڈ میں کھڑے ہوئے ایک آدمی پر پڑی۔ اس آدمی نے ان کے ساتھ ہی سفر کیا تھا اور یہ ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ گو کہ انہوں نے باتیں دھیمی آواز میں کی تھیں لیکن لگتا تھا کہ اس نے ان کی باتیں سن لی تھیں اور یہ کارروائی اسی نے کرائی تھی۔

''ہاں۔ ہم شارب ایجنسی کے اختیارات کے بارے میں جانتے ہیں لیکن اس طرح بے گناہ افراد کو گرفتار کرنا تو سراسر ناانصافی اور ظلم

ہے“...... صفدر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”تم ہمارے ساتھ ہیڈکوارٹر چلو۔ اگر تم بے گناہ ہوئے تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا“...... وولف ون نے کہا۔

”جب ہم نے کوئی جرم ہی نہیں کیا تو پھر ہم تمہارے ساتھ کیوں چلیں“...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ تم عزت سے نہیں جانا چاہتے تو نہ سہی۔ نمبر تھری انہیں ہتھکڑیاں لگا دو“...... وولف ون نے پہلے صفدر سے اور پھر اپنے ایک ساتھی سے کہا تو اس نے جیب سے ہتھکڑیاں نکال لیں اور ان تینوں کے ہاتھ پشت پر کر کے ہتھکڑیاں لگا دیں۔ چونکہ ان کی گردنوں سے مشین گنیں لگی ہوئی تھیں اس لئے انہوں نے فی الحال حرکت نہ کرنے کا ہی فیصلہ کیا تھا۔ پھر انہیں ایک وین میں بٹھا دیا گیا۔ وین پر شارب ایجنسی کا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ وین چلی اور پندرہ منٹ بعد ایک قلعہ نما کوٹھی میں داخل ہوگئی۔ کوٹھی کے گیٹ پر بیرونی طرف دو اور اندرونی طرف چھ مسلح آدمی کھڑے ہوئے تھے۔

”نیچے اترو“...... وین ایک جگہ رکی تو وولف ون نے کرخت لہجے میں کہا۔ وہ ان کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تینوں وین سے نیچے اترے اور چاروں طرف غور سے دیکھنے لگے۔

”آگے بڑھو“...... وولف ون نے انہیں حکم دیا تو وہ آگے بڑھنے لگے۔ وولف اور اس کے ساتھی ان تینوں کو لے کر ایک کمرے میں آ گئے یہ کمرہ ٹارچنگ روم دکھائی دے رہا تھا۔ ایک دیوار کے قریب

قطار میں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ دیواروں پر تشدد کے آلات لٹکے ہوئے تھے۔ انہیں کرسیوں پر بٹھا کر راڈز سے جکڑ دیا گیا۔ وولف ون ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا اور ان تینوں کو غور سے دیکھنے لگا۔

”پہلے تو تم یہ بتاؤ علی عمران اس وقت کہاں ہے“...... وولف ون نے صفدر سے پوچھا۔

”میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا کیونکہ ہم علی عمران کو نہیں جانتے۔ البتہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا یہ شارب ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے“۔ صفدر نے کہا۔

”نہیں۔ یہ وولف سیکشن کا سب ہیڈکوارٹر ہے۔ شارب ایجنسی کے کئی سیکشن ہیں اور ان میں سے بہت سے سیکشن کے سب ہیڈکوارٹر ہیں“...... وولف ون نے کہا۔

”تم یہ بتاؤ کہ تم ہمیں ہیڈکوارٹر میں لے جانے کی بجائے سب ہیڈکوارٹر میں کیوں لے آئے ہو“...... صفدر نے اس سے ایک سوال اور پوچھا۔

”وولف سیکشن ایک مشن پر پاکیشیا گیا اور تقریباً پورا سیکشن وہاں کی سیکرٹ سروس اور علی عمران کے ہاتھوں ختم ہو گیا۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم روسیاہ آئی ہوئی ہے تو اسے ہم نے ہی ختم کرنا ہے تاکہ سیکشن پر لگا ہوا داغ دھل جائے“...... وولف ون نے کہا۔

”معلوم نہیں تم کیسے لوگ ہو۔ تم نے ہم بے گناہوں کو پکڑ لیا ہے

اور اب ہمیں زبردستی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم بنانے پر تلے ہوئے ہو حالانکہ ہم نے تو کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا نام تک نہیں سنا“۔ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وولف ون کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

”بس میں تم نے جو باتیں کی ہیں۔ میں تمہیں ان باتوں کی ریکارڈنگز سنا دوں“...... وولف نے طنزاً کہا۔

”وہ سب باتیں جھوٹی ہیں۔ تم خواہ مخواہ ہمیں کسی چکر میں پھنسا رہے ہو“...... صفدر نے بدستور منہ بنا کر کہا۔

”تمہاری پچھلی سیٹ پر وولف سیکشن کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے تمہاری سیٹ پر انتہائی حساس اور جدید ڈکٹا فون لگا دیا تھا جس سے اس نے نہ صرف تمہاری باتیں سنیں بلکہ ریکارڈ بھی کر لیں اور ساتھ ہی وہ ہمیں سیل فون پر میسج کے ذریعے سفر کا حال بھی بتاتا رہا اور اب اگر تم ٹوٹ پھوٹ سے بچنا چاہتے ہو تو عمران اور اپنے دیگر ساتھیوں کے بارے میں بتاؤ۔ تم سب نے کس جگہ جمع ہونا تھا“...... وولف ون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ تو میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ میں عمران نہیں ہوں“...... صفدر نے کہا۔

”او کے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری روحیں بھی چیختی چلاتی ہوئیں تمہارے جسم سے باہر نکلیں تو میں کیا کر سکتا ہوں“...... وولف ون نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ایک ساتھی کی طرف

دیکھا۔

”نمبر سیون۔ تم سرخ سانپ لے آؤ“...... وولف ون نے اپنے ساتھی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

”او کے باس“...... نمبر سیون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور وہ ایک الماری کی طرف بڑھا۔

”ہمارے پاس جو سرخ سانپ ہے تم یقیناً اس کی خوبی سے واقف نہیں ہو گے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ وہ انسان کو ڈستا نہیں ہے بلکہ جہاں منہ مارتا ہے جسم کے اس حصے کی بوٹی کھینچ لیتا ہے۔ اس سے انسان فوری طور پر نہیں مرتا بلکہ اس کے جسم میں درد کی لہریں اٹھنا شروع ہوتی ہیں۔ یہ لہریں آہستہ آہستہ تیز ہوتی جاتی ہیں اور انسان لحہ بہ لحہ اذیت ناک موت کی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے۔ تین سے چار دن کے اس اذیت ناک وقت کے بعد وہ موت کی دہلیز پر پہنچ جاتا ہے۔ تیسرے یا چوتھے دن تو وہ کئی گھنٹوں تک موت کی بھیک مانگتا ہے، منتیں کرتا ہے کہ اسے گولی مار دی جائے تا کہ وہ اس اذیت سے بچ سکے لیکن ظاہر سی بات ہے ہم تو گولی نہیں مارتے“۔ وولف ون نے کہا۔ اس دوران نمبر سیون ایک پٹاری لے آیا۔ اس نے وہ پٹاری لی اور اس کا ڈھکن کھولا۔ جیسے ہی پٹاری کا ڈھکن کھلا ایک سانپ کا سر باہر نکلا۔ یہ سانپ سرخ رنگ کا تھا۔ وولف ون نے ڈھکن اس سانپ کے سر سے لگا کر اسے نیچے کیا اور پٹاری بند کر دی۔

"تم سمجھ رہے ہو کہ میں نے مبالغہ آرائی کی ہے لیکن ابھی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ میں نے سچ بولا ہے یا جھوٹ"...... وولف ون نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ سانپ، سانپوں کی ایک قسم ششکار سے تعلق رکھتا ہے اور تم نے اس کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے وہ بالکل درست ہے"۔صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ واقعی سانپوں کی اس نسل کے بارے میں جانتا تھا۔

"اس کے بارے میں جانتے ہوئے بھی تم میرے سوالوں کے جواب دینے سے انکار کرو گے"...... وولف ون نے کہا۔

"میں تمہیں بتا دیتا ہوں لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم ہمیں زندہ چھوڑ دو گے"......صفدر نے کہا۔

"میں نے تو کسی قسم کی ضمانت دینے کی کوئی بات ہی نہیں کی"۔ وولف ون نے کہا۔

"تم نے یہ بات نہیں کی لیکن ہمیں تو یہ ضمانت چاہئے"......صفدر نے کہا۔

"میں کیوں ضمانت دوں۔ تم مجبور ہو، میں تو مجبور نہیں ہوں"۔ وولف ون نے منہ بنا کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہم اپنے ساتھیوں کے بارے میں تمہیں معلومات دیں اور پھر تم ہمیں اذیت ناک موت سے ہمکنار کر دو"۔ جواب میں صفدر نے بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں اذیت ناک موت نہیں ماروں گا بلکہ تمہارے دلوں میں گولیاں ماروں گا تاکہ تم فوراً ہی ہلاک ہو جاؤ اور اذیت سے بچ جاؤ"...... وولف ون نے احسان جتانے والے انداز میں کہا۔

"اچھا۔ یہ تو تمہارا بہت بڑا احسان ہو گا"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم میرا وقت ضائع نہ کرو اور بتاؤ کہ تم نے کہاں اکٹھے ہونا تھا"...... وولف ون نے اس مرتبہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر میں نے نہ بتایا تو تم کیا کرو گے"...... صفدر نے طنزیہ مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ میں بتا چکا ہوں کہ میں کیا کروں گا"...... وولف ون نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"یعنی تم بزدلوں کی طرح اسلحہ پر اکڑتے ہو۔ تم میں مردانگی نہیں ہے"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو وولف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"تم۔ تم مجھے چیلنج کر رہے ہو۔ وولف ون کو۔ میرے سامنے بھیڑیئے آ جائیں تو وہ بھی دم دبا کر بھاگ جائیں اور تم مجھے چیلنج کر رہے ہو"...... وولف ون نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پھر تم سانپ کو درمیان میں مت لاؤ۔ مجھ سے فائٹ کرو۔ اگر تم نے مجھے شکست دے دی تو میں تمہیں اپنی رہائش گاہ کے بارے

میں بھی بتا دوں گا اور خود کو گولی بھی مار لوں گا“...... صفدر نے بھی چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

”او کے۔ میں تمہیں کھول دیتا ہوں“...... وولف ون نے کہا پھر اس نے اپنے ایک ساتھی کی طرف دیکھا۔

”نمبر سیون۔ اس کے راڈز ہٹاؤ اور اس کے ہاتھ بھی آزاد کر دو۔ دیکھتے ہیں کہ اس میں کتنا دم خم ہے“...... وولف ون نے زہریلے لہجے میں کہا تو نمبر سیون نے آگے بڑھ کر کرسی کے پائے میں لگا ایک چھوٹا سا بٹن دبایا تو راڈز ہٹ گئے پھر اس نے صفدر کی ہتھکڑی بھی کھول دی۔ صفدر کے ہاتھ کھولنے کے بعد وہ مڑا ہی تھا کہ جیسے بجلی چمکی ہو، صفدر نے اسے اٹھا کر اس کے ساتھیوں پر پھینک دیا۔ وہ سب ایک جگہ ہی کھڑے تھے۔ نمبر سیون سے ٹکرا کر وہ سب فرش پر گر پڑے پھر ابھی وہ اٹھنے کی کوشش ہی کر رہے تھے کہ کمرہ گولیوں کی آواز سے تھرا اٹھا۔ فائرنگ کی آواز کے ساتھ ساتھ کمرے میں بارود کی بو بھی پھیل گئی اور ان سب کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ تڑپنے لگے۔ صفدر نے نمبر سیون کو اٹھاتے وقت اس کی جیب سے مشین پسٹل بھی نکال لیا تھا اور اسی مشین پسٹل سے اس نے فائرنگ کی تھی۔ یہ ساری کارروائی ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں مکمل ہو گئی تھی۔ وولف ون سمیت وہ سب خون میں نہا گئے تھے اور تڑپ رہے تھے۔ ان کے جسم ٹھنڈے ہونے سے پہلے صفدر نے چوہان اور خاور کو کرسیوں اور ہتھکڑیوں سے آزاد کرا لیا۔ انہوں نے ہلاک ہونے

والے آدمیوں کا اسلحہ اٹھایا اور کمرے سے باہر نکل آئے۔ برآمدے میں چھ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں اور ان کرسیوں پر آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی مشین گنیں اس وقت ان کی گود میں رکھی ہوئی تھیں۔ صفدر، خاور اور چوہان کمرے سے باہر آئے تو وہ انہیں دیکھ کر چونکے اور انہوں نے اپنی مشین گنیں اٹھانے کی کوشش بھی کی لیکن صفدر، خاور اور چوہان نے انہیں مہلت ہی نہ دی۔ فائرنگ کی تیز آوازیں گونجیں۔ ان چھ آدمیوں کی دلدوز چیخیں بلند ہوئیں۔ وہ اچھلے اور فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔ اسی وقت انہیں بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ فائرنگ کی آوازیں سن کر اس بلڈنگ میں موجود دیگر افراد دوڑتے ہوئے اس طرف آ رہے تھے۔ چونکہ وہ صورتحال سے آگاہ نہیں تھے اس لئے اندھا دھند دوڑتے چلے آ رہے تھے۔ وہ سات آدمی تھے پھر اس سے پہلے کہ ان آدمیوں کی نظریں صفدر، خاور اور چوہان پر پڑتیں، انہوں نے ان دوڑتے ہوئے آدمیوں پر فائر کھول دیا۔ گولیوں نے ان سب کے دلوں میں سوراخ کر دیئے اور ان کی چیخیں بلند ہوئیں۔ گولیاں لگنے کے باوجود وہ کچھ فاصلے تک دوڑتے آئے اور پھر گر کر تڑپنے لگے۔ اسی وقت انہیں مزید دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اب گیٹ پر موجود آدمی دوڑتے ہوئے آ رہے تھے اور انہیں بھی صورتحال کا پتہ نہیں تھا۔ نتیجتاً وہ بھی صفدر، خاور اور چوہان کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ اس کے ساتھ ہی بلڈنگ میں خاموشی طاری ہو گی۔ انہوں نے چاروں طرف نظریں

گھمائیں لیکن ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے عمارت انسانوں سے خالی ہو گئی ہو۔ وہ چاروں طرف دیکھتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ انہیں یقین تھا کہ اردگرد رہنے والوں نے اس فائرنگ پر کوئی توجہ نہیں دی ہوگی کیونکہ یہ ایک ایجنسی کا سب ہیڈکوارٹر تھا اور فائرنگ یہاں ہوتی ہی رہتی ہوگی۔

جلد ہی وہ اس بلڈنگ سے باہر نکل آئے۔ گیٹ سے باہر آتے ہوئے انہوں نے مشین پسٹل جیب میں رکھ لئے تھے البتہ مشین گنیں پھینک دی تھیں۔ باہر لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ کوئی بھی اس بلڈنگ کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ گیٹ سے باہر آ کر وہ ایک طرف چلنے لگے۔

''اب ہمیں ٹیکسی کر کے گریٹ کالونی پہنچنا چاہئے''...... چند قدم چلنے کے بعد خاور نے کہا۔

''لیکن اس سے پہلے ہمیں عمران صاحب سے رابطہ کر لینا چاہئے''...... صفدر نے کہا اور اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کا سیل فون جیب میں موجود تھا۔ یہ سیل فون پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خصوصی نیٹ ورک سے منسلک تھا۔ صفدر نے سیل فون نکالا اور عمران کے نمبر پریس کرنے لگا لیکن عمران کا سیل فون آف تھا۔ عمران کے نمبر پر ٹرائی کرنے کے بعد صفدر نے جولیا کے سیل فون کا نمبر پریس کیا۔ جولیا کا نمبر بھی آف تھا۔

''اس کا مطلب ہے کہ گڑبڑ ہے۔ گریٹ کالونی کی کوٹھی نمبر دس

میں جانا بھی ہمارے لئے خطرناک ہوسکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''خاقان کا نمبر ملاؤ''...... چوہان نے صفدر سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور خاقان کا نمبر پریس کرنے لگا۔ جلدی ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس خاقان اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد خاقان کی آواز سنائی دی۔

''خاقان صاحب۔ میں صفدر بول رہا ہوں۔ کیا عمران صاحب اور مس جولیا یہاں پہنچ چکے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''صفدر صاحب۔ کیا آپ کے ساتھ خاور صاحب اور چوہان صاحب بھی ہیں''...... خاقان نے پوچھا۔

''ہاں۔ ہم تینوں ساتھ ہی ہیں''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ اب سنیں عمران صاحب اور مادام جولیا بھی روسیاہ پہنچ چکے ہیں لیکن شارب ایجنسی نے گریٹ کالونی والی کوٹھی پر ریڈ کر کے انہیں گرفتار کرلیا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ اسی کالونی میں بی اٹھارہ میں آ جائیں''...... دوسری طرف سے خاقان کی آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ ہم پہنچ رہے ہیں''...... صفدر نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔ ساتھ ہی اس کی نظریں دور تک گئیں۔ ایک ٹیکسی نظر آنے پر صفدر نے اشارہ کیا تو ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی۔ وہ تینوں ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔

"گریٹ کالونی چلو"...... صفدر نے روسیاہی زبان اور لب و لہجے میں کہا تو ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

"سر۔ گریٹ کالونی آ گئی ہے۔ آپ کو کہاں اتاروں"...... کچھ دیر بعد ڈرائیور نے کہا۔

"بی لائن کے شروع میں اتار دو"...... صفدر نے کہا تو ایک منٹ بعد ڈرائیور نے ٹیکسی روک لی۔ صفدر نے کرایہ ادا کیا اور پھر وہ تینوں کار سے نیچے اترے۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی تو انہوں نے کوٹھیوں پر نظر دوڑائی۔ کوٹھیوں پر نمبر لکھے ہوئے تھے۔ ٹیکسی کے نظروں سے اوجھل ہو جانے کے بعد وہ تینوں آگے بڑھے۔ پھر جلد ہی انہیں بی اٹھارہ لکھا ہوا نظر آ گیا۔ صفدر نے اس کوٹھی کی طرف بڑھتے ہوئے سیل فون نکال کر ری ڈائل کا بٹن دبا دیا۔ اگلے ہی لمحے بیل جانے لگی۔

"جی صفدر صاحب۔ آپ کہاں تک پہنچے"...... دوسرے ہی لمحے کال رسیو ہوئی اور خاقان کی آواز سنائی دی۔

"ہم بی اٹھارہ کے گیٹ پر پہنچ چکے ہیں"...... صفدر نے اسے بتایا۔

"او کے سر۔ میں بھی گیٹ پر آ رہا ہوں"...... خاقان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال کٹ گئی پھر چند لمحوں بعد بی اٹھارہ کا گیٹ کھلا اور ایک روسیاہی نوجوان دکھائی دیا۔

"آپ خاقان ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔ ان کی خاقان سے پہلی ملاقات تھی لیکن عمران نے انہیں خاقان کی تصویر دکھائی تھی۔ یہ

نوجوان اس تصویر سے مختلف تھا کیونکہ تصویر سے قد و قامت کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا اس لئے وہ خاقان کو پہچاننے سے قاصر تھے۔

"جی ہاں۔ میں خاقان ہوں لیکن اس وقت میک اپ میں ہوں"۔ اس نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ آواز خاقان کی ہی تھی۔ پھر وہ کوٹھی میں داخل ہو گئے۔

"ہم قدوقامت سے بھی اندازہ لگا لیتے ہیں کہ یہ کون ہے لیکن چونکہ آپ سے یہ ہماری پہلی ملاقات ہے اس لئے ہم آپ کو نہیں پہچان سکے۔ آئندہ ملاقات پر آپ جس میک اپ میں بھی ہوں گے ہم آپ کو پہچان لیں گے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو خاقان بھی مسکرانے لگا پھر وہ انہیں ڈرائنگ روم میں لے آیا۔

"جی۔ اب آپ بتائیں کہ عمران صاحب اور مس جولیا کو شارب ایجنسی نے کیسے گرفتار کیا ہے"...... صوفوں پر بیٹھنے کے بعد چوہان نے خاقان سے پوچھا تو اس نے تفصیل بتا دی۔

"صفدر صاحب۔ آپ کو بھی شارب ایجنسی نے بس ٹرمینل سے گرفتار کر لیا تھا"...... تفصیل بتانے کے بعد خاقان نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں شارب ایجنسی کے وولف سیکشن نے گرفتار کیا تھا اور وہ ہمیں ہیڈکوارٹر لے جانے کی بجائے سب ہیڈکوارٹر لے گئے تھے۔ ہم وہاں موجود وولف سیکشن کے آدمیوں کا خاتمہ کرنے کے بعد یہاں آئے ہیں"...... صفدر نے کہا تو خاقان نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

''مجھے آپ کی گرفتاری کی اطلاع مل گئی تھی لیکن یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ آپ کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ اس دوران شارب ایجنسی نے عمران صاحب اور مادام جولیا کو بھی گرفتار کر لیا''...... خاقان نے کہا۔

''ان کے بارے میں آپ کو معلوم ہے کہ انہیں کہاں لے جایا گیا ہے''...... خاور نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ان کے بارے میں حتمی اطلاع یہ ہے کہ انہیں شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں لے جایا گیا ہے''...... خاقان نے کہا۔

''ہمیں فوراً شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر پر ریڈ کرنا ہے''۔ چوہان نے تیز لہجے میں کہا۔

''او کے۔ چلیں آپ۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں''...... خاقان نے چوہان سے کہا۔

''آپ کے پاس اسلحہ موجود ہے''...... صفدر نے خاقان سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ اس کوٹھی میں ہر قسم کا اسلحہ اور ضرورت کی تمام چیزیں موجود ہیں''...... خاقان نے کہا۔

''دکھائیں ہمیں''...... صفدر نے کہا تو خاقان صوفے سے کھڑا ہو گیا۔ وہ تینوں بھی کھڑے ہوئے۔ خاقان ڈرائنگ روم میں ہی موجود الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور خود پیچھے ہٹ گیا۔ صفدر نے الماری کا جائزہ لیا۔ اس میں واقعی ان کی ضرورت کی چیزیں

اور ہر قسم کا اسلحہ موجود تھا۔ صفدر نے الماری کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ خاقان کے سیل فون کی رنگ ٹون بجنے لگی۔

''اوہ''...... جیسے ہی خاقان نے سیل فون پر نظر دوڑائی اس کے منہ سے نکلا۔ اس نے کال رسیو کا بٹن آن کر کے سیل فون کان سے لگایا اور دوسری طرف کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

”ساساشی۔ تم اس لڑکی کا بازو تو دیکھو۔ ریشم کی طرح نرم ہے اور میں اس نرم و نازک اور حسین بازو کو تیزاب کا انجکشن لگا رہا تھا۔ اف میں کتنی بڑی غلطی کر رہا تھا“...... لیگونا، جولیا کی آستین چڑھاتے چڑھاتے رکا اور ساساشی کی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔ اب اس کے تاثرات یکسر تبدیل ہو چکے تھے۔ اس کی آنکھوں میں مخصوص چمک ابھر آئی تھی۔ جولیا کے بازو نے ہی اسے دیوانہ بنا دیا تھا۔

”مم۔ مم۔ مگر باس“...... ساساشی نے ہچکچاتے ہوئے کچھ کہنا چاہا لیکن وہ کہہ نہ سکی۔

”کیوں لڑکی۔ کیا تم ہنسی خوشی میرے ساتھ کچھ وقت گزارنا چاہو گی۔ اس کے بدلے میں، میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا۔ یہ میرا تم سے وعدہ ہے“...... لیگونا نے جولیا کے قریب بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس نے جولیا کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا۔ جولیا، لیگونا کی اس حرکت پر دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گئی لیکن اس کے چہرے پر رضا

مندی کی مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔

”صرف وعدہ۔ مجھے کیا معلوم کہ تم اپنا وعدہ پورا کرو گے“۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”روسیاہ کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ لیگونا اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔ تم بھی میرے وعدے پر اعتبار کرو“...... لیگونا نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تمہارے وعدے پر اعتبار ہے“...... جولیا نے کہا تو لیگونا خوش ہو گیا۔

”گڈ گرل۔ تم بہت سمجھدار لڑکی ہو۔ تم نے اپنی زندگی بچا لی ہے“...... لیگونا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اٹھ کر انھونی کی طرف بڑھا۔

”انھونی۔ اس لڑکی کے ساتھی کو بے ہوشی کا انجکشن لگا دو۔ میرا موڈ خوشگوار ہو گیا ہے اور اس خوشگوار موڈ کو میں قتل و غارت کی وجہ سے خراب نہیں کرنا چاہتا“...... لیگونا نے انھونی سے کہا۔

”او کے باس“...... انھونی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے ساساشی کا سیل فون سیٹ وائبریٹ ہونے لگا تو اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور نہایت ہی مدہم آواز میں بات کرنے لگی۔

”باس۔ میں وولف سیکشن کے ہیڈکوارٹر جا رہی ہوں۔ وہاں سے ایک اہم اطلاع آئی ہے“...... ساساشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو لیگونا نے اس طرح سر ہلایا جیسے اس نے ساساشی کی بات سنی ہی نہ

ہو اور اثبات میں سر ہلا دیا ہو۔ ساساشی کمرے سے باہر چلی گئی جبکہ انھونی نے عمران کو انجکشن لگا دیا۔ انجکشن لگتے ہی عمران کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

"اب تم سب کمرے سے باہر نکل جاؤ۔ جب میں بلاؤں تو پھر آنا"...... لیگونا نے کمرے میں موجود آدمیوں سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو سبھی کمرے سے باہر چلے گئے۔

"اب اس راڈز والی کرسی سے میں تمہاری جان چھڑا دوں"۔ لیگونا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سوئچ بورڈ کی طرف بڑھا۔ اس نے ایک سوئچ دبایا تو جولیا کی کرسی کے راڈز غائب ہو گئے لیکن جولیا ابھی بھی کرسی سے اٹھ نہیں سکتی تھی کیونکہ اس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی لگی ہوئی تھی اور ہتھکڑی کا دوسرا سرا کرسی کے پچھلے پائے سے بندھا ہوا تھا۔ لیگونا سوئچ بورڈ سے ہٹ کر جولیا کے قریب آیا اور اس کے سامنے بیٹھنے لگا جس وقت اس نے جولیا کے بازو کو چھوا تھا وہ اپنی حیثیت بھول گیا تھا اب اس کا انداز گھٹیا قسم کے عاشقوں جیسا ہو گیا تھا۔

"ڈیئر۔ مجھے اس ہتھکڑی سے تو آزاد کر دو۔ بندھے ہونے کی وجہ سے بھلا میں تمہارا کیا ساتھ دے سکوں گی"...... جولیا نے لیگونا کو مخمور نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا تو لیگونا کے رہے سہے حواس بھی معطل ہو گئے اور اس کی عقل پر پتھر پڑ گئے۔

"ہاں۔ ہاں کیوں نہیں۔ میں ابھی تمہاری ہتھکڑی کھول دیتا ہوں"۔ لیگونا نے کہا اور پھر اس نے جولیا کی ہتھکڑی بھی کھول دی۔

"ڈیئر۔ تم کتنے اچھے اور نرم دل ہو۔ لوگ تمہیں خواہ مخواہ سنگدل، ظالم اور وحشی کہتے ہیں"...... جولیا نے اس مرتبہ طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا لیکن لیگونا، جولیا کے طنز کو محسوس نہ کر سکا۔

"یہ تو تم نے مجھ پر جادو کر دیا ہے حسین لڑکی ورنہ میں تو خونخوار بھیڑیئے سے زیادہ سفاک ہوں۔ سنگدلی میں چیتے سے بڑھ کر ہوں۔ مجھ جیسا ظالم اور وحشی انسان اور کوئی نہیں ہو گا"...... لیگونا نے کہا۔

"تم کہتے ہو تو میں مان لیتی ہوں۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ اس وقت ہمیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"کس میں اتنی جرأت ہے کہ وہ میری زندگی کے پوشیدہ لمحوں میں جھانکنے کی جرأت کرے۔ اس کی لاش کو کتے نوچیں گے"۔ لیگونا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اور ہماری آوازیں بھی تو کوئی نہیں سنے گا نا"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ ہرگز نہیں۔ لیکن تم یہ سوال کیوں کر رہی ہو۔ تمہیں اس قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے"...... لیگونا نے کہا تو جولیا کے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ آ گئی۔

"مجھے کوئی خطرہ نہیں ہے لیگونا۔ میں تو اس لئے پوچھ رہی تھی کہ مجھے معلوم ہو سکے کہ تمہاری چیخیں سننے والا بھی کوئی ہے یا نہیں"۔ جولیا نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا تو لیگونا نے چونک کر اس کی

طرف دیکھا۔

"میری چیچنیں۔ تم مذاق کر رہی ہو یا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"...... لیگونا نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"نہ تو یہ مذاق ہے اور نہ ہی میرا دماغ خراب ہوا ہے البتہ تمہاری موت کا وقت آ گیا ہے۔ تم نے مجھے چھو کر اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں"...... جولیا نے اس مرتبہ سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر لیگونا کے سینے میں کک مارنی چاہی۔ اس کا یہ وار اچانک اور بہت تیز تھا لیکن لیگونا برق رفتاری سے نیچے بیٹھ گیا اور جولیا اس کے پیچھے فرش پر جا گری۔ لیگونا بیٹھتے ہی پھرکی کی مانند گھوما، ساتھ ہی اس کی ایک ٹانگ کھلی اور اس کی ٹھوکر جولیا کی پسلیوں میں لگی۔ جولیا جو کہ سنبھلنے کی کوشش کر رہی تھی، یہ ٹھوکر کھا کر دور جا گری۔ گرتے ہی وہ ربڑ کی گڑیا کی مانند اچھلی۔ اس نے لیگونا سے متعلق غلط اندازہ لگایا تھا۔ لیگونا اس کے اندازے سے کہیں زیادہ تیز اور پھرتیلا فائٹر تھا۔ اب جولیا نے اس سے محتاط انداز میں لڑنا تھا۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اگر اس سے معمولی سی کوتاہی بھی ہو گئی تو اس کا زندہ بچنا ناممکن ہو گا۔ وہ اچھل کر کھڑی ہوئی تو لیگونا بھی اس دوران کھڑا ہو چکا تھا پھر دونوں نے ہی چھلانگیں لگائیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے سے ٹکراتے جولیا یکلخت زمین پر گر گئی اور لیگونا اس کے اوپر سے ہوتا ہوا پیچھے جا گرا۔ جیسے ہی وہ گرا، جولیا اس کے سر پر پہنچ گئی۔ اس نے ایک لمحے کی تاخیر کئے بغیر لیگونا کی

کنپٹی پر ٹھوکر رسید کی۔ لیگونا کی آنکھوں کے سامنے ستارے جھلملانے لگے۔ جولیا نے اسے دوسری ٹھوکر بھی ماری لیکن لیگونا نے تیزی سے کروٹ بدلی اور جولیا کا پاؤں فضا میں لہرا کر رہ گیا۔ کروٹ بدلتے ہوئے لیگونا نے بھی اپنے پاؤں کو حرکت دی۔ اس کی ٹھوکر جولیا کے پہلو میں لگی۔ جولیا کے منہ سے سسکی نکلی اور وہ فرش پر جا گری۔ فرش پر گرتے ہی وہ کھلے ہوئے اسپرنگ کی مانند اچھلی۔ لیگونا بھی سنبھل کر کھڑا ہو رہا تھا لیکن ابھی وہ اچھی طرح سنبھلا نہیں تھا کہ جولیا کے دونوں پاؤں اس کے سینے پر لگے۔ وہ اچھلا اور دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کا سر دیوار سے لگا تھا اور ایک بار پھر اس کی نظروں کے سامنے ستارے ستار جھلملانے لگے۔ اس نے سر کو جھٹک کر خود کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ جولیا اس دوران اس پر پھر چھلانگ لگا چکی تھی۔ جیسے ہی وہ اڑتی ہوئی لیگونا کے قریب پہنچی، لیگونا برق رفتاری سے گھوم گیا۔ جولیا کے دونوں پاؤں دیوار سے ٹکرائے اور وہ چھپکلی کی مانند دھپ فرش پر گر گئی۔ جیسے ہی وہ فرش پر گری، لیگونا نے اس پر چھلانگ لگائی لیکن جولیا نے بھی بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدل لی۔ لیگونا اس کے اوپر گرنے کی بجائے اس کے قریب گرا۔ جیسے ہی وہ گرا جولیا کے ہاتھ تیزی سے حرکت میں آئے۔ اس نے ایک ہاتھ سے لیگونا کے بال پکڑے اور انتہائی تیزی سے کھڑی ہو گئی۔ لیگونا کی گردن کو ایک جھٹکا لگا اور بے اختیار اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔

"بزدل۔ مرد ہو کر چیختا ہے اور بنتا ہے شارب ایجنسی کا چیف۔

لعنت ہے تجھ پر''...... جولیا نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے بوٹ کی بھرپور ٹھوکر لیگونا کے پیٹ میں لگی۔ لیگونا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس رک گیا ہو۔ اس نے ایک گہرا سانس لے کر خود کو سنبھالا لیکن اس دوران جولیا فضا میں بلند ہو چکی تھی۔ اس نے اس مرتبہ بوٹ کی ٹوہ لیگونا کی کنپٹی پر مارنے کی کوشش کی لیکن لیگونا کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے۔ اس نے جولیا کا پاؤں پکڑ کر زور سے کھینچا اور اسے دور پھینک دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ایک کونے کی طرف چھلانگ لگائی۔ اس کونے میں ایک مشین پسٹل پڑا تھا اور لیگونا نے یہ مشین پسٹل اٹھانے کے لئے اس طرف چھلانگ لگائی تھی۔ وہ مشین پسٹل اٹھانے میں کامیاب بھی ہو گیا لیکن جیسے ہی وہ مشین پسٹل اٹھا کر سیدھا ہوا اس کے ہاتھ پر شیشے کی ایک بوتل لگی اور مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اس کے ہاتھ پر لگنے والی بوتل تیزاب کی تھی جو انتھونی نے الماری سے نکالی تھی اور جولیا اتفاق سے اس بوتل کے قریب ہی گری تھی۔ اس نے لیگونا کو مشین پسٹل اٹھاتے دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے برق رفتاری سے وہ بوتل اٹھا کر لیگونا کے ہاتھ پر مار دی تھی۔

جیسے ہی مشین پسٹل لیگونا کے ہاتھ سے نکلا جولیا نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن جیسے ہی جولیا، لیگونا کے قریب پہنچی وہ برق رفتاری سے نیچے بیٹھ گیا۔ جولیا اس بار اس کے پیچھے گرنے کی بجائے اس کے سر پر ساکت ہوئی اور اس کے دونوں پاؤں لیگونا کے سر پر لگے۔

لیگونا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر دو بھاری پتھر آ لگے ہوں۔ اس کے سر کو جھٹکا لگا اور اس کا سر فرش سے جا ٹکرایا۔ اس کی ٹکر کی وجہ سے اس کی آنکھوں میں اندھیرا سا بھر گیا۔ اس نے سر کو جھٹکا دے کر یہ اندھیرا دور کرنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے اس کی کنپٹی پر ایک دھماکا ہوا۔ جولیا نے اس کی کنپٹی پر ٹھوکر رسید کی تھی اور اس ٹھوکر نے اس کی آنکھوں کی تاریکی کو اور بڑھا دیا تھا۔ اس نے اندھوں کی طرح ہوا میں ہاتھ چلائے لیکن اسی وقت اس کی کنپٹی پر ایک اور دھماکا ہوا اور اس کا ذہن مکمل طور پر تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ جولیا نے تیزی سے ہتھکڑی اٹھائی اور لیگونا کے ہاتھ پشت پر کر کے اس کے ہاتھوں کو ہتھکڑی پہنا دی۔ اس کے بعد اس نے عمران کی طرف دیکھا تو عمران ہوش میں تھا۔

''لیگونا شارب ایجنسی کا چیف ہے اور اس کا شمار دنیا کے بہترین فائٹرز میں ہوتا ہے لیکن تم نے اسے آسانی سے زیر کر کے ثابت کر دیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تم پر جو ناز ہے وہ درست ہے۔ ویری گڈ جولیا''...... عمران نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ جولیا چونکہ اس کے مزاج سے اچھی طرح واقف تھی اس لئے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ عمران خلوص دل سے کہہ رہا ہے۔

''تھینک یو عمران۔ تمہارے لفظوں سے میرا حوصلہ بڑھا ہے''۔ جولیا نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''اب میری خاطر ایک حوصلہ اور بھی کر لو''...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"کیا"...... جولیا نے پوچھا۔

"اس سے پہلے کہ کوئی آ جائے۔ تم حوصلہ کر کے مجھے کرسی اور ہتھکڑی سے آزاد کر دو"...... عمران نے کہا تو جولیا مسکرائی اور سوئچ بورڈ کی طرف بڑھ گئی۔

"تم نے اس لیگونا سے سوال و جواب کرنے ہیں"...... جب عمران کی ہتھکڑی کھل گئی تو جولیا نے پوچھا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے لیگونا کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا تو جولیا نے سوئچ بورڈ کے قریب جا کر ایک سوئچ آن کیا تو کرسی کے راڈز ظاہر ہو گئے۔ لیگونا راڈز میں جکڑا گیا۔ عمران نے لیگونا کے منہ پر ایک زور دار تھپڑ رسید کیا۔ ایک کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا۔ تیسرے تھپڑ پر اس کے جسم میں حرکت پیدا ہونے لگی۔ عمران نے اسے چوتھا تھپڑ بھی رسید کر دیا۔ اس تھپڑ کے لگتے ہی وہ فوراً ہوش میں آ گیا اور ہوش میں آتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ چند لمحوں کے بعد اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک ابھر آئی۔ تیزاب سے بھری ہوئی سرنج ایک طرف گری ہوئی تھی عمران نے وہ سرنج اٹھا لی۔

"لیگونا۔ تم نے اس سرنج میں تیزاب بھرا تھا اور میری ساتھی کو لگانے گئے تھے"...... عمران نے وہ سرنج لیگونا کی آنکھوں کے سامنے کرتے ہوئے سرد آواز میں کہا لیکن لیگونا نے اس کی بات کا جواب

نہ دیا۔

"اب یہ انجکشن میں تمہارے بازو میں لگاؤں گا اور اس اذیت ناک موت کا شکار تم ہو گے جس کا اہتمام تم نے ہمارے لئے کیا تھا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے ایک جھٹکے سے لیگونا کی آستین پھاڑ دی۔

"یہ شارب ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے۔ تم یہاں سے زندہ باہر نہیں نکل سکو گے"...... لیگونا نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے کہ ہم جئیں یا مریں، ہم تمہارا خاتمہ تو کر ہی دیں گے"...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ لیگونا کی نبض تلاش کرنے لگا۔ عمران کے چہرے پر تاثرات دیکھ کر لیگونا سمجھ گیا کہ اب اس کی موت کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔

"تم مجھ سے معاہدہ کر لو۔ تم مجھے زندہ چھوڑ دو۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"...... لیگونا نے عمران کو آفر کرتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"یہ معاہدہ کاغذ پر لکھا جائے گا۔ تمہارے اور میرے ملک کے سفیر اس معاہدے پر دستخط کریں گے"۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ کاغذ پر تو نہیں لکھا جائے گا۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں خیر و عافیت سے ہیڈکوارٹر سے نکلنے دوں گا"...... لیگونا نے کہا۔

”تم میرے ایک سوال کا جواب دے دو۔ اگر تم نے صحیح جواب دیا تو میرا وعدہ ہے کہ میں تمہیں تیزاب کا انجکشن نہیں لگاؤں گا“۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں پوچھو۔ اگر میرے پاس تمہارے سوال کا جواب ہوا تو میں ضرور دوں گا“...... لیگونا نے کہا۔

”روسیاہ نے پاکیشیا کو تباہ کرنے کے لئے جو شاکس پلان بنایا ہے اس کی مشینری کہاں نصب کی جا رہی ہے“...... عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے۔ میرے ذمے یہ ڈیوٹی ہے کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی روسیاہ آئیں تو میں انہیں گرفتار کر کے ختم کر دوں“...... لیگونا نے کہا۔

”تو پھر اس کے بارے میں معلومات کس سے مل سکتی ہیں“۔ عمران نے اس سے پوچھا۔

”وزارت سائنس، وزارت دفاع اور وزارت داخلہ کے کسی آدمی سے ہی یہ معلومات مل سکتی ہیں“...... لیگونا نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم ہمارے لئے بے کار ہو اور میرا خیال ہے کہ تم بھی بے کار آدمیوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے تھے“۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے زمین پر گرا ہوا مشین پسٹل اٹھا لیا۔

”جو باتیں مجھے معلوم نہیں ہیں، وہ میں تمہیں کیسے بتا سکتا ہوں“۔ لیگونا نے پریشان لہجے میں کہا۔

”لیگونا۔ تم ایک نامور ایجنسی کے چیف ہو۔ اس طرح زندگی کی بھیک مانگنا تمہیں زیب نہیں دیتا تھا۔ اگر تم اس طرح سے بزدلی کا مظاہرہ نہ کرتے تو میں تمہیں زندہ چھوڑ جاتا لیکن بزدل لوگ مجھے پسند نہیں ہیں“...... عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ریوالور کے ٹریگر پر انگلی کا دباؤ ڈالا۔ لیگونا نے اپنے ہونٹ بھینچ لئے۔ اسے اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ عمران نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ ایک ساتھ کئی گولیاں لیگونا کے جسم میں پیوست ہو گئیں اور اس کے منہ سے چیخ بلند ہوئی۔ لیگونا کو گولیاں مارنے کے بعد عمران الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس کا جائزہ لیا اور دو مشین پسٹل اٹھا کر اس نے جولیا کی طرف بڑھائے اور دو مشین پسٹل اپنی جیب میں رکھ لئے۔

”یہ شارب ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے۔ یہاں سے کسی کا باہر نکلنا آسان نہیں ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”پہلے ہم کون سا آسان کام کرتے رہے ہیں“...... جولیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”او کے۔ باہر نکلتے ہیں اور جو بھی سامنے آئے اسے گولیوں سے اڑا دینا ہے“...... عمران نے کہا پھر وہ دونوں انتہائی احتیاط کے ساتھ کمرے سے باہر نکلے۔ انہیں بیرونی گیٹ تک پہنچتے پہنچتے دس منٹ لگ گئے کیونکہ ہیڈکوارٹر میں شارب ایجنسی کے بہت سے افراد موجود تھے اور جو بھی ان کے سامنے آیا وہ تنکوں کی مانند اڑتا چلا گیا تھا۔

انہوں نے وہاں موجود تمام افراد کا ہی خاتمہ کر دیا تھا۔ ہیڈکوارٹر سے باہر آ کر وہ دونوں گلی میں آ گئے اور گلیوں میں ہی آگے بڑھنے لگے کیونکہ سڑک کی نسبت گلیوں میں بہت کم لوگ تھے۔

''عمران۔ اب ہم گریٹ کالونی تو نہیں جا سکتے''...... ایک سنسان گلی سے گزرتے ہوئے جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ میرا خیال بھی یہی ہے۔ میں خاقان سے رابطہ کرتا ہوں۔ وہ بتائے گا کہ اب ہماری نئی رہائش گاہ کہاں ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا لیکن اس کی جیب میں اس کا سیل فون نہیں تھا۔

''لیگونا وغیرہ نے ہماری تلاشی تو نہیں لی تھی پھر میرا سیل فون کہاں گیا''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اس کی جیب میں بھی اس کا سیل فون نہیں تھا۔

''میرا خیال ہے کہ لڑائی کے دوران کہیں گر گئے ہیں''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

''کسی پی سی او سے خاقان کو کال کرتے ہیں''...... عمران نے کہا۔ اس دوران وہ گلیوں سے نکل کر مین روڈ پر آ گئے۔ وہ شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر سے کافی دور آ چکے تھے پھر عمران کی نظر ایک پی سی او پر پڑی تو وہ اس کی طرف بڑھے۔ پی سی او کے قریب دکان سے عمران نے کارڈ خریدا اور پھر وہ پی سی او میں داخل ہو کر خاقان کے نمبرز پریس کرنے لگا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ کیبن میں آ گئی تھی اور اس

کی نظریں اردگرد کا جائزہ لینے لگیں۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''۔ جیسے ہی کال رسیو ہوئی عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''اوہ سر آپ۔ ہم تو کارروائی کے لئے بس نکلنے ہی والے تھے''۔ دوسری طرف سے خاقان کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''بہت دیر کی مہربان آتے آتے۔ بہرحال یہ بتاؤ کہ ہم سے تمہاری کیا مراد ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرے ساتھ صفدر صاحب، خاور صاحب اور چوہان صاحب بھی ہیں''...... خاقان نے بتایا۔

''اب تمہارا کیا پروگرام ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ آپ حکم کریں۔ ہم نے کہاں آنا ہے''...... دوسری طرف سے خاقان نے کہا۔

''تم ہماری طرف مت آؤ۔ ہم تمہاری طرف آ جاتے ہیں۔ ایڈریس بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ کالونی تو وہی ہے البتہ کوٹھی کا نمبر تبدیل ہو گیا ہے۔ آپ بی لائن کے پہلے چوک پر پہنچ جائیں۔ میں آپ کو رسیو کر لوں گا''۔ خاقان نے کوٹھی کا نمبر بتانے سے احتراز کرتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ہم آ رہے ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اگلے لمحے وہ پی سی او سے باہر آ چکے تھے۔

''ہماری فون کال تو کہیں کیچ نہیں ہو سکتی پھر خاقان نے کوٹھی کا

نمبر بتانے سے کیوں احتراز کیا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”خاقان نے عقلمندی کا ثبوت دیا ہے۔ ہمارے سیٹ سے تو کال چیک نہیں ہوسکتی لیکن ہم نے لوکل پی سی او استعمال کیا ہے۔ اس پی سی او کی کال تو چیک ہوسکتی ہے“...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دوران انہیں ٹیکسی اسٹینڈ نظر آ گیا۔ وہ نمبر پر لگی ہوئی ٹیکسی میں بیٹھے تو ٹیکسی سٹینڈ سے باہر آ گئی۔

”گریٹ کالونی چلو“...... عمران نے ڈرائیور سے کہا تو اس نے ٹیکسی کی رفتار بڑھا دی۔

”سر۔ گریٹ کالونی آ گئی ہے۔ کہاں اتریں گے آپ“...... کچھ دیر کے بعد ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

”بی لائن کے پہلے چوک میں اتار دو“...... عمران نے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا پھر تقریباً ایک منٹ بعد ڈرائیور نے ٹیکسی ایک فٹ پاتھ کے قریب روک لی۔ عمران نے کرایہ ادا کیا اور پھر وہ ٹیکسی سے نیچے اتر آئے۔ ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ عمران اور جولیا ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ جلد ہی انہیں خاقان نظر آ گیا۔ وہ انہی کی طرف آ رہا تھا۔ وہ تینوں ہی میک اپ میں تھے لیکن انہوں نے ایک دوسرے کو اس میک اپ میں دیکھا ہوا تھا اس لئے پہچان میں کوئی دقت نہ ہوئی۔ عمران اور جولیا خاقان کے ساتھ بی اٹھارہ میں آ گئے جہاں صفدر، خاور اور چوہان بھی موجود تھے۔

”خاقان۔ کوئی اور رہائش گاہ بھی مہیا ہوسکتی ہے“...... صفدر اور

ساتھیوں سے رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے خاقان سے پوچھا۔

”یس سر۔ میں نے بہت سی کوٹھیوں کا انتظام کیا ہوا ہے“۔ خاقان نے کہا۔

”میں نے تمہیں لوکل پی سی او سے کال کی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کال چیک ہو جائے اس لئے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ہم نہ صرف اس کوٹھی بلکہ اس کالونی سے بھی شفٹ ہو جائیں“...... عمران نے کہا۔

”جو حکم عمران صاحب۔ ریڈ کالونی یہاں سے قریب ہے۔ اس کی کوٹھی نمبر سی سیون بھی اپنی ہے“...... خاقان نے کہا۔

”خاقان۔ شارب ایجنسی نے ہمیں گریٹ کالونی سے گرفتار کیا تھا اور میرا اندازہ ہے کہ وہ اس کوٹھی کی نگرانی کر رہے تھے۔ تم ان کی نظروں سے کیونکر غائب ہو گئے“...... عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ میں احتیاطاً کوٹھی کا عقبی دروازہ استعمال کر رہا تھا“...... خاقان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

”عمران۔ کیا تم خاقان پر شک کر رہے تھے“...... جولیا نے خشک لہجے میں عمران سے کہا۔

”نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی ممبر غداری نہیں کر سکتا کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس میں کوئی ایسا آدمی شامل ہی نہیں ہوسکتا جو زندگی کے کسی موڑ پر کمزور پڑ سکتا ہو“۔ عمران نے کہا۔

”مادام۔ میں بھی یہ بات جانتا ہوں اس لئے مجھے عمران صاحب

کا سوال برا نہیں لگا تھا اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ عمران صاحب صاف دل کے اور کھرے انسان ہیں''...... خاقان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بھئی۔ تم لوگوں کی باتیں طویل ہوتی جا رہی ہیں اور مجھے لگتا ہے ایجنسی ہی ان باتوں کو بریک لگوائے گی''...... عمران نے کہا۔

''آیئے سر۔ آیئے۔ باہر نکلنے کے لئے ہم اس کوٹھی کا عقبی دروازہ ہی استعمال کرتے ہیں''...... خاقان نے کہا۔

اس کے بعد وہ دو، دو کے گروپ بنا کر اس کوٹھی سے نکل آئے اور کچھ ہی دیر بعد وہ ریڈ کالونی کی کوٹھی نمبر سی سیون میں پہنچ چکے تھے۔ جولیا نے سب کے لئے کافی بنائی تھی اور وہ کافی سپ کرنے لگے۔

''خاقان۔ تم کافی پینے کے بعد دو موبائل فون سیٹ لے آؤ۔ جولیا کا اور میرا سیٹ کہیں گر گیا ہے۔ ہم چیف سے کہہ کر نئے موبائلز میں کنکشن کرا لیں گے''...... کافی پینے کے دوران عمران نے خاقان سے کہا۔

''سر۔ سیٹ میرے پاس موجود ہیں۔ میں ابھی آپ کو لا دیتا ہوں''...... خاقان نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

''عمران۔ تنویر، صدیقی اور نعمانی کو اب تک پہنچ جانا چاہئے''۔ جولیا نے کہا۔

''صفدر۔ اسے کہتے ہیں بہن بھائی کی محبت۔ بھائی صرف چند

گھنٹے نظر نہیں آیا تو بہن کس قدر بے چین ہو گئی ہے۔ ایک ہم ہیں، کئی کئی دن تک نظر نہ آئیں تو فون پر بھی خیر خیریت نہیں پوچھی جاتی''...... عمران نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے شکوہ کرنے والے انداز میں کہا۔

''تم فون پر ہی نخرے دکھانے شروع کر دو تو اس کا کیا علاج ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کا علاج یہی ہے کہ تم کیمرے والا سیٹ ہی نہ رکھو۔ فون پر نہ میں نظر آؤں گا نہ میرا نخرہ''...... عمران نے کہا۔

''یعنی آپ کہنا چاہ رہے ہیں کہ نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو تم مجھے مؤنث بنا رہے ہو اور وہ بھی ناچنے گانے والی''۔ عمران نے خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں نے محاورہ بولا ہے آپ کو رادھا تو نہیں کہا''...... خاور نے کہا۔

''خاور۔ عمران کی فضول باتیں تو کبھی ختم نہیں ہوں گی۔ تم ایسا کرو کہ تنویر کو فون کرو اور اس سے پوچھو کہ وہ لوگ اس وقت کہاں ہیں''...... جولیا نے کہا تو خاور نے جیب میں سے سیل فون نکال لیا۔

''ہاں۔ یہ تینوں آ جائیں تو پھر کوئی لائن آف ایکشن بناتے ہیں۔ شارب ایجنسی سے الجھتے رہنا بے کار ہے اور شاید روسیاہی حکام بھی یہی چاہتے ہوں گے کہ ہم شارب ایجنسی سے الجھتے رہیں اور انہیں

زیادہ سے زیادہ وقت مل جائے اور وہ پاکیشیا کے خلاف کارروائی کر گزریں“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا کے خلاف کارروائی ہونے سے پہلے ہی ہم روسیاہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔ یہ تو مشینری کے ذریعے زلزلے پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم اپنے عزم سے روسیاہ میں زلزلے لے آئیں گے“...... چوہان نے جذباتی لہجے میں کہا۔

”تنویر کا نمبر نہیں مل رہا۔ پاور آف ہے“...... خاور نے کہا تو سب نے اس کی طرف دیکھا۔

”صدیقی اور نعمانی کے نمبر پر ٹرائی کرو“...... جولیا نے کہا تو خاور نمبر پریس کرنے لگا۔ اب وہ سب خاموشی سے خاور کی طرف دیکھ رہے تھے۔

”نہیں۔ ان دونوں کے نمبرز بھی آف ہیں“...... چند لمحوں کے بعد خاور نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ تینوں اس وقت کسی مشکل میں ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”مادام۔ میں معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں“...... خاقان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ باتوں کے دوران ان کے لئے سیل فون سیٹ لینے وہ کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔ اب اس کے ہاتھ میں دو سیل فون تھے۔ اس نے وہ سیل فونز عمران کو دیئے اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

”ہم مشن پر جس ملک میں بھی جاتے ہیں ایک ساتھ جاتے ہیں لیکن اس بار عمران کو کیا سوجھی کہ اس نے تین گروپ بنا دیئے“۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ ایک جیپ میں بیٹھے ہوئے تھے اور جیپ روسیاہ کے دارالحکومت کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی تھا۔ تنویر اور نعمانی پچھلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جیپ پر ہیومن رائٹس انٹرنیشنل کا جھنڈا لگا ہوا تھا اور فرنٹ پر مونوگرام بھی بنا ہوا تھا۔ ان کے کاغذات بھی ہیومن رائٹس انٹرنیشنل کی طرف سے جاری کئے گئے تھے۔ وہ یورپی ملک گریٹ لینڈ کے دارالحکومت سے واسکل سٹی پہنچے تھے جو روسیاہ کے دارالحکومت سے صرف ستر کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ واسکل سٹی میں انہیں ہیومن رائٹس انٹرنیشنل کی جیپ مہیا کی گئی تھی۔ اس جیپ کا انتظام ایکسٹو کے حکم پر ہوا تھا۔ جیپ مہیا کرنے والا کون تھا اس کے بارے میں وہ تینوں نہیں جانتے تھے اور نہ ہی انہوں نے اس آدمی سے پوچھنے کی کوشش کی تھی۔

"عمران صاحب بتا رہے تھے کہ یہ گروپنگ چیف نے کی ہے"۔ صدیقی نے تنویر کو مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ارے یار۔ جتنا میں عمران کو جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ ہر اچھے کام کا کریڈٹ وہ خود لے جاتا ہے اور ہر برے کام کو وہ دوسروں کے کھاتے میں ڈال دیتا ہے۔ اس کام کو ہی لے لو۔ گروپنگ اس نے کی اور نام چیف کا لیا ہے"...... تنویر نے کہا۔

"اچھا۔ تو تمہاری نظر میں یہ گروپنگ برا کام ہے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ اس گروپنگ کی اچھائیاں تم بتا دو"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ گروپنگ عمران صاحب نے کی ہے تو تب بھی وہ چیف کے نوٹس میں یہ بات ضرور لائے ہوں گے۔ چیف کی اجازت اور مرضی کے بغیر تو عمران صاحب بھی کوئی قدم اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتے"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری یہ بات تو ٹھیک ہے بہرحال مجھے یہ گروپنگ بالکل اچھی نہیں لگی"...... تنویر نے کہا۔

اسی وقت ان کی نظر ایک چیک پوسٹ پر پڑی۔ سڑک پر چند مسلح فوجی کھڑے تھے جو گاڑیوں کی چیکنگ کر رہے تھے۔ اس چیک پوسٹ کا مطلب یہ تھا کہ وہ دارالحکومت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ جب وہ چیک پوسٹ کے قریب پہنچے تو ایک فوجی نے انہیں سائیڈ

میں ہونے اور رکنے کا اشارہ کیا جہاں قطار میں چند اور گاڑیاں بھی کھڑی تھیں۔ صدیقی نے جیپ ان گاڑیوں کے پیچھے کھڑی کر دی۔ فوجی باری باری گاڑیوں کی چیکنگ کر رہے تھے۔ جب ان کی جیپ کی باری آئی تو ایک فوجی افسر اس کے ساتھ دو ماتحت اور ایک سویلین ان کی جیپ کے قریب آ گئے۔

"سر پلیز۔ کاغذات دکھائیے"...... فوجی افسر نے صدیقی سے کہا جبکہ باقی دو فوجی جیپ میں جھانکنے لگے۔ صدیقی نے کاغذات اس کی طرف بڑھائے۔

"سر۔ آپ کہاں سے آ رہے ہیں"...... فوجی افسر نے کاغذات کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہمارے کاغذات پر لکھا ہے کہ ہم کہاں سے آ رہے ہیں"۔ صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں تو معمول کے سوال پوچھ رہا ہوں۔ آپ ناراض کیوں ہو رہے ہیں"...... فوجی افسر نے ناراض لہجے میں کہا۔

"جب کاغذات بتا رہے ہیں تو پھر یہ سوال پوچھنا فضولیات ہے"...... صدیقی نے سخت لہجے میں کہا۔

"اگر تمہارا تعلق ہیومن رائٹس انٹرنیشنل سے نہ ہوتا تو میں تمہاری یہ اکڑ ایک منٹ میں ختم کر دیتا"...... فوجی افسر نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے کاغذات صدیقی کو واپس کر دیئے۔

"تم جا سکتے ہو"...... کاغذات دینے کے بعد فوجی افسر نے پیچھے

ہٹتے ہوئے کہا تو صدیقی نے جیپ آگے بڑھا دی۔

"تم نے فوجی افسر سے اس لہجے میں بات کر کے کوئی غلطی تو نہیں کی"...... نعمانی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ چیکنگ ہمارے لئے ہی ہو رہی ہے اور فوجی افسر سے اس لہجے میں بات کر کے میں نے اس پر نفسیاتی دباؤ ڈالا ہے"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نفسیاتی دباؤ کہیں الٹا ہی نہ ہو جائے"...... نعمانی نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اگر الٹا ہو بھی گیا تو پھر کیا کر لیں گے یہ ہمارا"...... اس مرتبہ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چلو۔ جو ہو گیا ٹھیک ہے اور جو ہو گا اسے دیکھ لیں گے"۔ اس مرتبہ نعمانی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"لو جی۔ دارالحکومت اب صرف دو کلو میٹر کے فاصلے پر رہ گیا ہے"...... صدیقی نے انہیں بتایا۔ اس کی نظر سنگ میل پر پڑی تھی۔ یہ کہتے ہی اس نے جیپ کی رفتار بھی آہستہ کر لی کیونکہ وہ ایک اور چیک پوسٹ پر پہنچ چکے تھے۔ اس چیک پوسٹ پر بھی فوجی چیکنگ میں مصروف تھے۔ صدیقی نے یہاں بھی جیپ گاڑیوں کے پیچھے روک لی۔

"آپ نیچے اتر آئیں۔ آپ کی اور جیپ کی تلاشی ہو گی"۔ ایک فوجی افسر نے جیپ کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ پانچ

مسلح فوجی تھے۔

"تلاشی۔ لیکن یہاں کسی اور کی تو اس طرح تلاشی نہیں ہو رہی"۔ صدیقی نے کہا۔

"وہ روسیاہی ہیں اور آپ غیر ملکی ہیں۔ ہمارے قانون کے مطابق کوئی غیر ملکی تلاشی دیئے بغیر دارالحکومت میں داخل نہیں ہو سکتا"۔ فوجی افسر نے سخت لہجے میں کہا۔

"یہ اچھا قانون ہے"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جیپ سے نیچے اتر آیا۔ اس کے بعد تنویر اور نعمانی بھی جیپ سے نیچے اتر آئے۔

"غیر ملکی افراد کو تو عزت دینی چاہئے۔ تم بے عزتی کر رہے ہو"۔ نعمانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے انہیں محسوس ہو گیا کہ وہ فوجیوں کے گھیرے میں آ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے چاروں طرف دیکھا۔ واقعی درجنوں فوجیوں نے انہیں گھیرے میں لے لیا تھا اور ان کی مشین گنوں کے رخ ان کی طرف تھے۔ پھر تین مشین گنیں ان تینوں کی گردنوں سے بھی آ لگیں۔

"یہ۔ یہ کیا حرکت ہے۔ ہم ہیومن رائٹس انٹرنیشنل کے نمائندے ہیں۔ تم ہمارے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ بھی ہمارا قانون ہے کہ کوئی دھوکے سے ہمارے ملک میں داخل ہونا چاہے تو ہم اسے گولیاں مار دیتے ہیں"...... فوجی افسر نے

طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہم دھوکے سے اس ملک میں داخل ہوئے ہیں''......صدیقی نے بھی غصے سے کہا۔

''تلاشی لو ان کی''...... فوجی افسر نے صدیقی کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے ماتحتوں سے کہا تو تین فوجی آگے بڑھے اور انہوں نے ان کی تلاشی لی۔

''سر۔ ان کے پاس اسلحہ نہیں ہے''...... تلاشی لینے والوں نے اپنے افسر کو بتایا۔

''او کے۔ اب ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دو''...... افسر نے انہیں ایک اور حکم دیتے ہوئے کہا۔

''آفیسر۔ یہ تم اچھا نہیں کر رہے۔ ہم تمہاری شکایت کریں گے اور تم ڈس مس فرام سروس ہو جاؤ گے''...... صدیقی نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا تو فوجی افسر کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

''اچھا۔ تمہاری وجہ سے میں ڈس مس ہو جاؤں گا۔ تم میں ایسی کیا خاص بات ہے''......فوجی افسر نے کہا۔

''ہم ہیومن رائٹس انٹرنیشنل کے نمائندے ہیں۔ ہم تو عام لوگوں کے حقوق کی جنگ لڑتے ہیں اور تم ہمارے ساتھ ہی ناروا سلوک کر رہے ہو''......تنویر نے کہا۔

''پچھلی چیک پوسٹ پر تم نے ہمارے ایک آفیسر سے بدتمیزی کی ہے اور اس نے تمہاری شکایت کرنے کے لئے تمہارے گریٹ لینڈ

والے آفس فون کیا کیونکہ اس آفیسر کے کچھ دوست گریٹ لینڈ ہیومن رائٹس انٹرنیشنل کے آفس میں ہی ہوتے ہیں۔ گریٹ لینڈ کے آفس سے معلوم ہوا ہے کہ وہاں سے ان کا کوئی بھی نمائندہ روسیاہ نہیں آیا۔ پھر اس فوجی آفیسر نے ہیومن رائٹس آفس میں بھی کال کی ہے۔ انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ان دنوں ان کا کوئی بھی آدمی نہیں آیا اور نہ ہی انہوں نے کسی کو جیپ مہیا کی ہے''......فوجی افسر نے طنزیہ لہجے میں اور تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ سب بکواس ہے اور تمہارے اس آفیسر کی من گھڑت کہانی ہے''......تنویر نے کہا۔

''انہیں ان کی جیپ میں لے چلو''......فوجی افسر نے تحکمانہ لہجے میں اپنے ماتحتوں سے کہا۔ اس نے تنویر کی بات کو یکسر نظرانداز کر دیا تھا۔

اپنے آفیسر کا حکم پاتے ہی فوجیوں نے انہیں جیپ میں بٹھا دیا۔ چار مسلح افراد اور بھی ان کے ساتھ بیٹھ گئے لیکن پھر اس سے پہلے کہ جیپ آگے بڑھتی، ان تینوں کے سروں پر دھماکے ہوئے اور ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیلتا چلا گیا۔

روسیاہ کے صدر کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرے ہوئے تھے اور غصے کے عالم میں وہ اپنے آفس میں ٹہل رہے تھے کہ انٹرکام کی مترنم بیل بجنے لگی۔ انہوں نے ٹہلنا بند کیا اور اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گئے پھر انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا۔

''یس''...... انہوں نے انٹرکام کا رسیور کان سے لگاتے ہوئے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

''سر۔ مادام ساساشی تشریف لائی ہیں''...... دوسری طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''بھیج دیں''...... صدر نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ساساشی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں صدر صاحب کو سلام کیا اور ان کے سامنے ادب سے کھڑی ہو گئی۔

''تشریف رکھیے''...... صدر صاحب نے کہا تو وہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

صدر صاحب اسے غور سے دیکھنے لگے۔

''آپ کی ایجنسی پر قوم کا کثیر سرمایہ خرچ ہوتا ہے۔ قوم ٹیکس دے کر ایجنسیوں کو ہر قسم کے وسائل فراہم کرتی ہے اور اب آپ کے پاس صرف اپنی ہی فورس نہیں بلکہ آرمی کے کئی دستے بھی آپ کو دے دیئے گئے ہیں تا کہ آپ دشمن ایجنٹوں کے خلاف مؤثر کارروائی کریں لیکن آپ کی ایجنسی کی کارکردگی صفر جا رہی ہے۔ چند غیر ملکی ایجنٹوں نے آپ کو اس قدر شدید نقصان پہنچایا ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی''...... صدر صاحب نے برہم لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ درست فرما رہے ہیں۔ دراصل ہمارے چیف لیگونا سے ایک غلطی ہو گئی۔ وہ خوبصورت لیڈی ایجنٹ کو دیکھ کر دیوانے ہو گئے۔ یہ بھی بھول گئے وہ ایک ایجنسی کے چیف ہیں اور ان کے سامنے تربیت یافتہ دشمن ایجنٹ ہیں۔ ان کے اسی دیوانے پن کا فائدہ ان دشمنوں نے اٹھایا۔ چیف لیگونا کو نہ صرف ہلاک کر دیا بلکہ ہیڈکوارٹر سے فرار بھی ہو گئے''...... ساساشی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وجہ کوئی بھی ہو۔ دشمنوں نے روسیاہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے اور اگر اب بھی آپ کی یہی کارکردگی رہی تو دشمن ایجنٹ جس مشن پر آئے ہوئے ہیں وہ مکمل کر کے اطمینان سے واپس چلے جائیں گے''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ چیف تو ہلاک ہو گئے ہیں۔ نئے چیف کا تقرر ہونا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ نئے چیف کی قیادت میں ایجنسی کی کارکردگی میں

بہتری آئے گی اور ان غیر ملکیوں ایجنٹوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا''...... ساساشی نے کہا۔

''آپ کے خیال میں اب ایجنسی کا چیف کسے ہونا چاہئے''۔ صدر صاحب نے اس سے پوچھا۔

''جناب صدر۔ یہ تو آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ آپ جسے چاہیں شارب ایجنسی کا چیف مقرر کر دیں''...... ساساشی نے کہا۔

''لیگونا کے بعد شارب ایجنسی میں آپ اعلیٰ کارکردگی کی حامل ہیں۔ اندرون و بیرون ملک آپ کے کارناموں کی فہرست کافی طویل ہے اور آپ ایک عرصے سے شارب ایجنسی کی سیکنڈ چیف بھی ہیں لہٰذا آپ کو شارب ایجنسی کا چیف مقرر کیا جاتا ہے اس امید کے ساتھ کہ شارب ایجنسی کی کارکردگی میں بہتری آئے گی''...... صدر صاحب نے کہا۔

''جناب۔ میں آپ کے اس اعتماد پر پورا اتروں گی۔ پاکیشیائی ایجنٹ بہت ہی تیز طرار اور ذہین ہیں۔ سیکرٹ فیلڈ میں ان کے نام کا ڈنکا بجتا ہے لیکن میں انہیں خاک میں ملا دوں گی۔ میں بہت جلد ان کے خاتمے کی رپورٹ آپ کو پیش کر دوں گی''...... ساساشی نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔ شارب ایجنسی کا چیف بننا بہت بڑی بات تھی۔ شارب ایجنسی کے چیف کو بے پناہ اختیارات حاصل تھے۔ شارب ایجنسی کا چیف سوائے صدر مملکت کے اور کسی بھی حکومتی عہدیدار کو صرف شک کی بناء پر ہتھکڑی پہنا سکتا تھا۔ چاہے وہ شک

بعد میں غلط ہی ثابت کیوں نہ ہوتا۔ تمام سیکورٹی ادارے شارب ایجنسی کے چیف کے حکم کے پابند تھے۔

''ہمیں آپ پر مکمل اعتماد ہے''...... صدر صاحب نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''تھینک یو جناب صدر''...... ساساشی نے اتنا کہا اور خاموش ہو گئی جبکہ وہ کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھی۔

''آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ آپ کہیں، اب آپ شارب ایجنسی کی چیف ہیں''...... صدر صاحب نے کہا۔

''سر۔ علی عمران کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ صرف اپنے ٹارگٹ کی طرف توجہ دیتا ہے اور بہت تیزی سے اپنے ٹارگٹ کی طرف بڑھتا ہے۔ اب اس کا مشن یقیناً شاکس پلان کی مکمل تباہی ہے۔ وہ اس پلان سے منسلک سائنس دانوں، انجینئرز اور مشینری کو تباہ کرنے آیا ہے۔ اس نے اسی طرف جانا ہے لیکن ہمیں معلوم نہیں ہے کہ شاکس پلان کہاں مکمل ہو رہا ہے۔ اگر مجھے معلوم ہو جائے تو میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف زیادہ مؤثر کارروائی کر سکتی ہوں''...... ساساشی نے کہا۔

''شاکس پلان کی طرف سے آپ پریشان نہ ہوں۔ وہ جس مقام پر مکمل ہو رہا ہے۔ اس مقام کی سیکورٹی پر جی کمانڈوز گروپ تعینات ہے اور جی کمانڈوز گروپ کے بارے میں تو آپ جانتی ہی ہوں گی''...... صدر صاحب نے کہا۔

"یس سر۔ جی کمانڈوز عقاب کی نظر رکھتے ہیں۔ ان میں چیتے کی سی پھرتی ہوتی ہے۔ وہ دشمنوں پر برق بن کر گرتے ہیں لیکن سر"۔ ساساشی بات بات کرتے کرتے رک گئی۔

"لیکن کیا"...... صدر صاحب نے خشک لہجے میں کہا۔

"سر۔ جی کمانڈوز سیکرٹ ایجنٹ نہیں ہیں۔ سیکرٹ ایجنٹ کیا کیا حربے استعمال کرتے ہیں۔ جی کمانڈوز ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ سر۔ جس طرح لوہے کو لوہا کاٹتا ہے اسی طرح سیکرٹ ایجنٹ کا مقابلہ بھی سیکرٹ ایجنٹ ہی کر سکتا ہے"...... ساساشی نے صدر صاحب کو قائل کرنے کے لئے دلیل دیتے ہوئے کہا تو وہ سوچ میں پڑ گئے۔

"یہ پلان بہت ہی خفیہ مقام پر مکمل ہو رہا ہے اس لئے ہمیں یقین ہے کہ علی عمران اور اس کے ساتھی وہاں تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اس کے باوجود میں جی کمانڈوز کے انچارج کرنل ایس کو ہدایت کر دیتا ہوں کہ اگر وہ وہاں کسی قسم کا خطرہ محسوس کرے تو فی الفو آپ سے مدد طلب کرے"...... چند لمحے سوچنے کے بعد صدر صاحب نے کہا۔

"یس سر۔ آپ نے بالکل درست فرمایا ہے۔ مزید احتیاط کے طو پر آپ مجھے بھی کرنل ایس کا نمبر دے دیں۔ میں وقتاً فوقتاً ان سے صورت حال معلوم کرتی رہوں گی"...... ساساشی نے کہا۔

"او کے۔ میں آپ کو کرنل ایس کا نمبر دے دیتا ہوں"...... صد

صاحب نے کہا اور پھر انہوں نے ساساشی کو کرنل ایس کا نمبر بتا دیا۔

"او کے۔ وش یو گڈ لک"...... نمبر بتانے کے بعد صدر صاحب نے ساساشی سے کہا تو وہ کرسی سے کھڑی ہو گئی۔ اس نے صدر صاحب کو ادب سے سلام کیا اور ان کے آفس سے باہر آ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے ہیڈکوارٹر پہنچ چکی تھی۔ اسے پہلے ہی امید تھی کہ لیگونا کے بعد اسے ہی شارب ایجنسی کی چیف بنایا جائے گا۔ اب صدر نے اسے چیف بنا دیا تھا تو وہ بے پناہ خوشی محسوس کر رہی تھی۔ ہیڈکوارٹر پہنچ کر وہ اپنے آفس میں جانے کی بجائے لیگونا کے آفس میں آ گئی۔ لیگونا کی کرسی پر بیٹھنے کے خواہش کئی بار اس کے دل میں پیدا ہوئی تھی لیکن لیگونا کے ہوتے ہوئے اس کی یہ خواہش پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ اب اس کی یہ خواہش پوری ہو گئی تھی۔ وہ لیگونا کی کرسی پر کچھ دیر تک آنکھیں بند کئے بیٹھی رہی۔ پھر اس نے آنکھیں کھولیں اور انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے لیگونا کی پی اے کا نمبر پریس کیا۔

"یس مادام"...... دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیڈکوارٹر سے اطلاع آ چکی ہے کہ جناب صدر نے مجھے شارب ایجنسی کی چیف مقرر کیا ہے"...... ساساشی نے کہا۔

"یس مادام۔ پریذیڈنسی سیکرٹریٹ سے آرڈر آ چکے ہیں"۔ دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

"او کے۔ روجر کو میرے کمرے میں بھیج دو"...... ساساشی نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

پھر تقریباً ڈیڑھ منٹ بعد دروازہ کھلا اور روجر کمرے میں داخل ہوا۔ روجر آرمی میں کیپٹن تھا لیکن دو سال پہلے وہ شارب ایجنسی میں آ گیا تھا۔ وہ تین چار مشنز میں ساساشی کے ساتھ گیا تھا اور ساساشی اس سے بہت متاثر تھی کیونکہ ان مشنز میں اس نے اپنی اعلیٰ صلاحیتوں کا بھرپور مظاہرہ کیا تھا۔ کمرے میں آنے کے بعد اس نے ساساشی کو ادب سے سلام کیا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"...... ساساشی نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"روجر۔ تم نے میرے ساتھ چند مشنز پر کام کیا ہے۔ ان مشنز میں مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم میں ایک اچھے سیکرٹ ایجنٹ کی تمام خوبیاں موجود ہیں اور میں نے انہی دنوں سوچ لیا تھا کہ اگر کبھی مجھے موقع ملا تو میں تمہیں کسی اچھے عہدے پر لے جاؤں گی۔ آج میں شارب ایجنسی کی چیف ہوں اور جو چاہوں کر سکتی ہوں۔ میں تم پر اعتماد کرتے ہوئے تمہیں شارب ایجنسی کا سیکنڈ چیف بنا رہی ہوں"...... ساساشی نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی مادام۔ یہ حقیقت ہے یا میں خواب دیکھ رہا ہوں"...... روجر نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"یہ حقیقت ہے۔ میں نے تم پر اعتماد کیا ہے اور اب تمہیں اپنی

کارکردگی سے ثابت کرنا ہوگا کہ تم اس سیٹ کے اہل تھے۔ اگر تم نے خود کو اس سیٹ کا اہل ثابت نہ کیا تو پھر مجھے صدر صاحب کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا اور اس کی کم از کم سزا میری طرف سے یہ ہو گی کہ تمہیں گولی مار کر تمہاری لاش کو فٹ پاتھ پر پھینک دیا جائے"۔ ساساشی نے فقرے کے آخر میں غراتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ میں ہمیشہ آپ کا وفادار رہوں گا اور ایجنسی کے لئے اپنی جان تک قربان کر دوں گا۔ آپ میرے انتخاب پر فخر کریں گی"۔ روجر نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"روجر۔ تم جانتے ہو کہ ان دنوں پاکیشیائی سیکرٹ سروس روسیاہ آئی ہوئی ہے"...... ساساشی نے کہا۔

"یس مادام۔ آنے والوں میں پاکیشیا کا معروف سیکرٹ ایجنٹ علی عمران بھی شامل ہے۔ ہم انہیں تلاش بھی کر رہے ہیں۔ انہیں تلاش کر کے ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے"...... روجر نے کہا۔

"اگر چیف لیگونا اس لڑکی پر عاشق نہ ہوتے تو ہم نے ان کا خاتمہ کر ہی دینا تھا اور پھر ہماری بیڈ لک یہ ہوئی کہ اسی وقت مجھے وولف سیکشن کے ہیڈکوارٹر جانا پڑ گیا۔ وہاں قتل و غارت ہو چکی تھی۔ وولف سیکشن نے جو ایجنٹ گرفتار کئے تھے وہ وہاں تباہی پھیلا کر فرار ہو چکے تھے لیکن اب ہم نے کوئی کوتاہی یا غفلت نہیں کرنی۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی گردنیں کاٹنی ہیں"...... ساساشی نے کہا۔

"یس مادام۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ بہت ضروری ہے۔ شارب

ایجنسی کو پاکیشیا میں بھی ان کے ہاتھوں شکست ہوئی ہے اور یہاں بھی انہوں نے ہمارا بہت نقصان کیا ہے''...... روجر نے کہا پھر اس سے پہلے کہ ساساشی اس کی بات کا جواب دیتی انٹرکام کی گھنٹی بجنے لگی۔

''یس''...... ساساشی نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ لہجہ اس کا سرد ہی تھا۔

''مادام۔ چیک پوسٹ سے کیپٹن مورلے آیا ہے۔ وہ اپنے ساتھ تین بے ہوش افراد کو بھی لایا ہے۔ بے ہوش افراد کو ٹارچر روم میں پہنچا دیا گیا ہے اور کیپٹن مورلے آپ سے ملنے کا خواہش مند ہے''...... پی اے نے کہا۔

''او کے۔ بھیج دو اسے''...... ساساشی نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً ایک منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک کیپٹن کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے ساساشی کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا لیکن ساساشی نے اس کے سلام کو نظر انداز کر دیا۔

''ہاں کیپٹن۔ کون ہیں یہ آدمی جنہیں تم لائے ہو''...... ساساشی نے سخت لہجے میں کہا۔ اس نے کیپٹن کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے بھی نہیں کہا تھا کیونکہ کیپٹن کی حیثیت اس کے سامنے نہایت ہی معمولی سی تھی۔

''مادام۔ یہ لوگ ہیومن رائٹس کے نمائندے بن کر دارالحکومت میں داخل ہو رہے تھے کہ ہم نے انہیں گرفتار کر لیا''...... کیپٹن نے کہا

اور پھر اس نے تفصیل بھی بتا دی۔

''او کے۔ میں دیکھ لیتی ہوں کہ یہ کون ہیں۔ تم جا سکتے ہو''۔ ساساشی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس مادام''...... کیپٹن مورلے نے کہا۔ اس نے ایک بار پھر مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

''آؤ۔ دیکھتے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں''...... ساساشی نے کہا اور کرسی سے کھڑی ہو گئی۔ روجر بھی اس کے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا پھر وہ دونوں ٹارچر روم میں آ گئے۔ ٹارچر روم میں کرسیوں پر تین آدمی بے ہوشی کی حالت میں پڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی ہتھکڑیاں تھیں اور انہیں کرسیوں کے راڈز سے بھی جکڑ دیا گیا تھا۔ ساساشی نے ان تینوں کو غور سے دیکھا۔ ٹارچر روم کا نیا انچارج بارلے ایک سائیڈ پر کھڑا تھا۔ ساساشی نے اس کی طرف دیکھا۔

''بارلے۔ انہیں ہوش میں لے آؤ''...... ساساشی نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو بارلے پانی کی بوتل اٹھا لایا۔ اس نے پانی ان تینوں آدمیوں کے سر پر ڈالا تو وہ ہوش میں آ گئے۔ ساساشی ان کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تم لوگ اپنا تعارف کراؤ''...... جب وہ تینوں مکمل ہوش میں آ گئے تو ساساشی نے کہا۔

''میں جیکب ہوں۔ میری دائیں طرف جون ہے اور بائیں طرف جیکی۔ اور ہم تینوں ہیومن رائٹس انٹرنیشنل کے خصوصی نمائندے ہیں''۔

درمیان والے نے کہا جو کہ تنویر تھا۔ اس کی دائیں طرف نعمانی اور بائیں طرف صدیقی تھا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ تمہارا یہ ڈرامہ اب تک چل رہا ہے“۔ ساساشی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ڈرامہ تو تم لوگ ہمارے ساتھ کر رہے ہو۔ نجانے تم اپنے آپ کو کیا سمجھتے ہو“......تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”اچھا۔ تم یہ بتاؤ کہ تم میں سے عمران کون ہے“...... ساساشی نے تینوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

”یہ تمہارا ملک ہے۔ تم جسے چاہو جو بنا دو۔ تمہیں کون روک سکتا ہے“......تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے تمہاری یہ بکواس نہیں سنی۔ تم یہ بتاؤ کہ تم میرے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دے دو گے یا نہیں“...... ساساشی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”پوچھو۔ کیا پوچھنا چاہتی ہو تم“......تنویر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”تمہارا نام کیا ہیں“...... ساساشی نے اپنا سوال دوہراتے ہوئے کہا۔

”اس سوال کا جواب میں دے چکا ہوں۔ اگلا سوال پوچھو“۔ تنویر نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔ ساساشی اسے گھورنے لگی۔

”تم میں سے عمران کون ہے“...... چند لمحوں تک گھورنے کے بعد ساساشی نے اپنا دوسرا سوال بھی دوہرایا۔

”نجانے تم کیسی عورت ہو۔ جن سوالوں کے جواب ہم دے چکے ہیں بار بار وہی پوچھ رہی ہو“......تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

”تم میرا یعنی مادام ساساشی چیف آف شارب ایجنسی کا مذاق اڑا رہے ہو“...... مادام ساساشی نے اس مرتبہ غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھی اور دوڑتی ہوئی اس دیوار تک پہنچی جس پر تشدد کے آلات لٹکے ہوئے تھے۔ اس نے دیوار سے خار دار ہنٹر اتارا اور اسے لہراتی ہوئی واپس آئی۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ ہنٹر کی شائیں شائیں کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ کرسیوں کے قریب آتے ہی ساساشی نے ہنٹر تنویر کو مار دیا۔ خار دار ہنٹر نے تنویر کے جسم پر کئی زخم ڈال دیئے۔ اس کے جسم میں درد کی لہریں دوڑتی چلی گئیں لیکن تنویر کے چہرے پر بجائے تکلیف کے تاثرات کے طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔ تنویر کی اس مسکراہٹ نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور ساساشی پاگل سی ہو گئی۔ اس نے تیزی سے تنویر پر ہنٹر برسانے شروع کر دیئے لیکن تنویر کے منہ سے معمولی سی سسکی بھی نہ نکلی۔ ساساشی کا غصے سے برا حال ہو گیا۔ وہ غصے کی شدت سے کانپنے لگی۔

”مادام۔ ہنٹر مجھے دیجئے۔ میں ان پر برساتا ہوں“...... بارلے نے ساساشی کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ یو۔ تم۔ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ میں تھک گئی ہوں یا ان کی زبان کھلوانے میں ناکام ہو گئی ہوں“...... ساساشی نے غراتے ہوئے کہا۔

اس کی آنکھیں اور چہرہ انتہائی سرخ ہو چکے تھے۔

''نن۔نن۔نو۔نو مادام۔نو''...... بارلے نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اسے ساساشی کے ہاتھ میں ریوالور نظر آ گیا تھا۔

''ایڈیٹ۔تمہیں جرأت کیسے ہوئی مجھ سے مخاطب ہونے کی''۔ ساساشی نے بدستور غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کا رخ بارلے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکا ہوا اور بارلے کی چیخ بلند ہوئی۔ بے اختیار اس کا ہاتھ اپنی گردن پر چلا گیا تھا۔ ساساشی نے اس کی گردن پر گولی ماری تھی۔ ساساشی نے ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری اور پھر تمام گولیاں بارلے کے جسم میں اتار دیں۔ ریوالور میں گولیاں ختم ہوئیں تو اس نے ریوالور بارلے کے مردہ جسم پر دے مارا اور پھر اس نے تنویر، نعمانی اور صدیقی کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں درندوں جیسی سفاکی اور سرخی تھی۔ اگر وہاں عام انسان ہوتے تو یقیناً ساساشی کے چہرے کو دیکھ کر ہی خوفزدہ ہو جاتے کیونکہ اس کا معصوم اور بھولا بھالا نظر آنے والا چہرہ اس وقت بھیانک نظر آ رہا تھا لیکن ساساشی کے سامنے اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جوان تھے جنہیں ڈر، خوف کبھی چھو کر بھی نہیں گزرا تھا۔ یہ تو وہ لوگ تھے جو طوفانوں کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے تھے۔ بڑی سے بڑی مصیبت انہیں پریشان نہیں کر سکتی تھی۔ انہیں تو جینے کا مزہ ہی اس وقت آتا تھا جب وہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے تھے۔ وہ بھلا ساساشی کو کہاں خاطر میں لانے والے تھے۔

''اگر میں اپنے ساتھی کو اس طرح خون میں نہلا سکتی ہوں تو تمہاری حیثیت کیا ہے''...... ساساشی نے ان کی طرف دیکھتے اور غراتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔تم واقعی بہت ظالم لڑکی ہو''...... صدیقی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ساساشی سے متاثر ہو گیا ہو۔ اس نے تنویر کو اشارے سے منع کر دیا تھا کہ وہ اب نہ بولے۔ ان کے ہاتھ پشت پر ہتھکڑی سے بندھے ہوئے تھے جو کسی طرح بھی ان سے نہیں کھل رہے تھے پھر انہیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا گیا تھا۔ وہ ان کرسیوں سے بھی چھٹکارہ حاصل نہیں کر سکتے تھے لہٰذا اب جوش سے نہیں ہوش سے کام لینے کا وقت تھا۔ چونکہ تنویر زیادہ ہی جوشیلا اور جذباتی تھا اس لئے صدیقی نے اسے بولنے سے بھی منع کر دیا تھا۔

''تو پھر بولو۔تم میں سے کوئی عمران ہے''...... ساساشی نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ہم میں سے عمران کوئی نہیں ہے''...... صدیقی نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے تم میں سے کوئی عمران نہیں ہے لیکن تم عمران کے ساتھی تو ہو''...... ساساشی نے کہا۔

''ہاں۔ ہم عمران کے ساتھی ہیں''...... اس مرتبہ صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے تمہارا ٹھکانہ''...... ساساشی نے ایک اور سوال پوچھا۔

"ہم نے گریٹ کالونی کے چلڈرن پارک میں پہنچنا تھا۔ عمران صاحب نے ہمیں وہیں سے رسیو کرنا تھا"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گریٹ کالونی میں وہ کوٹھی نمبر دس میں رہ رہے تھے۔ وہاں سے ہم نے انہیں گرفتار بھی کر لیا تھا لیکن ہمارے چیف کی حماقت سے انہیں فرار ہونے کا موقع مل گیا"...... ساساشی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پھر تو تمہارا چیف مارا گیا ہو گا"...... صدیقی نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اور اب میں شارب ایجنسی کی چیف ہوں مادام ساساشی"...... مادام ساساشی نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

"تم چیف بن گئی ہو مبارک ہو تمہیں"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو اور یہ بتاؤ کہ اب تم عمران سے کیسے رابطہ کرو گے"...... ساساشی نے غصے سے کہا۔

"آج کے دور میں کسی سے بھی رابطہ مشکل تو نہیں ہے۔ ہماری جیبوں میں سیل فونز موجود ہیں۔ ہم جس وقت چاہیں گے عمران صاحب سے رابطہ کر لیں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"روجر۔ ان کی جیبوں سے سیل فون نکالو"...... ساساشی نے ساتھ کھڑے روجر سے کہا۔

"او کے مادام"...... روجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ آگے بڑھا۔ اس نے باری باری تینوں کی تلاشی لی لیکن سیل فون کسی کی جیب میں نہیں تھا۔

"مادام۔ ان تینوں کی جیبوں میں سیل فون نہیں ہیں"...... تلاشی لینے کے بعد روجر نے کہا۔

"تم تو کہہ رہے تھے کہ تمہاری جیبوں میں سیل فون ہیں۔ کہاں گئے ہیں وہ سیل فون"...... ساساشی نے کہا۔

"اگر ہماری جیبوں میں سیل فون نہیں ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ تمہارے کیپٹن نے ہماری بے ہوشی کے دوران ہمارے سیل فون نکال لئے ہیں"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"روجر۔ کیپٹن مورلے کو فوراً بلاؤ۔ اس سے کہو کہ وہ ان کے سیل فون لیتا آئے"...... ساساشی نے کہا تو روجر نے اپنی جیب میں سے سیل فون نکالا اور کیپٹن مورلے کو فون کرنے لگا۔

"مادام۔ کیپٹن مورلے آ رہا ہے"...... فون کرنے کے بعد روجر نے ساساشی سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا پھر کچھ دیر بعد کیپٹن مورلے وہاں آ گیا۔

"کیپٹن۔ تم نے ان کی جیبوں سے جو سیل فون نکالے ہیں وہ کہاں ہیں"...... ساساشی نے سخت لہجے میں کہا۔

"مادام۔ میں اپنے ساتھ لایا ہوں۔ یہ لیجئے"...... کیپٹن مورلے نے تین سیل فون ساساشی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”روجر۔ یہ سیل فون لے لو“...... ساساشی نے کہا تو اس نے کیپٹن مورلے سے سیل فون لے لئے۔

”اب یہ بتاؤ کہ تم نے ہمیں پہلے کیوں نہیں بتایا کہ تم نے ان ایجنٹوں کے سیل فون نکالے ہیں“...... ساساشی نے سرد لہجے میں کہا تو کیپٹن مورلے کے ماتھے پر پسینہ آ گیا۔

”مم۔مم۔ مادام۔مم۔ میں بھول گیا تھا“...... اس نے ہکلاتے ہوئے کہا تو ساساشی کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی اور اس مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے کیپٹن مورلے کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

”سس۔ سس۔ سوری۔ مم۔ مادام“...... ساساشی کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے کیپٹن مورلے کا جسم بری طرح کانپنے لگا اور اس کی ہکلاہٹ میں اضافہ ہو گیا۔ ساساشی نے اپنا ہاتھ روجر کی طرف بڑھایا تو اس نے اپنی جیب سے ریوالور نکال کر ساساشی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ کیپٹن مورلے کے جسم میں اس قدر کپکپاہٹ طاری ہوئی کہ اس سے اپنے قدموں پر کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔ وہ زمین پر گر گیا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر ساساشی کے چہرے پر نفرت کے تاثرات بھی ابھر آئے۔

”روجر۔ ہماری آرمی میں اس جیسے بزدل انسان بھی موجود ہیں“۔ ساساشی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے ریوالور کا رخ کیپٹن مورلے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکا ہوا اور ساتھ ہی کیپٹن مورلے کی چیخ بلند ہوئی۔ ریوالور کی گولی نے اس کی کھوپڑی

میں سوراخ کر دیا تھا۔ سر میں سوراخ ہوتے ہی وہ ذبح کئے گئے مرغ کی مانند تڑپنے لگا۔

”مادام۔ یہ تینوں سیل فون آف ہیں“...... روجر نے ساساشی سے کہا تو اس نے تنویر کی طرف دیکھا۔

”یہ کیسے آن ہوں گے“...... ساساشی نے تنویر سے پوچھا۔

”یہ آن ہو بھی گئے تو تم انہیں استعمال نہیں کر سکو گی“...... تنویر نے کہا۔

”استعمال تم خود ہی کرو گے۔ تم نے عمران کو فون کر کے پوچھنا ہے کہ تم نے کہاں پہنچنا ہے“...... ساساشی نے کہا۔

”یہ سیل فون تین منٹ تک ہمارے ہاتھ میں رہیں گے تو خود بخود آن ہو جائیں گے لیکن شرط یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ کے قریب لوہے کی کوئی چیز نہ ہو“...... تنویر نے کہا۔

”بکواس کرتے ہو تم۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے“...... ساساشی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ان سیل فونز کے ساتھ ایسا ہی ہے کیونکہ یہ ہمارے سائنس دانوں کی ایجاد ہے اور انہوں نے یہ سیٹ خاص ہمارے لئے بنائے ہیں“...... تنویر نے کہا تو ساساشی اسے گھورنے لگی۔

”روجر“...... چند لمحوں تک تنویر کو گھورتے رہنے کے بعد ساساشی نے روجر کو آواز دی۔

”یس مادام“...... روجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اپنے چار مسلح آدمیوں کو اندر بلا لو"...... ساساشی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او کے مادام"...... روجر نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اپنے آدمیوں کو آواز دی۔ چار آدمی اندر آ گئے۔ وہ چاروں مشین گنوں سے مسلح تھے۔

"تم چاروں اس آدمی کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ۔ روجر اس آدمی کو کھول رہا ہے لیکن تم نے اس بات کا خیال رکھنا ہے کہ یہ کوئی غلط حرکت نہ کرے۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو تم چاروں نے روجر کی پرواہ کئے بغیر اس پر فائر کھول دینا ہے۔ گولیاں بے شک روجر کو لگتی ہیں تو لگتی رہیں لیکن اس آدمی کو زندہ نہیں رہنا چاہئے"۔ ساساشی نے ان چاروں سے تحکمانہ لہجے میں کہا تو روجر کا چہرہ بجھ سا گیا۔ اسے ساساشی کی بات سے بہت دکھ پہنچا تھا لیکن وہ اس کا اظہار نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی ساساشی کو اس کے جذبات کی پرواہ تھی۔

"او کے مادام"...... ان چاروں نے بیک آواز کہا اور پھر وہ ان تینوں کے پیچھے پہنچ گئے۔

"مادام۔ ہو سکتا ہے کہ یہ غلط بیانی سے کام لے کر ہتھکڑی اور راڈز سے آزاد ہونا چاہ رہا ہو"...... روجر نے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ میں احمق ہوں۔ مجھے کوئی سینس نہیں ہے"...... ساساشی نے غراتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نن۔ نو۔ مم۔ مادام۔ مم۔ مم۔ میں تو ایسا سوچ بھی نہیں

سکتا"...... روجر نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"سائنس نے نجانے کیا کیا ایجادات کر لی ہیں۔ جو کچھ اس نے کہا ہے ایسا ہو بھی سکتا ہے۔ صرف تین منٹ کی تو بات ہے تین منٹ کے بعد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ اگر اس شخص نے جھوٹ بولا ہے تو مجھے ریوالور چلانا تو آتا ہی ہے۔ ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں، میں اس کی لاش گرا سکتی ہوں"...... ساساشی نے اس مرتبہ نسبتاً نرم لہجے میں کہا۔

"یس۔ یس مادام۔ آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں"...... روجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ اب اس کا راڈز کھول دو۔ اس کے بعد اس کی ہتھکڑی بھی کھول دو اور ان چاروں آدمیوں کے گھیرے میں اسے کرسی سے دور کر دو اور اس کا سیل فون بھی اسے دے دو لیکن ان سب باتوں سے پہلے اس کی تلاشی لے لو"...... ساساشی نے روجر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام"...... روجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر اس نے آگے بڑھ کر تنویر کی تلاشی لی لیکن اس کی جیبوں سے کوئی بھی خاص چیز برآمد نہ ہوئی۔ تلاشی کے بعد روجر نے کرسی کے پچھلے پائے میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو کرسی کے راڈز غائب ہو گئے۔ روجر فوراً ہی اس سے الگ ہو گیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں تنویر کوئی غلط حرکت نہ کر دے اور تنویر کے ساتھ ساتھ وہ بھی اپنے ساتھیوں کی گولیوں کا نشانہ نہ بن

جائے۔

"مسٹر۔ تم اس طرف آ جاؤ"...... روجر نے ایک طرف اشارہ کرتے تنویر سے کہا۔

تنویر کرسی سے کھڑا ہوا گیا۔ چاروں مسلح آدمیوں کی مشین گنوں کا رخ اس کی طرف تھا اور وہ اس کے بہت قریب تھے۔ تنویر دو تین قدم آگے بڑھا۔ مسلح افراد اس کے دائیں بائیں اور پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اب مشین گنوں کی نالیاں اس کے جسم کو چھو رہی تھیں۔

صدیقی اور نعمانی دل ہی دل میں تنویر کو داد دے رہے تھے کہ جس نے خود کو راڈز والی کرسی سے آزاد کرا لیا تھا اور اب روجر اس کی ہتھکڑی کھولنے کے لئے تیار تھا۔ وہ سب تنویر کو صرف جذباتی اور فائٹر سمجھتے تھے لیکن اس وقت تنویر نے بہت ذہانت سے کام لیا تھا اور ساساشی کو اپنے ڈھب پر لے آیا تھا۔ اب موقع ملتے ہی تنویر باآسانی ایکشن میں آ سکتا تھا اور چونکہ وہ فطری طور پر فائٹر تھا اس لئے پلک جھپکنے میں وہ سچویشن بدلنے کی صلاحیت رکھتا تھا۔

کیپٹن مورلے نے تینوں ہتھکڑیوں کی چابیاں روجر کو دی تھیں لہٰذا روجر نے تینوں چابیاں جیب سے نکالیں اور تنویر کے پیچھے آ گیا۔ چند لمحوں بعد تنویر کی ہتھکڑی کھل چکی تھی۔ ہتھکڑی کھولنے کے بعد روجر تنویر کے سامنے آ گیا اور اس نے تینوں سیل فون نکال کر تنویر کر سامنے کر دیئے۔

"کون سا سیل فون تمہارا ہے"...... روجر نے تنویر سے پوچھا تو

اس نے اپنے سیل فون کے بارے میں بتا دیا۔

"لو۔ کیچ کرو"...... روجر نے کہا اور پھر اس نے وہ سیل فون تنویر کی طرف اچھال دیا جس کے بارے میں تنویر نے کہا تھا۔ ساساشی کی بات نے چونکہ اسے نفسیاتی طور پر اپ سیٹ کر دیا تھا اس لئے وہ تنویر کے قریب نہیں آ رہا تھا۔ روجر نے سیل فون اس کی طرف اچھالا تو اس نے اسے پکڑنے کی کوشش کی لیکن سیل فون اس کے ہاتھ سے ٹکرا کر نیچے گر گیا۔ وہ سیل فون اٹھانے کے لئے جھکا سب کی توجہ سیل فون کی طرف ہوئی اور پھر جیسے بجلی چمکتی ہے اس طرح سیل فون پر جھکتے جھکتے تنویر یکدم فضا میں بلند ہوا اور پھر اپنے پیچھے کھڑے آدمیوں کی پشت پر پہنچ گیا۔ ان دونوں کو زور دار دھکے لگے اور وہ اپنے ساتھیوں پر جا گرے جس کی وجہ سے وہ چاروں ہی ایک دوسرے سے الجھ کر زمین پر گر گئے۔ یہ کارروائی پلک جھپکنے میں ہی ہو گئی تھی۔

ساساشی نے ریوالور کا رخ تنویر کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا لیکن اسی لمحے تنویر نے روجر کو اٹھا کر اس کی طرف پھینک دیا تھا۔ روجر کو خوفزدہ تو ساساشی نے خود ہی کر دیا تھا اس لئے وہ تو اس کبوتر کی مانند ہو گیا تھا جس نے بلی دیکھ لی ہو۔ تنویر نے اسے اٹھا کر ساساشی کی طرف پھینکا تو وہ معمولی سی مزاحمت بھی نہ کر سکا۔ گولی چلنے کا دھماکا ہوا اور گولی روجر کی گردن میں جا لگی لیکن اڑتا ہوا روجر پھر بھی ساساشی سے جا ٹکرایا۔ ساساشی نے اس سے بچنے کی کوشش بھی کی

لیکن وہ بچ نہ سکی۔ روجر کے ساتھ ہی وہ بھی فرش پر گر گئی۔ تنویر کی یہ کارروائی بھی ایک سیکنڈ میں ہی مکمل ہو گئی تھی۔ چاروں مسلح افراد زمین پر گرنے کے بعد سنبھلنے کی کوشش ہی کر رہے تھے کہ تنویر نے ان میں سے ایک کی مشین گن جھپٹ لی اور اگلے ہی لمحے کمرہ ریٹ ریٹ کی آواز سے گونج اٹھا۔ وہ چاروں آدمی چیخنے اور تڑپنے لگے جبکہ روجر، ساساشی کی گولی کھا کر تڑپ رہا تھا۔ ساساشی نے زمین پر گرے گرے ریوالور کا رخ تنویر کی طرف دیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتی تنویر نے اس پر فائر کر دیا۔ تنویر کی چلائی ہوئی گولیوں نے اس کی انگلیوں کو اڑا دیا تھا اور ریوالور دور جا گرا تھا۔ انگلیاں اڑنے کی وجہ سے ساساشی کے منہ سے چیخ بھی بلند ہوئی لیکن اس کے باوجود وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ تنویر اس کے کھڑے ہونے سے پہلے ہی اس کے سر پر پہنچ گیا تھا اس لئے جیسے ہی وہ کھڑی ہوئی اس کے سر پر دھماکا ہوا۔ تنویر نے مشین گن کا دستہ اس کے سر پر مار دیا تھا۔ یہ ضرب کھانے کے بعد ساساشی لہراتی ہوئی ایک بار پھر فرش پر گرتی چلی گئی۔ تنویر نے فوراً ہی اپنی ہتھکڑی اٹھائی اور ساساشی کے ہاتھ پشت پر کر کے اسے ہتھکڑی لگا دی۔ اس کے بعد اس نے ہتھکڑی کی زنجیر کا دوسرا سرا ایک کرسی کے پائے سے باندھ دیا اور پھر وہ مسکراتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"ویل ڈن تنویر۔ ویل ڈن"...... صدیقی نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو تنویر اس کی طرف بڑھا۔ پھر نصف منٹ سے بھی کم

وقت میں صدیقی اور نعمانی بھی راڈز والی کرسیوں اور ہتھکڑیوں سے آزاد ہو چکے تھے۔

"تم نے اس مادام کو کیوں زندہ چھوڑ دیا ہے"...... صدیقی نے تنویر سے پوچھا۔

"اسے عمران کے لئے زندہ چھوڑا ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہے تو یہ بھی حسین، معصوم، بھولی بھالی اور کمسن۔ ممکن ہے عمران صاحب اسے دیکھ کر اس پر عاشق ہو جائیں اور جولیا کے دل تک پہنچنے کے لئے تمہارا راستہ صاف ہو جائے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران کی طرح تم بھی فضول بکواس مت کرو۔ میں نے اسے اس لئے زندہ چھوڑا ہے کہ عمران کو یقیناً اسے پوچھ گچھ کرنی ہو گی۔ ہم اسے اپنے ساتھ لے جائیں گے"...... تنویر نے غصے سے کہا۔

"او کے۔ پھر اس کے ہاتھ کی بینڈیج بھی کر دو"...... نعمانی نے کہا۔

"تم اس کی بینڈیج کرو۔ ہم اس بلڈنگ میں موجود افراد کا صفایا کرتے ہیں"...... تنویر نے نعمانی سے کہا اور وہ اور صدیقی کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ نعمانی الماری کی طرف بڑھا۔ الماری میں میڈیکل باکس موجود تھا۔ وہ میڈیکل باکس اٹھا کر ساساشی کے قریب آیا تو وہ ہوش میں آ رہی تھی۔ نعمانی اس کی بینڈیج کرنے لگا۔ اس دوران

ساساشی مکمل طور پر ہوش میں آ گئی۔

''اب تو اپنا نام بتا دو''...... ساساشی نے اس مرتبہ میٹھے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام نعمانی ہے''...... اب اسے نام بتانے میں کوئی حرج نہیں تھا اس لئے نعمانی نے بتا دیا۔ اسی لمحے تنویر واپس آ گیا۔

''اسے اٹھاؤ نعمانی۔ چلیں''...... تنویر نے کہا تو ساساشی نے اس کی طرف حیرت سے دیکھا۔

''باہر تو شارب ایجنسی کے درجنوں آدمی ہیں۔ وہ تمہیں کہاں جانے دیں گے''...... ساساشی نے کہا۔

''اس بلڈنگ میں سوائے تمہارے شارب ایجنسی کا ایک آدمی بھی زندہ نہیں بچا''...... تنویر نے طنزیہ لہجے میں کہا تو ساساشی نے ہونٹ بھینچ لئے۔ نعمانی نے کرسی کے پائے سے ہتھکڑی کھولی اور پھر اس نے اپنی انگلی کا ہک ساساشی کی کنپٹی پر رسید کر دیا۔ ساساشی کی ایک ہلکی سی چیخ بلند ہوئی اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ نعمانی نے اسے اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور پھر وہ ٹارچر روم سے باہر آ گئے۔

''صدیقی کہاں ہے''...... نعمانی نے تنویر سے پوچھا۔

''صدیقی کوئی پرائیویٹ گاڑی اڑانے گیا ہے۔ ہم نے شارب ایجنسی کی کسی گاڑی میں یہاں سے نکلنا مناسب نہیں سمجھا''...... تنویر نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلایا پھر وہ بیرونی گیٹ کے قریب پہنچے ہی تھے کہ باہر سے انہیں ہارن کی آواز سنائی دی۔ تنویر نے جیب

سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس نے گیٹ سے باہر جھانکا۔ باہر ایک کار موجود تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی بیٹھا ہوا تھا۔ تنویر نے گیٹ کھولا تو کار اندر آ گئی اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ کار میں سوار سڑک پر پہنچ چکے تھے۔

''میری عمران صاحب سے بات ہو چکی ہے۔ ہم نے نیشنل لائبریری کی عقبی طرف پہنچنا ہے کیونکہ وہ جگہ ویران ہوتی ہے۔ یہ گاڑی ہم وہیں چھوڑیں گے۔ عمران صاحب ہمیں وہاں سے پک کر لیں گے''...... صدیقی نے کہا تو نعمانی اور تنویر نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سب ریڈ کالونی کی کوٹھی سی سیون میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات بھی بتا دیئے تھے۔ ساساشی کو انہوں نے ایک کرسی پر رسیوں سے باندھ دیا۔ ہتھکڑی اس کے ہاتھوں میں ویسے ہی لگی ہوئی تھی۔ اس دوران وہ ہوش میں آنے لگی تھی تو اسے دوبارہ بے ہوش کر دیا گیا تھا۔ حال احوال سے فارغ ہونے کے بعد عمران نے ساساشی کی طرف دیکھا۔

''ہم اپنا حال احوال تو ایک دوسرے کو سنا چکے۔ اب ذرا اس بے چاری ساساشی کا حال بھی تو پوچھ لیں''...... عمران نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

''یہ بے چاری کہاں سے ہو گئی عمران صاحب۔ تو یہ انتہائی بے

رحم، سفاک اور ظالم عورت ہے۔ یہ لیگونا سے بڑھ کر ہے''...... خاقان نے کہا تو عمران حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔

''تم سچ کہہ رہے ہو یا مذاق کر رہے ہو''...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کے ساتھ کیسے مذاق کر سکتا ہوں عمران صاحب۔ آپ میرے روحانی استاد ہیں۔ میرے دل میں آپ کے لئے بے پناہ عزت اور محبت ہے''...... خاقان نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

''خاقان صاحب۔ آپ تو اس سے مذاق نہیں کر سکتے لیکن یہ آپ سے مذاق کر رہا ہے۔ یہ لیگونا اور ساساشی کے بارے میں آپ سے زیادہ جانتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ واقعی ایسا ہے۔ میں بھول گیا تھا''...... خاقان نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''جولیا۔ اب تم ایسا کرو کہ مادام ساساشی کو ہوش میں لے آؤ''۔ عمران نے جولیا سے کہا تو وہ اٹھی اور ساساشی کی طرف بڑھی۔ وہ سمجھ گئی کہ عمران نے ساساشی کو ہوش میں لانے کے لئے صرف اسے کیوں کہا ہے۔ ساساشی کے قریب پہنچ کر جولیا نے اس کے منہ پر ایک بھرپور تھپڑ مارا۔ ساساشی کی رنگت کھلتے ہوئے سرخ گلاب کی مانند تھی اس کے منہ پر جولیا کا تھپڑ لگا تو جولیا کی انگلیوں کے نشان اس کے رخسار پر ثبت ہو گئے اور ساتھ ہی اس کی آنکھیں بھی یکدم کھل گئیں۔ آنکھوں کے کھلتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی

کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھنے میں کامیاب نہ ہو سکی پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک بھی آ گئی۔

''سنا ہے تم مجھے ایک عرصے سے تلاش کر رہی ہو۔ صحرا صحرا، قریہ قریہ، گاؤں گاؤں''...... عمران نے نہایت ہی رومانٹک لہجے میں کہا۔ شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر سے آنے کے بعد عمران اور جولیا نے میک اپ بدل لیا تھا اس لئے ساساشی نے انہیں نہیں پہچانا تھا۔

''میں ایک عرصے سے تمہیں تلاش کر رہی ہوں۔ نہیں تو''۔ ساساشی نے حیران ہو کر کہا۔ عمران کی بات اسے سمجھ نہیں آئی تھی۔

''زیادہ رومانٹک ہونے کی کوشش کی تو میں تمہیں گولی مار دوں گی۔ جو کچھ پوچھنا ہے جلدی پوچھو اور ختم کرو اس قصے کو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم دونوں کی آوازیں میں نے سنی ہوئی ہیں۔ اوہ۔ تم تو وہی ہو جنہوں نے چیف لیگونا کو ہلاک کیا تھا اور ہیڈکوارٹر سے فرار ہو گئے تھے''...... ساساشی نے ان کی آواز کو پہچانتے ہوئے کہا۔

''تھینک گاڈ۔ تمہاری یادداشت واپس آ گئی۔ مجھے پہچانو لیلیٰ، میں تمہارا مجنوں ہوں''...... عمران نے کہا تو ساساشی کے چہرے پر الجھن کے تاثرات آ گئے جبکہ جولیا کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا لیکن وہ خاموش رہی۔

''مجنوں۔ یہ مجنوں کیا ہوتا ہے''...... ساساشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’تم سب سے پوچھ رہی تھیں کہ عمران کون ہے۔ میں ہی تو تمہارا عمران ہوں‘‘...... عمران نے کہا اور پھر اس کی نظریں جولیا پر پڑیں جس نے اپنے ہینڈ بیگ میں سے ریوالور نکال لیا تھا۔

’’نہیں نہیں۔ میں تمہارا عمران نہیں ہوں۔ تمہارا تو میں دشمن ہوں‘‘۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو وہ سب ہنس پڑے جبکہ ساساشی نے اسے ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اسے عمران کی ذہنی صحت پر شک ہو۔ جولیا نے ریوالور واپس ہینڈ بیگ میں رکھا اور پھر اس کا ہاتھ گھوما جو ساساشی کے منہ پر پڑا۔ چٹاخ کی آواز کمرے میں گونج کر رہ گئی۔

’’تمہیں یہ تھپڑ بہت مہنگا پڑے گا‘‘...... ساساشی نے درندوں کی مانند غراتے ہوئے کہا تو جولیا نے اسے ایک اور تھپڑ رسید کر دیا۔ جولیا کے اس تھپڑ نے ساساشی کے دانت ہلا دیئے کیونکہ اس کے منہ سے خون رسنے لگا تھا۔

’’اب بتاؤ۔ یہ تھپڑ مہنگا پڑے گا یا سستا‘‘...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

’’تم نے اپنے حق میں یہ بہت برا کیا ہے لڑکی۔ بہت ہی برا‘‘۔ ساساشی نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔

’’میرا نام جولیا ہے‘‘...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک تھپڑ اور مار دیا۔

’’نانسنس۔ مجھے کھولو اور پھر مجھے تھپڑ مار کر دکھاؤ‘‘...... ساساشی

نے چیختے ہوئے کہا۔

’’یہ بتاؤ۔ شاکس پلان کی مشینری کہاں نصب کی جا رہی ہے‘‘۔ جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

’’اس قبرستان میں جہاں تم نے بھی دفن ہونا ہے‘‘...... ساساشی نے اس مرتبہ طنزیہ لہجے میں کہا۔

’’تم ایسے نہیں مانو گی لیکن مجھے منوانا آتا ہے۔ خاقان‘‘...... جولیا نے پہلے ساساشی سے کہا اور پھر خاقان کو آواز دی تو وہ ایک قدم آگے بڑھا۔

’’یس مادام‘‘...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’تیزاب کی بوتل لے آؤ اور سرنج بھی لے آؤ‘‘...... جولیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’یس مادام‘‘...... خاقان نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ کچھ دیر بعد اس کی واپسی ہوئی تو اس کے ہاتھ میں تیزاب کی بوتل اور ایک سرنج تھی۔ اس نے یہ دونوں چیزیں جولیا کو دے دیں۔

’’تم خود کو ظالم اور سفاک سمجھتی ہو۔ آج تمہیں پتا چلے گا کہ ظلم ہوتا کیا ہے‘‘...... جولیا نے سرد لہجے میں ساساشی سے کہا اور پھر اس نے سرنج تیزاب سے بھر لی۔ عمران نے بھی ساساشی سے یہی سوال پوچھنا تھا اور ساساشی کی زبان کھلوانے کے لئے اس نے جولیا سے ہی کہنا تھا اس لئے اب جولیا جو بھی کارروائی کر رہی تھی عمران خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

"مادام۔ یہ تیزاب بہت تیز ہے۔ لوہے تک کو گلا دیتا ہے"۔ خاقان نے جولیا سے کہا۔

"مجھے بھی ایسا ہی تیزاب چاہئے تھا"...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے ساساشی کے ہاتھ کے قریب لکڑی پر سرنج رکھی اور تھوڑا سا تیزاب لکڑی پر گرایا۔ ایک سیکنڈ میں وہاں سے لکڑی گل گئی۔ ساساشی کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔

"لکڑی پر تو میں نے تجربہ کر لیا ہے۔ اب میں تمہارے پاؤں کے انگوٹھے پر تجربہ کروں گی"...... جولیا نے سرد لہجے میں ساساشی سے کہا لیکن وہ خاموش رہی۔ جولیا نے سرنج کی سوئی ساساشی کے پاؤں کے انگوٹھے پر رکھ کر تیزاب کا ایک قطرہ گرایا تو بے اختیار ساساشی کی چیخ بلند ہو گئی۔ جہاں تیزاب گرا تھا وہاں سے ناخن اور گوشت غائب ہو گیا تھا۔

"ابھی سے چیخ رہی ہو ساساشی۔ ابھی تو ابتدا ہے۔ میرا پروگرام سنو کہ میں نے کیا کرنا ہے۔ تمہارے اس انگوٹھے کے بعد میں تیزاب کا ایک قطرہ تمہاری آنکھ میں گراؤں گی۔ دو تین قطرے دائیں رخسار پر اور دو تین قطرے بائیں رخسار پر۔ بس۔ اس کے بعد میں تمہیں فٹ پاتھ پر پھینک دوں گی جہاں لوگ تم سے خوف کھائیں گے۔ تمہیں دیکھ کر دور بھاگیں گے اور باقی رہی شاکس پلان کی جگہ۔ تو وہ ہم کسی اور سے معلوم کر لیں گے۔ اس کے بارے میں بہت سے آدمی جانتے ہوں گے"۔ جولیا نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس

نے سرنج والا ہاتھ ساساشی کی آنکھ کی طرف بڑھایا۔ پہلی مرتبہ ساساشی کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"نہیں۔ نہیں۔ رک جاؤ۔ ایسا مت کرو۔ بے شک مجھے گولی مار دو"...... ساساشی نے چیختے ہوئے کہا۔

"گولی ہی تو تمہیں نہیں مارنی۔ تمہیں گولی مار دی تو پھر تم اپنا عبرتناک انجام کیسے دیکھ پاؤ گی۔ لوگوں کی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت و کراہیت کیسے محسوس کرو گی اسی لئے تو میں نے تمہاری ایک آنکھ میں تیزاب گرانے کا فیصلہ کیا ہے"...... جولیا نے بدستور سرد لہجے میں کہا اور اس کا سرنج والا ہاتھ ساساشی کے چہرے کے قریب پہنچ گیا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ پوچھو۔ مجھے جو معلوم ہو گا میں بتاؤں گی۔ تم میرا چہرہ نہ بگاڑو"...... ساساشی نے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔ ساساشی انتہائی خوبصورت تھی اور خوبصورت لوگوں کو سب سے زیادہ محبت اپنی خوبصورتی سے ہوتی ہے۔ بدصورت ہونے کا تصور ان کے لئے موت سے بھی زیادہ بھیانک ہوتا ہے۔ ساساشی کو بھی بدصورت ہونے کے تصور نے دہلا دیا تھا ورنہ وہ اتنی تربیت یافتہ تھی کہ اسے گولی بھی مار دی جاتی تو اس نے اپنی زبان نہیں کھولنی تھی۔

"بولو۔ شاکس پلان کی مشینری کہاں نصب کی جا رہی ہے"۔ جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ بات صدر مملکت سے پوچھی تھی۔ انہوں نے نہیں

بتائی البتہ انہوں نے اتنا بتایا ہے کہ اس شاکس پلان کی کی حفاظت جی کمانڈوز کا گروپ کر رہا ہے اور کرنل ایس جی کمانڈوز کا انچارج ہے“...... ساساشی نے کہا تو جولیا نے عمران کی طرف دیکھا۔ ویسے تو اسے خود بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ ساساشی نے سچ بولا ہے لیکن وہ اپنے اس خیال کی تصدیق عمران سے بھی چاہتی تھی۔ عمران نے بھی اثبات میں سر ہلایا۔

”صدر نے تمہیں کرنل ایس سے رابطہ کرنے کے لئے کہا ہے“۔ اس مرتبہ عمران نے ساساشی سے کہا۔

”نہیں۔ میں نے رابطے کے لئے صدر صاحب سے نمبر مانگا تھا تو انہوں نے دے دیا تھا“...... ساساشی نے کہا۔

”کیا نمبر ہے کرنل ایس کا“...... عمران نے پوچھا تو ساساشی نے ایک نمبر بتا دیا۔

”تم اس نمبر کی تصدیق کرا سکتی ہو“...... عمران نے ساساشی سے کہا۔

”یہ نمبر مجھے صدر مملکت نے دیا ہے۔ ان کا دیا ہوا نمبر غلط تو نہیں ہوسکتا“...... ساساشی نے کہا۔

”میں جانتا ہوں لیکن اس کے باوجود تمہیں اس نمبر کی تصدیق کرانی ہو گی۔ اس طرح کہ کرنل ایس کو تمہاری پوزیشن کا معمولی سا احساس بھی نہ ہو“...... عمران نے کہا۔

”او کے۔ فون لے آؤ اور میری بات کراؤ“...... ساساشی نے کہا

تو عمران نے خاقان کی طرف دیکھا۔ خاقان، عمران کا مطلب سمجھ گیا۔ وہ ٹیلی فون اسٹینڈ کی طرف بڑھا۔ اس نے ٹیلی فون سیٹ اٹھایا اور عمران کے قریب آ گیا۔ عمران نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ جب دوسری طرف بیل جانے لگی تو عمران نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کیا اور رسیور ساساشی کے کان سے لگا دیا۔

”یس۔ کرنل ایس اسپیکنگ“...... رابطے ملنے پر دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

”ساساشی۔ دی چیف آف شارب ایجنسی“...... ساساشی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس مادام۔ حکم فرمایئے“...... دوسری طرف سے اس مرتبہ مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل ایس۔ کیا آپ کو صدر مملکت کے احکامات مل چکے ہیں“۔ ساساشی نے بارعب لہجے میں کہا۔

”یس مادام۔ اگر میں نے یہاں کوئی خطرہ محسوس کیا تو فوراً آپ کو رپورٹ کروں گا اور ہیلی کاپٹر بھیج کر آپ کو یہاں بلوا بھی لوں گا“...... دوسری طرف سے کرنل ایس کی آواز سنائی دی تو ساساشی نے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے اسے گفتگو ختم کرنے کا اشارہ کیا۔

”او کے کرنل ایس“...... ساساشی نے کہا تو عمران نے رسیور اس کے کان سے ہٹا لیا اور کریڈل پر رکھ دیا۔

”کیا تم کرنل ایس کو جانتی ہو“...... عمران نے پوچھا تو ساساشی نے انکار کے انداز میں سر ہلایا۔

”میں نے اس کا نام سنا ہے کبھی اس سے ملاقات نہیں ہوئی“۔ ساساشی نے جواب دیا۔

”مصنوعی زلزلوں پر جو کام کیا گیا ہے وہ سائنسدان لیگاف نے کیا ہے نا“...... عمران نے ساساشی سے کہا۔

”وہ بہت بڑے سائنس دان ہیں۔ ان کا نام احترام سے لو“۔ ساساشی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر اس سائنس دان نے انسانیت کی فلاح کے لئے کوئی کام کیا ہوتا تو میں اس کے نام کے ساتھ سر لگایا لیکن اس نے تو لاکھوں، کروڑوں انسانوں کی ہلاکت کا سامان بنایا ہے۔ جب بھی میرے سامنے آئے گا تو میں اسے گولی مارنے سے پہلے جوتے ماروں گا“...... عمران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ ساساشی، عمران کی بات کے جواب میں خاموش رہی۔

”میں نے تم سے یہ پوچھا ہے کہ شاکس پلان تمہارے سائنس دان لیگاف کا بنایا ہوا ہے۔ یہ لیگاف کہاں رہتا ہے“...... عمران نے ساساشی سے پوچھا۔

”سر لیگاف لیبارٹری سکس میں رہتے ہیں لیکن آج کل تو وہ اس جگہ رہ رہے ہیں جہاں شاکس پلان کی مشینری نصب کی جا رہی ہے“...... ساساشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور یہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ مشینری کہاں نصب کی جا رہی ہے“...... عمران نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں اس بارے میں نہیں جانتی“...... ساساشی نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نو پرابلم۔ ہم یہ معلوم کر لیں گے۔ جولیا“...... عمران نے پہلے ساساشی سے کہا اور پھر جولیا کو آواز دی جو اس کے قریب ہی کھڑی تھی۔

”او کے“...... جولیا سمجھ گئی کہ عمران نے اسے کیوں آواز دی ہے۔ جولیا نے آگے بڑھ کر ساساشی کو سر سے پکڑ لیا۔

”یہ۔ یہ کیا کر رہی ہو۔ چھوڑ دو میرا سر“...... ساسای نے چیختے ہوئے کہا لیکن جولیا نے اس کا سر نہ چھوڑا بلکہ اس نے ساساشی کے سر کو ایک خاص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کی دلدوز چیخ بلند ہوئی۔

”خاقان۔ اس کی لاش کو کہیں دور پھینک آؤ“...... کچھ دیر بعد عمران نے خاقان سے کہا۔

”یس سر“...... خاقان نے کہا اور پھر اس نے ساساشی کی لاش کو کرسی سے کھولا اور اسے کاندھے پر ڈال کر کمرے سے باہر نکل آیا۔

”عمران۔ ہم تو وہیں ہیں جہاں سے چلے تھے“...... جولیا نے بے زار سے لہجے میں کہا۔

”مس جولیا۔ جو چلتا ہے وہ لازماً اپنی منزل تک پہنچتا ہے۔

چاہے سفر کرنے والا کچھوے کی چال ہی کیوں نہ چلے“...... صفدر نے جولیا سے کہا۔

”یعنی چلے تو کٹ ہی جائے گا سفر آہستہ آہستہ“...... عمران نے ترنم سے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ پریشان ہیں کچھ“...... صدیقی نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں پریشانی تو ہے۔ نجانے شاکس پلان کس مرحلے میں ہو۔ ہم تلاش ہی کرتے رہیں اور ادھر پاکیشیا میں زلزلہ آ بھی جائے“۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اس کرنل ایس کو ٹریپ کیا جائے۔ اس سے معلومات حاصل کی جائیں اور پھر اسی کے میک اپ میں اس جگہ پہنچا جائے جہاں یہ مشینری نصب ہے“...... نعمانی نے کہا۔

”لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کرنل ایس کو بل سے کیسے نکا جائے“...... عمران نے نعمانی سے کہا۔

”آپ کوئی بہتر تجویز سوچ سکتے ہیں۔ ساساشی کی آواز میں صدر روسیاہ کی آواز میں اسے کوئی حکم دے سکتے ہیں“...... اس مر خاور نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”ساساشی کی آواز پر تو اس نے بل سے باہر نہیں آنا۔ فون کا سے مجھے اس کا اندازہ ہو گیا ہے البتہ صدر روسیاہ کی آواز میں ا

سے بات کی جا سکتی ہے۔ او کے۔ ایسا ہی کرتے ہیں۔ نعمانی تم فون اٹھا لاؤ“...... چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد عمران نے کہا تو نعمانی اپنی جگہ سے اٹھا اور فون اٹھا لایا۔ عمران نے کرنل ایس کے نمبر پریس کیے تو دوسری طرف بیل جانے لگی۔

”یس کرنل ایس اسپیکنگ“...... کال رسیو ہونے پر کرنل ایس کی آواز سنائی دی۔

”ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ۔ صدر مملکت آپ سے بات کریں گے“۔ عمران نے روسیاہی لب و لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”احمق۔ میں نے سی ایل آئی پر نمبر دیکھا ہے۔ یہ نمبر پریذیڈنٹ آفس کا نہیں ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔

”جدید دور ہے۔ لوگ کال رسیو کرنے سے پہلے نمبر دیکھ لیتے ہیں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اب ایک اور خطرہ بھی پیدا ہو گیا ہے“۔ چوہان نے کہا۔

”نہیں۔ اس نمبر سے کوٹھی کی لوکیشن چیک نہیں کی جا سکتی اس لئے اس طرف سے بے فکر رہو اور یہ سوچو کہ کرنل ایس کو بل سے کیسے باہر نکالا جائے“...... عمران نے کہا۔

”عمران۔ ہم لیگاف پر بھی کام کر سکتے ہیں۔ اسے معلوم ہو گا“۔ نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ لیگاف نامی جانور بھی اس وقت کرنل ایس کے پاس ہے"...... عمران نے کہا۔

"عجیب سی صورت حال ہے۔ منزل کا تو پتا ہے لیکن راستہ دکھائی نہیں دے رہا"...... جولیا نے کہا۔

"واہ واہ۔ کیا شاعرانہ بات کی ہے"...... عمران نے جولیا کو داد دیتے ہوئے کہا۔

"شاعری واعری چھوڑو عمران۔ ہم جس مشن پر آئے ہیں اسے مکمل کرنے کی کوشش کرو۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کچھ ہونے والا ہے"...... جولیا نے اس مرتبہ پریشان لہجے میں کہا۔

"خاقان۔ تم یہ بات معلوم کرو کہ پچھلے چار دنوں میں روسیاہ کے صدر نے شاکس پلان کے متعلق کوئی میٹنگ طلب کی ہے اور اگر اس سلسلے میں کوئی میٹنگ ہوئی ہے تو اس میں کون کون شریک ہوا ہے"...... عمران نے خاقان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ اس کے لئے مجھے پریذیڈنٹ کے پرسنل سیکرٹری پر کام کرنا پڑے گا۔ کام تھوڑا مشکل تو ہے لیکن میں کر لوں گا"...... خاقان نے کا۔

"کیسے کرو گے"...... عمران نے پوچھا۔

"سر۔ پریذیڈنٹ کے پرسنل سیکرٹری کا نام راجوف ہے۔ پچھلے دنوں اس نے زندگی میں پہلی بار جوا کھیلا ہے اور جوئے میں ایک لاکھ ڈالرز ہار گیا ہے جو ابھی اس کے ذمے واجب الادا ہیں۔ اگر ہم

اسے ایک لاکھ ڈالرز ادا کر دیں تو وہ ہمیں تفصیل بتا سکتا ہے"۔ خاقان نے کہا۔

"او کے۔ تم ایک لاکھ ڈالرز لے لو۔ میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں"...... عمران نے خاقان سے کہا۔

"جی بہتر۔ میں مخصوص میک اپ کر لوں"...... خاقان نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھ چکے تھے۔ کار میں بیٹھ کر خاقان نے جیب سے سیل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس پریذیڈنسی"...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"راجوف۔ میں بنڈرف بول رہا ہوں"...... خاقان نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"یس مسٹر بنڈرف۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے راجوف نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"مسٹر راجوف۔ اگر آپ مجھے فوری طور پر ملیں تو میں آپ کو ایک لاکھ ڈالرز دے سکتا ہوں جس سے آپ جوا کھیلنے والی غلطی کا ازالہ کر سکتے ہیں"...... خاقان نے کہا۔

"اس کے لئے مجھے کام کیا کرنا پڑے گا"...... دوسری طرف سے راجوف نے پوچھا۔

"کام تو کوئی بھی نہیں کرنا پڑے گا۔ صرف چند معلومات دینی ہوں گی"...... خاقان نے کہا۔

''کس قسم کی معلومات''...... راجوف کی آواز سنائی دی۔

''تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ عام سی معلومات ہیں''...... خاقان نے کہا۔

''کہاں آنا ہے مجھے''...... راجوف نے پوچھا۔

''تم ایسا کرو کہ سٹی پارک کے سامنے آ جاؤ۔ ہم وہیں مل لیتے ہیں''...... خاقان نے کہا۔

''او کے۔ میں پہنچ رہا ہوں''...... راجوف کی آواز سنائی دی تو خاقان نے الوداعی کلمات ادا کرنے کے بعد کال منقطع کر دی۔

''چلیئے سر۔ سٹی پارک چلتے ہیں''...... خاقان نے عمران سے کہا کیونکہ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے کار آگے بڑھا دی اور پھر کچھ دیر بعد وہ سٹی پارک پہنچ گئے۔ عمران نے کار سٹی پارک کی پارکنگ میں روک لی اور پھر وہ راجوف کا انتظار کرنے لگے۔ کافی دیر انتظار کے بعد خاقان کو راجوف کی کار پارکنگ میں رکتی ہوئی دکھائی دی۔

''سر۔ راجوف آ گیا ہے''...... خاقان نے عمران کو بتاتے ہوئے کہا۔

''اسے اپنی کار میں ہی لے آؤ۔ یہیں اس سے باتیں کر لیں گے''...... عمران نے کہا تو خاقان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر گیا۔ عمران نے بھی وہ کار دیکھ لی تھی جس کے رکتے ہی خاقان نے کہا تھا کہ راجوف آ گیا ہے۔ خاقان کار سے اترنے کے

بعد اس کار کی طرف بڑھا۔ اس کار سے ایک آدمی نیچے اتر کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ پھر اس کی نظر خاقان پر پڑی تو اس کے چہرے پر شناسائی کی چمک آ گئی۔ دونوں ایک دوسرے سے دوستوں کی طرح ملے اور پھر راجوف، خاقان کے ساتھ ان کی کار میں آ گیا۔

''یہ میرے دوست ہیں چچوف اور چچوف، یہ ہیں راجوف''۔ خاقان نے باہمی متعارف کراتے ہوئے کہا ان دونوں نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا اور رسمی کلمات ادا کیے۔

''بنڈرف۔ تم مسٹر راجوف کو رقم دے دو''...... عمران نے خاقان سے کہا تو اس نے ایک ہینڈ بیگ راجوف کو دے دیا۔

''آپ تسلی کر لیں۔ یہ اصلی نوٹ ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے راجوف سے کہا۔

''مجھے معلوم ہے جناب۔ آپ بھلا مجھے جعلی ڈالرز کیوں دیں گے''...... راجوف نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''پچھلے دنوں صدر صاحب نے شاکس پلان سے متعلق ایک میٹنگ طلب کی تھی''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں''...... راجوف نے جواب دیا۔

''اس میٹنگ میں کون کون شریک ہوا تھا''...... عمران نے اس سے دوسرا سوال پوچھا۔

''شارب ایجنسی کے سابق چیف لیگونا صاحب، سر لیگاف وزیر سائنس و ٹیکنالوجی، وزیر خارجہ، وزیر داخلہ اور وزیر دفاع اس میٹنگ

میں شریک ہوئے تھے“...... راجوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس میٹنگ میں کیا کیا باتیں ہوئیں“...... عمران نے راجوف سے ایک اور سوال پوچھا۔

”یہ بند کمرے کی میٹنگ تھی اور بند کمرے کی میٹنگ کی کارروائی مجھے بھی معلوم نہیں ہوئی“...... راجوف نے کہا۔

”جن وزیروں کے نام آپ نے لئے ہیں۔ ان میں سے کون سا وزیر شاکس پلان کی دیکھ بھال کر رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”میں یقینی طور پر تو کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اسے سیکرٹ رکھا جا رہا ہے لیکن مجھے محسوس ہوا ہے کہ وزیر سائنس راگوجوف اس معاملے کی دیکھ بھال کر رہا ہے“...... راجوف نے کہا۔

”ہونہہ۔ بس ٹھیک ہے۔ ہم نے تو بس یہی باتیں کرنی تھیں“۔ عمران نے کہا۔

”آپ سے دو باتیں میں بھی کرنا چاہتا ہوں“...... راجوف نے خاقان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم ایک لاکھ ڈالر دے سکتے ہو“...... عمران نے کہا تو راجوف چونک پڑا۔

”کک۔ کیا۔ کیا مطلب“...... راجوف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

”ہم نے تم سے باتیں کرنے کے لئے ایک لاکھ ڈالرز ادا کئے ہیں۔ اگر تم نے ہم سے باتیں کرنی ہیں تو تم بھی ایک لاکھ ڈالرز ا

کرو۔ اس میں حیران ہونے والی کون سی بات ہے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نو سر۔ میں تو ایک لاکھ ڈالرز ادا نہیں کر سکتا۔ آپ سے یہ رقم لینا مجبوری تھی اس لئے لے لی“...... راجوف نے کہا۔

”تم سے کس نے کہا تھا کہ جوا کھیلو اور مقروض ہو جاؤ“۔ عمران نے کہا۔

”میری ایک دوست نے مجھے زیادہ شراب پلا دی اور جوش دلا کر جوئے خانہ لے گئی۔ مجھے بعد میں معلوم ہوا تھا کہ وہ اس جوئے خانہ کی ایجنٹ تھی۔ وہ اسی طرح سے لوگوں کو لوٹتے ہیں لیکن تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم غیر ملکی ایجنٹ ہو“...... راجوف نے کہا۔

”کیا ہم تمہیں غیر ملکی نظر آ رہے ہیں“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سیکرٹ ایجنٹ تو مقامی میک کر لیتے ہیں۔ ان کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے“...... راجوف نے کہا۔

”شارب ایجنسی نے ہر چوک پر اور اہم جگہوں پر جدید ترین کیمرے لگائے ہوئے ہیں جو ہر قسم کے میک اپ کو چیک کر لیتے ہیں۔ اس سٹی پارک کے آس پاس بھی کئی کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ اگر ہم میک میں ہوتے تو اب تک شارب ایجنسی یہاں پہنچ کر ہمیں گرفتار کر چکی ہوتی“...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے پھر تم نے مجھ سے اس قسم کی باتیں

کیوں پوچھی ہیں''...... راجوف نے کہا۔

''ایک لاکھ ڈالرز اڈا کرو پھر ہم سے باتیں کرو اور اگر ایک لاکھ ڈالرز ادانہیں کر سکتے تو پھر اس کار سے نیچے اتر کر اپنی کار کی طرف بڑھو اور یہاں سے غائب ہو جاؤ''...... عمران نے کہا۔ عمران کی بات سن کر راجوف نے منہ بنایا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر گیا۔ وہ اپنی کار میں بیٹھا اور کار پارکنگ سے باہر نکل گئی۔ جب راجوف کی کار نظروں سے اوجھل ہو گئی تو عمران نے بھی کار اسٹارٹ کی اور پھر وہ واپسی اپنی رہائش گاہ آ گئے۔

''خاقان۔ جو کار ہم لے گئے تھے اسے غائب کر دو۔ اب یہ کار اس حالت میں کبھی استعمال نہ کرنا''...... عمران نے خاقان سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اس کار میں بیٹھ کر کوٹھی سے باہر چلا گیا۔

''ہاں عمران۔ کچھ پیشرفت ہوئی''...... عمران ڈرائنگ روم میں داخل ہوا تو جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ شاکس پلان کا انچارج روسیاہی وزیر سائنس و ٹیکنالوجی راجو گوف ہے۔ اس سے دو، دو ہاتھ کرنے پڑیں گے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ ہم جاتے ہیں اور اس راجو گوف کو اٹھا کر لے آتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''خاقان آ جائے تو پھر تم اس کے ساتھ چلے جانا''...... عمران نے

تنویر سے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ اب فارن ایجنٹس پر انحصار کچھ زیادہ نہیں کرنے لگ گئے''...... صدیقی نے کہا۔

''بھئی۔ یہ بھی ہماری ٹیم کا حصہ ہیں اور جب ہم ان کے ملک میں ہوتے ہیں تو پھر ہمیں ان سے کام بھی لینا چاہئے اور ان پر اعتماد بھی کرنا چاہئے اس سے ان کی کارکردگی اور اعتماد میں اضافہ ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''تم کہہ رہے ہو تو ٹھیک ہے لیکن جب فارن ایجنٹ نہیں ہوتے تھے تب بھی ہم غیر ممالک میں مشن کامیابی سے مکمل کرتے تھے''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم تو مجھ سے اس طرح ناراض ہو رہے ہو جیسے یہ فارن ایجنٹس میں نے بھرتی کئے ہیں۔ یہ بھی تمہارے چیف ایکسٹو کا کام ہے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تنویر۔ ان کی بہت افادیت ہے۔ پہلے جب ہم غیر ملکوں میں مشن پر جاتے تھے تو ہمیں بہت سے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا تھا خاص طور پر رہائش اور ٹرانسپورٹ کے سلسلے میں۔ اب یہ مسئلہ بالکل نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ یہ فارن ایجنٹس حالات پر نظر رکھتے ہیں اور اگر پاکیشیا یا مسلم امہ کے خلاف کہیں کوئی سازش ہونے لگتی ہے تو یہ فوراً چیف کو رپورٹ کرتے ہیں اور فارن ایجنٹس صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی کے نہیں ہیں بلکہ دنیا بھر کی سیکرٹ ایجنسیاں ہر ملک میں

اپنے ایجنٹ مقرر کرتی ہیں“...... جولیا نے تنویر کو سمجھانے والے انداز میں کہا پھر اس سے پہلے کہ تنویر کچھ کہتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور خاقان کمرے میں داخل ہوا۔

”عمران صاحب۔ وہ کار دو گھنٹے بعد نئے کلر اور نئے نمبر میں ہو گی“...... خاقان نے کہا۔

”او کے۔ خاقان۔ تم تنویر اور خاور کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور وزیر سائنس وٹیکنالوجی کو لے آؤ۔ ہمارا بہت سا وقت ضائع ہو چکا ہے۔ اب مزید وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”او کے سر۔ وزیر راگو جوف اس وقت سائنس کالج میں طلبا کے اجلاس میں شریک ہے۔ جیسے ہی وہ یونیورسٹی سے باہر آئے گا ہم اس پر ہاتھ ڈال دیں گے۔ آیئے تنویر صاحب“...... خاقان نے پہلے عمران اور پھر تنویر اور خاور سے کہا۔ وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

”سائنس یونیورسٹی تو شہر سے کافی دور بنائی گئی ہے“...... تنویر نے کہا۔ تنویر، خاور اور خاقان کار میں سوار تھے اور کار شہر سے باہر آ چکی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر خاقان تھا۔

”سر۔ یہ یونیورسٹی چند سال پہلے بنائی گئی ہے۔ چونکہ یونیورسٹی کے لئے بڑے رقبے کی ضرورت ہوتی ہے اور شہر میں گورنمنٹ آف روسیاہ کے پاس اتنا رقبہ نہیں تھا اس لئے یونیورسٹی شہر سے کافی فاصلے پر بنائی گئی ہے“...... خاقان نے بتایا۔

”یہ جو اتنا رقبہ خالی پڑا ہوا ہے جہاں سے ہم گزر رہے ہیں کئی جگہیں ویران بھی نظر آئی ہیں۔ کیا یہاں یونیورسٹی نہیں بن سکتی تھی“۔ اس مرتبہ خاور نے کہا۔

”سر۔ یہ یونیورسٹی سروے اور زمین ٹیسٹ کے بعد بنائی گئی ہے۔ جہاں یہ یونیورسٹی بنائی گئی ہے اس زمین کو یونیورسٹی کے لئے موزوں پایا گیا تھا“...... خاقان نے کہا تو تنویر اور خاور نے اثبات میں سر ہلا

دیئے۔

"اب یہ بتائیں کہ ہم نے کارروائی کہاں کرنی ہے"...... تنویر نے خاقان سے پوچھا۔

"سر۔ کچھ آگے چند پہاڑیاں ہیں اور ان پہاڑیوں کے بعد ایک چھوٹا سا جنگل ہے۔ وہ جگہ ہماری کارروائی کے لئے مناسب رہے گی"۔ خاقان نے کہا پھر دو منٹ بعد چھوٹی پہاڑیوں کا سلسلہ آ گیا۔ سڑک ان پہاڑیوں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ یہ چھوٹا سا سلسلہ تھا۔ پہاڑیوں کے بعد سڑک کے دونوں اطراف میں گھنے درختوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا۔ درختوں کے سلسلے کے شروع ہوتے ہی خاقان نے کار روک لی۔ اس نے کار سے نیچے اتر کر آگے پیچھے اور دائیں بائیں نظر دوڑائی۔ اس کے بعد وہ پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار سڑک سے نیچے اتار لی۔ گھنے درختوں کے پیچھے پہنچ کر اس نے کار روکی اور پھر وہ تینوں کار سے نیچے اترے۔ ان کی کار اب سڑک سے نظر نہیں آتی تھی۔ خاقان نے ایک چھوٹی لیکن جدید گن بھی کار کی سیٹ کے نیچے سے نکال لی تھی۔

"سر۔ پانچ منٹ بعد یہاں سے وزیر کی کار نے گزرنا ہے"۔ خاقان نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم تو کارروائی کے لئے تیار ہیں۔ وزیر چاہے پانچ منٹ بعد گزرے یا آدھ گھنٹہ بعد"...... تنویر نے کہا۔

پھر وہ تینوں تین مختلف درختوں پر بیٹھ گئے اور ان کی نظریں سڑک

پر جم گئیں پھر جیسے ہی پانچ منٹ گزرے انہیں دور سے دو گاڑیاں آتی ہوئی دکھائی دیں۔ پہلی گاڑی سیکورٹی کی تھی اور دوسری کار پر روسیاہ کا قومی پرچم لہرا رہا تھا۔ ان کاروں کو دیکھتے ہی وہ تینوں چوکنا ہو گئے۔ پروگرام کے مطابق خاقان نے سیکورٹی والوں کی گاڑی کا ٹائر پنکچر کرنے کے بعد وزیر راگو جوف کی گاڑی کی ونڈ سکرین بھی توڑنی تھی اور تنویر نے گیس پسٹل سے گیس کیپسول فائر کرنے تھے۔ ونڈ اسکرین توڑنا اس لئے ضروری تھا تاکہ گیس کار کے اندر داخل ہو کر کار میں موجود افراد کو بے ہوش کر سکے۔

دونوں گاڑیاں ان کی رینج میں آئیں تو ان کے اعصاب تن گئے۔ خاقان نے اگلی گاڑی کے ٹائر کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکا ہوا اور اگلی گاڑی لہرا کر رک گئی۔ اس گاڑی کے رکنے سے پہلے ہی دوسرا دھماکا بھی ہوا اور اس دفعہ پچھلی کار کی ونڈ اسکرین کے ٹکڑے ہو گئے اور گولی کار کے ڈرائیور کو لگی اور کار ایک دھماکے سے اگلی گاڑی سے ٹکرائی۔ خاقان کی فائرنگ کے ساتھ ساتھ تنویر نے بھی گیس پسٹل سے کیپسول فائر کر دیئے۔ اس نے چار پانچ کیپسول فائر کئے تھے اور پوری فضا میں گیس کی بو پھیل گئی تھی۔ ان تینوں نے سانس روک لئے تھے لیکن انہیں یقین تھا کہ اس سچوئیشن میں دونوں گاڑیوں میں موجود افراد کو سانس روکنے کا خیال نہیں آئے گا اور گیس کی خاصیت کے بارے میں وہ جانتے تھے کہ یہ انتہائی سریع الاثر تھی۔ یہ جتنی تیزی سے پھیلتی تھی اتنی ہی تیزی سے زائل بھی ہو جاتی تھی۔

گیس کیپسول فائر کرنے کے نصف منٹ بعد وہ تینوں سانس روکے روکے درختوں سے نیچے اتر آئے۔ اب مشین پسٹل ان کے ہاتھوں میں تھے۔ درختوں سے نیچے اترنے کے بعد وہ زمین پر لیٹ گئے اور کرالنگ کرتے ہوئے گاڑیوں کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کی رفتار بہت تیز تھی اور وہ محتاط بھی تھے۔ گو کہ انہیں یقین تھا کہ گاڑیوں میں موجود افراد بے ہوش ہو چکے ہوں گے لیکن اس کے باوجود احتیاط ضروری تھی۔

تیزی سے کرالنگ کرتے ہوئے وہ گاڑیوں کے قریب پہنچ گئے۔ گاڑیوں میں موجود تمام افراد ٹیڑھے میڑھے پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کارروائی ہی اتنی تیزی سے کی تھی کہ گاڑیوں میں موجود افراد کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔ انہوں نے سب کا جائزہ لیا۔ راگو جوف کی کار کا ڈرائیور دم توڑ چکا تھا جبکہ باقی تمام افراد بے ہوش تھے۔ راگو جوف کار کی پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ تنویر نے اسے کار سے باہر گھسیٹا جبکہ خاقان اس دوران اپنی کار لینے کے لئے درختوں کی طرف دوڑ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ کار لے آیا۔ تنویر نے راگو جوف کو اٹھا کر پچھلی سیٹ پر ڈالا اور خود بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا جبکہ خاور فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ انہوں نے گھڑی میں وقت دیکھا۔ اس کارروائی میں ان کے صرف چند منٹ ہی صرف ہوئے تھے پھر انتہائی تیز رفتار ڈرائیونگ کی وجہ سے وہ جلد واپس اپنی رہائش گاہ پہنچ گئے۔ جولیا اور صفدر کے علاوہ باقی سب وہاں

موجود تھے اور اس وقت وہ سب اپنی اصلی شکلوں میں تھے۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہے راگو جوف''...... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ یہ وزیر سائنس اینڈ ٹیکنالوجی ہے۔ اس نے بھی آپ کی طرح ڈی ایس سی کی ڈگری لی ہوئی ہے''...... خاقان نے کہا۔

''اچھا۔ یعنی یہ خود بھی سائنس دان ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ڈگری تو اس نے لی ہوئی ہے لیکن یہ اپنی ڈگری کا پرچار نہیں کرتا ہو گا''...... تنویر نے عمران پر چوٹ کرتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب ساتھی تنویر کی اس بات پر ہنسنے لگے۔

''خاقان۔ اسے رسی سے باندھ دو۔ اس کا انٹرویو کر لیں''...... ہنسی تھمی تو عمران نے کہا۔

''یس سر''...... خاقان نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں رسی کا بنڈل اور دوسرے ہاتھ میں کرسی تھی۔ ڈرائنگ روم میں چونکہ کرسی نہیں تھی اس لئے وہ کرسی اٹھا لایا تھا۔ اس نے کرسی رکھ کر راگو جوف کو اٹھایا اور اسے کرسی پر ڈال دیا۔ اس کے بعد اس نے اسے اچھی طرح رسی سے باندھ دیا۔

''اب اسے ہوش میں بھی لے آؤ''...... عمران نے کہا تو خاقان

الماری کی طرف بڑھا۔ اس الماری میں میڈیکل باکس موجود تھا۔ اس نے انٹی گیس انجکشن تیار کیا اور راگو جوف کو لگا دیا۔ انجکشن لگنے کے نصف منٹ بعد راگو جوف کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے پھر اس کی آنکھیں کھل گئیں لیکن ان میں شعور کی چمک نہیں تھی۔ اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک پیدا ہونے میں مزید چند لمحے لگ گئے اور پھر جیسے ہی اس کا شعور بیدار ہوا تو اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن کرسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔

"کک۔ کون ہو تم اور تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے"...... راگو جوف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو اور مقامی میک اپ میں ہو"۔ اس نے چونکتے ہوئے کہا اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

"ہاں۔ تم نے ٹھیک پہچانا ہے۔ ہم پاکیشیائی ایجنٹ ہی ہیں"۔ عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

"جلدی سے مجھے کھول کر مجھ سے معافی مانگ لو ورنہ کرنل راجاف تمہارا قیمہ بنا دے گا۔ وہ کتے کی طرح تمہاری بو سونگھتا پھر رہا ہے"...... راگو جوف نے تیز لہجے میں کہا۔

"جو کتے کی طرح بو سونگھتا پھر رہا ہے وہ کتے ہی کی موت مارا جائے گا۔ یہ بتاؤ کہ یہ کرنل راجاف ہے کون"...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"یہ بہت ظالم اور خطرناک انسان ہے۔ اسے شارب ایجنسی کا نیا

چیف بنایا گیا ہے"...... راگو جوف نے کہا تو عمران نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ اس کا منہ ہل کر رہ گیا۔

"نانسنس۔ اس سیٹ پر جو بھی آتا ہے وہ خود کو ظالم اور خطرناک کہتا ہے۔ لیگونا اور ساساشی کیا کم خطرناک تھے۔ وہ کس طرح مارے گئے۔ اب یہ کرنل راجاف ہمارے راستے میں آئے گا تو یہ بھی مارا جائے گا۔ تم اس کے بھروسے پر مت رہنا"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا اور ایک بار پھر اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔

"تم ایڈیٹ ہو۔ تم کرنل راجاف کے بارے میں جانتے ہی نہیں ہو۔ اگر تم اس کے بارے میں جانتے تو اس کا نام سن کر ہی تمہارے ہوش اڑ جاتے"...... راگو جوف نے تیز لہجے میں کہا تو اس مرتبہ عمران نے اس کی کنپٹی پر تھپڑ رسید کر دیا۔ جیسے ہی اسے یہ تھپڑ لگا اس کے کان میں سائیں سائیں کی آواز گونجنے لگی۔

"اب اگر تم نے کرنل راجاف کا نام لیا تو میں تمہاری گردن توڑ دوں گا۔ سمجھے تم"...... عمران نے اس مرتبہ اس قدر سرد آواز میں کہا کہ راگو جوف کے جسم میں سرد لہریں دوڑتی چلی گئیں اور اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"بتاؤ۔ شاکس مشن کہاں مکمل ہو رہا ہے"...... عمران نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

"ڈی۔ ڈی لیبارٹری میں"...... راگو جوف لاشعوری طور پر اس قدر خوفزدہ ہو گیا تھا اس لئے اس نے فوراً ہی عمران کے سوال کا جواب

دے دیا۔

''اور یہ ڈی لیبارٹری کہاں ہے''...... عمران نے اب بھی سرد لہجے میں ہی پوچھا۔

''ڈی لیبارٹری آرمی ٹریننگ سنٹر کے نیچے ہے''...... راگو جوف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس لیبارٹری کی حفاظتی انتظامات کی تفصیل بتاؤ''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔ راگو جوف نے جواب دینے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ باہر سے دھماکے کی آواز سنائی دی پھر ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا دھماکا ہوا اور یہ کمرہ بھی دھویں سے بھر گیا اور ان کا سانس لینا مشکل ہو گیا۔ عمران نے دروازے کی طرف بڑھنا چاہا لیکن اسی لمحے وہ لڑکھڑایا اور فرش پر گرتا چلا گیا۔

''جناب صدر۔ ایجنسی کے حالات بہت خراب ہیں۔ ایجنسی کے کافی اہم آدمی مارے جا چکے ہیں۔ ایجنسی میں کافی افراتفری پھیلی ہوئی ہے''...... کرنل راجاف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ اس وقت صدر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

''اسی لئے تو میں نے شارب ایجنسی ایجنسی آپ کے حوالے کی ہے۔ آپ نے اس کے بگڑے حالات کو ٹھیک کرنا ہے''...... صدر صاحب نے اپنی بھاری آواز میں کہا۔

''سر۔ میں نے حالات کو سنوارنے کے لئے بہت سے اہم اقدامات کئے ہیں۔ بہت جلد حالات ٹھیک ہو جائیں گے لیکن مجھے ڈی لیبارٹری کی بھی فکر ہے۔ وہ علی عمران کا ٹارگٹ ہے اور یہ علی عمران جس کارکردگی کا حامل ہے وہ تو آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔ اس نے لیگونا اور ساساشی جیسے خطرناک اور باصلاحیت لوگوں کا نہایت آسانی سے خاتمہ کر دیا ہے اور خاتمہ بھی شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر

میں کیا ہے۔ یہ ایسی بات ہے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں ڈی لیبارٹری کا بھی ایک چکر لگا لوں۔ وہاں سر لیگاف اور کرنل ایس سے مل کر انتظامات کا جائزہ بھی لے لوں اور مجھے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ شاکس پلان کے مکمل ہونے میں ابھی مزید کتنا وقت باقی ہے پھر اس کے مطابق مجھے مزید اقدامات کرنے ہوں گے“...... کرنل راجاف نے کہا۔

”او کے۔ میں آپ کو لیبارٹری میں داخلے کے لئے انٹری پاس بنا دیتا ہوں۔ کرنل ایس اور سر لیگاف کو بھی ہدایت کر دیتا ہوں۔ وہ لوگ آپ سے نہ صرف تعاون کریں گے بلکہ آپ کے مشوروں پر عمل بھی کریں گے“...... صدر صاحب نے کہا اور پھر انہوں نے اپنی ٹیبل کی دراز کھولی اس میں سے ایک کارڈ نکالا۔ اس کارڈ پر کچھ بھی تحریر نہیں تھا۔ کارڈ انہوں نے اپنے سامنے رکھا اور پھر اپنے سامنے رکھے کمپیوٹر پر ایک فائل اوپن کی۔ کمپیوٹر نے ان سے پاس ورڈ مانگا تو انہوں نے پاس ورڈ انٹر کیا۔ یہ پاس ورڈ صرف انہیں ہی معلوم تھا۔ پاس ورڈ کے انٹر ہوتے ہی فائل اوپن ہو گئی۔ فائل میں ایک کارڈ بنا ہوا تھا۔ صدر صاحب نے اس کارڈ پر چند اندراجات کئے اور پھر دراز سے نکالا گیا کارڈ پرنٹر میں لگا دیا۔ اس کے بعد انہوں نے پرنٹ کا آپشن استعمال کیا اور چند لمحوں بعد وہ کارڈ پرنٹ ہو کر پرنٹر سے باہر آ گیا۔ صدر صاحب نے اس کارڈ پر اپنے دستخط بھی ثبت کئے۔

”یہ مخصوص کارڈ ہے۔ لیبارٹری کا کمپیوٹر اسے چیک کرے گا اور

پھر کرنل ایس آپ کو لیبارٹری کے اندر لے جائے گا۔ اس کے علاوہ ڈی لیبارٹری میں داخل ہونے کا اور کوئی بھی طریقہ نہیں ہے۔ وہاں جی کمانڈوز کے ساتھ ساتھ سائنٹفک سیکورٹی سسٹم بھی موجود ہے اس لئے وہاں کسی کے داخلے کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا“...... صدر صاحب نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اپنے پرسنل سیکرٹری کا نمبر پریس کیا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے فوراً ہی ان کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل ایس سے بات کرائیں“...... صدر صاحب نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا پھر تقریباً نصف منٹ بعد سفید رنگ کے ٹیلی فون کی مترنم بیل بجنے لگی۔

”یس پریذیڈنٹ آف روسیاہ اسپیکنگ“...... صدر صاحب نے رسیور اٹھا کر باوقار لہجے میں کہا۔

”سر۔ کرنل ایس اسپیکنگ“...... دوسری طرف سے کرنل ایس کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کرنل ایس۔ ہم نے کرنل راجاف کو شارب ایجنسی کا نیا چیف مقرر کیا ہے اور ساتھ ہی انہیں ڈی لیبارٹری میں داخلے کا انٹری کارڈ بھی جاری کر دیا ہے۔ یہ جب بھی لیبارٹری آئیں آپ نے ان کے ساتھ تعاون کرنا ہے اور آپ سر لیگاف کو بھی ان کے بارے میں بتا دیں“...... صدر صاحب نے بارعب لہجے میں کہا۔

"او کے سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کرنل ایس نے کہا۔

"وش یو گڈ لک"...... صدر صاحب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"اب آپ جب چاہیں لیبارٹری کا چکر لگا سکتے ہیں لیکن آپ نے دارالحکومت کو فوکس رکھنا ہے کیونکہ پاکیشیائی ایجنٹ دارالحکومت میں ہیں اور ان کے بارے میں ابھی تک کوئی ایسی اطلاع نہیں ملی کہ انہوں نے ڈی لیبارٹری کی طرف موو کیا ہو"...... صدر صاحب نے کرنل راجاف سے کہا۔

"سر۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ابھی تک ڈی لیبارٹری کے بارے میں معلومات نہیں مل سکیں۔ یہ ایک اچھی بات ہے۔ وہ اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوں گے اور اسی ایک پوائنٹ پر اب میں ان کی گرفتاری کی پلاننگ کروں گا"...... کرنل راجاف نے کہا۔

"او کے۔ آپ جلد سے جلد انہیں گرفتار کریں۔ زندہ یا مردہ"۔ صدر صاحب نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد انہوں نے فائل باسکٹ میں سے ایک فائل اٹھائی جس کا مطلب یہ تھا کہ میٹنگ ختم ہوئی۔ کرنل راجاف کرسی سے اٹھا اس نے صدر صاحب کو زور دار سیلوٹ کیا اور پھر وہ ان کے کمرے سے باہر آ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ اپنے آفس میں پہنچ چکا تھا۔ اپنی کرسی پر بیٹھتے ہی اس نے ٹیلی

فون کا رسیور اٹھایا اور ڈی لیبارٹری کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"یس"...... دوسری طرف سے رسیور اٹھائے جانے کے بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل راجاف چیف آف شارب ایجنسی اسپیکنگ"...... کرنل راجاف نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم فرمایئے"...... اس مرتبہ دوسری طرف سے بولنے والی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کرنل ایس سے بات کرائیں"...... کرنل راجاف نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

"او کے سر۔ ایک منٹ ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

"سر۔ کیا آپ لائن پر موجود ہیں"...... چند لمحوں بعد کرنل راجاف کو وہی نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس"...... کرنل راجاف نے کہا۔

"سر۔ کرنل ایس صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

"یس کرنل ایس اسپیکنگ"...... دوسری طرف سے کرنل ایس کی بھاری آواز سنائی دی۔

"کرنل راجاف دی چیف آف شارب ایجنسی اسپیکنگ"...... کرنل راجاف نے سخت لہجے میں کہا۔ وہ کرنل تھا اور ایک کرنل سے بات کر

رہا تھا لیکن وہ شارب ایجنسی کے چیف کی حیثیت سے بات کر رہا تھا اس لئے اس کا لہجہ کافی سخت تھا۔ شارب ایجنسی کے چیف کو کافی اختیارات حاصل تھے۔

"یس سر۔ فرمائیے"۔ اس مرتبہ کرنل ایس کی نرم آواز سنائی دی۔

"مجھے صدر مملکت نے ڈی لیبارٹری کے لئے انٹری کارڈ جاری کیا ہے اور ہدایت دی ہے کہ میں ڈی لیبارٹری کا وزٹ کر کے وہاں کے حالات کا جائزہ لوں"...... کرنل راجاف نے بارعب لہجے میں کہا۔

"او کے سر۔ تشریف لے آئیں"...... دوسری طرف سے کرنل ایس کی آواز سنائی دی۔

"میں کچھ ہی دیر میں اپنے ہیلی کاپٹر پر آپ کے پاس پہنچ رہا ہوں"...... کرنل راجاف نے کہا۔

"میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں"...... کرنل ایس نے کہا تو کرنل راجاف نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ٹیلی فون کا رسیور رکھنے کے بعد اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اپنی پی اے کا نمبر پریس کیا۔

"یس سر"...... فوراً ہی دوسری طرف سے پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"میرے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو ہدایت کرو کہ وہ ہیلی پیڈ پر پہنچے اور جیکی کو میرے کمرے میں بھیج دو"...... کرنل راجاف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"او کے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل راجاف نے

رسیور کریڈل پر رکھ دیا پھر نصف منٹ بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور جیکی کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور کھڑا ہو گیا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کوئی خبر ملی"...... کرنل راجاف نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ ابھی تک تو کوئی خبر نہیں ملی لیکن ان کی تلاش کا کام جاری ہے۔ بہت جلد وہ زندہ یا مردہ آپ کے سامنے ہوں گے"...... جیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے جھوٹی تسلیاں نہیں چاہئیں۔ سمجھے تم۔ مجھے پاکیشیائی ایجنٹ چاہئیں۔ اس وقت میں ایک کام سے جا رہا ہوں۔ میں جب واپس آؤں تو ان کے بارے میں کوئی حتمی اطلاع تمہارے پاس ہونی چاہئے۔ اگر ان کے بارے میں تمہارے پاس کوئی اطلاع نہ ہوئی تو پھر میرا سامنے کرنے سے پہلے تم خود کو شوٹ کر لینا"...... کرنل راجاف نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھا۔ دفتر میں اس کی واپسی تقریباً ایک گھنٹے بعد ہوئی تھی۔ وہ ڈی لیبارٹری سے مطمئن ہو کر آیا تھا۔ مصنوعی زلزلے پیدا کرنے والی تمام مشینری فٹ ہو چکی تھی۔ سر لیگاف نے بتایا تھا کہ اس نے آج رات پہلا مصنوعی زلزلہ پیدا کرنا ہے۔ اس کا ٹارگٹ پاکیشیا کا شمالی پہاڑی علاقہ ہے۔ اس علاقے میں زلزلے آنے سے پاکیشیا کے کئی شہر متاثر ہوتے اور

بڑے پیمانے پر تباہی برپا ہوتی۔ ریکٹر سکیل پر اس زلزلے کی شدت دس کے قریب ہوتی اور اس زلزلے کا شمار تاریخ کے بدترین زلزلوں میں ہونا تھا۔

وہ اپنی سیٹ پر بیٹھا ہی تھا کہ جیکی کمرے میں آ گیا۔ اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات تھے جس سے کرنل راجاف نے اندازہ لگایا کہ اس کے پاس کوئی اچھی خبر ہے۔

''باس۔ دو خبریں ہیں۔ پہلی خبر تو یہ ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے وزیر سائنس و ٹیکنالوجی کو اغوا کر لیا ہے اور دوسری خبر یہ ہے کہ وہ انہیں جس کوٹھی میں لے گئے ہیں اس کوٹھی کا پتا لگا لیا گیا ہے''۔ جیکی نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ کون سی کوٹھی ہے''...... کرنل راجاف نے مسرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''باس۔ پاکیشیائی ایجنٹ اس وقت ریڈ کالونی کی سی سیون میں موجود ہیں۔ ہمارے آدمی اس کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں''...... جیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے اس کوٹھی پر ریڈ کی تیاری کر لی ہے''...... کرنل راجاف نے تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔

''یس باس۔ آپ کا ترتیب دیا گیا ایکشن گروپ ایکشن کے لئے [illegible]''...... جیکی نے کہا۔

[illegible] کرنل راجاف نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا

اور پھر وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا پارکنگ میں پہنچ گیا۔ جیکی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ پارکنگ میں ایک وین میں ایکشن گروپ بیٹھا ہوا تھا جبکہ وین سے آگے ایک جیپ کھڑی تھی۔ کرنل راجاف جیپ کی فرنٹ سیٹ پر جبکہ جیکی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ان کے بیٹھتے ہی جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر وہ بیس منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد ریڈ کالونی پہنچ گئے۔ جیسے ہی ان کی وین اور جیپ سی سیون کے قریب رکیں دو آدمی جیپ کے قریب آ گئے۔

''ہاں۔ کیا پوزیشن ہے''...... کرنل راجاف نے قریب آنے والوں سے کرخت لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ سب اندر ہیں''...... ان میں سے ایک آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پچھلی سائیڈ کی کیا پوزیشن ہے''...... اس مرتبہ جیکی نے ان سے پوچھا۔

''سر۔ پچھلی سائیڈ پر ہمارے چار مسلح آدمی موجود ہیں۔ اگر کوٹھی کی پچھلی سائیڈ سے کسی نے نکلنے کی کوشش کی تو وہ بھی مارا جائے گا''۔ اس آدمی نے جواب دیا جو پہلے بولا تھا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ جیکی۔ اس کوٹھی پر جی گیس کے بم برساؤ تاکہ اس کوٹھی میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں۔ وزیر راگو جوف صاحب اس کوٹھی میں موجود ہیں۔ ہم نے انہیں زندہ برآمد کرنا ہے''...... کرنل راجاف نے جیکی کو ہدایات دیتے ہوئے کہا تو وہ جیپ

سے نیچے اتر گیا پھر ان کے آدمی وین کی چھت پر چڑھے اور اگلے ہی لمحے انہوں نے جی گیس بم کوٹھی میں پھینکنے شروع کر دیئے۔ یہ بم دھماکوں سے پھٹے اور کوٹھی دھویں میں چھپ گئی۔ کرنل راجاف نے جیپ کے شیشے چڑھا لئے تھے جس کی وجہ سے دھواں اب جیپ میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ وین میں بیٹھے آدمیوں نے بھی وین کے شیشے چڑھا کر وین کو ائیر کنڈیشنڈ کر لیا تھا البتہ بم پھینکنے والوں نے انٹی گیس کیپسول نگل لئے تھے۔

اس دھویں کی وجہ سے سی سیون کے اردگرد کوٹھیوں کے مکینوں کے علاوہ فٹ پاتھ پر چلنے والے کئی راہ گیر بھی بے ہوش ہو گئے تھے لیکن کرنل راجاف نے ان کی پرواہ نہیں کی تھی۔ تقریباً تین منٹ بعد دھواں ختم ہو گیا تو ایک آدمی سی سیون کے اندر کود گیا اور پھر اگلے ہی لمحے گیٹ کھل گیا۔ ایکشن گروپ کے تمام آدمی گاڑیوں سے نیچے اتر کر آگے بڑھے اور کوٹھی میں داخل ہو گئے جبکہ کرنل راجاف جیپ میں بیٹھ کر اندر داخل ہوا۔ ایکشن گروپ کے تمام آدمی نہایت چوکنا انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ کمروں کے قریب پہنچ کر جیپ رکی تو کرنل راجاف جیپ سے نیچے اترا۔

''کمروں کی تلاشی لو''...... کرنل راجاف نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو جیکی اور اس کے ساتھ چار پانچ آدمی کمروں کی طرف بڑھ گئے۔

''باس۔ اس کمرے میں بہت سے پاکیشیائی اور وزیر صاحب موجود ہیں''...... تھوڑی دیر بعد جیکی نے ایک کمرے سے باہر نکل کر

اس کے قریب آتے ہوئے کہا۔

''آؤ میرے ساتھ''...... کرنل راجاف نے کہا اور پھر وہ اس کمرے کی طرف بڑھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ عمران ہے۔ مشہور و معروف سیکرٹ ایجنٹ''۔ کمرے میں پہنچ کر کرنل راجاف نے بے ہوش افراد کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ اس نے عمران کا بہت چرچا سنا تھا اور اس کی کئی تصاویر بھی دیکھی تھیں۔ اس وقت وہ سب اپنی اصلی شکلوں میں تھے۔

''جیکی''...... بے ہوش افراد کا جائزہ لینے کے بعد کرنل راجاف نے جیکی کو آواز دی۔

''یس باس''...... جیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا جو اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔

''وزیر صاحب کو اور اس عمران کو اٹھا کر لے چلو''...... کرنل راجاف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''او کے باس''...... جیکی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ پوچھنا چاہتا تھا کہ باقی افراد کا کیا جائے لیکن وہ یہ پوچھنے کی جرأت نہ کر سکا کیونکہ وہ کرنل راجاف کے غصے کو اچھی طرح جانتا تھا۔

''ان دونوں کو گاڑیوں میں ڈالنے کے بعد ٹائم بم پر دس منٹ کا ٹائم سیٹ کر کے ٹائم بم اس کمرے میں رکھ دو۔ ایک ہی ٹائم بم ان سب کو اڑا دے گا''...... کرنل راجاف نے اسے دوسری ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ او کے باس"...... جیکی نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔ پھر اس نے دو آدمیوں کو اشارہ کیا تو ایک نے عمران کو اٹھا لیا اور دوسرے نے وزیر کو۔ جیکی ان دونوں کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ٹائم بم تھا۔ یہ ٹائم بم اتنا طاقتور تھا کہ پوری کوٹھی کو باآسانی اڑا سکتا تھا۔ جیکی نے کرنل راجاف کی ہدایت کے مطابق اس پر دس منٹ کا ٹائم سیٹ کیا اور اسے ایک صوفے کے نیچے رکھ دیا اور پھر وہ واپس اپنی گاڑیوں میں پہنچ گئے۔ وہ گاڑیوں میں بیٹھے اور گاڑیاں روانہ ہو گئیں۔

"باس۔ عمران کو راڈز والی کرسی سے جکڑ دیا جائے"...... ہیڈ کوارٹر پہنچ کر جیکی نے کرنل راجاف سے پوچھا۔

"نہیں۔ اس طرح یہ تڑپ نہیں سکے گا جبکہ میں چاہتا ہوں کہ یہ میری آنکھوں کے سامنے ذبح کئے ہوئے مرغ کی طرح تڑپے اور اس بات کو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں انسان کو ایسی ایسی جگہوں پر گولیاں مارتا ہوں کہ اس کی آسانی سے جان نہیں نکلتی۔ وہ کافی دیر تک تڑپتا رہتا ہے اور تڑپ تڑپ کر جان دیتا ہے۔ دشمنوں کا اس طرح تڑپنا مجھے تسکین دیتا ہے۔ تم تو جانتے ہو"...... کرنل راجاف نے بھیڑیئے کی طرح دانت نکوستے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ یس۔ میں جانتا ہوں۔ میں تو آپ کا پرانا خدمت گزار ہوں۔ ایک عرصے سے آپ ہی کے ساتھ ہوں"...... جیکی نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس کے ہاتھ پشت پر کر کے رسی سے باندھ دو۔ اس طرح بندھا ہونے کی وجہ سے جب یہ تڑپے گا تو نظارہ بہت ہی دلچسپ ہو گا"...... کرنل راجاف نے کہا۔

"او کے باس"...... جیکی نے کہا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے رسی کا ایک بنڈل اٹھایا اور پھر عمران کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔

"اب اسے ہوش میں بھی لے آؤ تاکہ پہلے میں اس سے چند باتیں کر سکوں"...... کرنل راجاف نے جیکی سے کہا تو وہ ایک بار پھر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جب وہ واپس مڑا تو عمران کے جسم میں حرکت پیدا ہو چکی تھی۔

"باس۔ اسے تو خودبخود ہوش آ رہا ہے"...... جیکی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں بھی دیکھ رہا ہوں۔ جی گیس سے بے ہوش ہونے والا خودبخود ہوش میں نہیں آتا"...... کرنل راجاف نے بھی عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا جس کی آنکھیں اب کھل گئی تھیں۔ عمران فرش پر پڑا ہوا تھا اور اس کے صرف ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے جبکہ کرنل راجاف اس کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"ہاں عمران۔ حال سناؤ۔ اب تم کیسا محسوس کر رہے ہو"...... جب عمران کو مکمل ہوش آ گیا تو کرنل راجاف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ میرے لئے یہ سچویشن نئی ہے یا بہت ہی خطرناک ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم سیکرٹ فیلڈ کے معروف ایجنٹ ہو۔ تمہاری زندگی میں اس سے بھی زیادہ خطرناک سچویشنز آئی ہوں گی لیکن کرنل راجاف کے سامنے تم پہلی بار آئے ہو۔ تم نے نام سنا ہے کرنل راجاف کا"...... کرنل راجاف نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

"چھوٹے موٹے کیڑوں مکوڑوں کے نام میں سننا پسند بھی نہیں کرتا"...... عمران نے کہا پھر اس نے دائیں بائیں اور پیچھے دیکھا۔

"تم شاید اپنے ساتھیوں کو دیکھ رہے ہو"۔ کرنل راجاف نے کہا۔

"ہاں۔ کہاں ہیں میرے ساتھی"...... عمران نے پوچھا۔

"تم لوگ جس کمرے میں موجود تھے میں نے انہیں وہیں چھوڑ دیا تھا۔ اب میرے آدمی انہیں کہاں اٹھائے پھرتے۔ اس جیکی نے ٹائم بم پر ٹائم سیٹ کر کے اس کمرے میں چھوڑ دیا تھا اور جب ہم کالونی کے گیٹ سے باہر نکلے ہی تھے کہ پیچھے سے پوری کوٹھی ایک دھماکے سے اڑ گئی۔ اب تم خود سوچو کہ جب پوری کوٹھی دھماکے سے اڑی ہو گی تو کیا تمہارے ساتھی زندہ بچے ہوں گے"...... کرنل راجاف نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ بات سن کر عمران دہشت زدہ ہو جائے گا لیکن عمران کے تو ماتھے پر بھی معمولی سی شکن نمودار نہ ہوئی۔

"تم شاید میری بات کو جھوٹ سمجھ رہے ہو۔ خیر سمجھتے رہو۔ جب

تمہاری روح اس کمرے سے باہر نکلے گی تو باقی ساتھیوں کی روحوں سے ملاقات کر لے گی"...... کرنل راجاف نے کہا۔

"تم یہ بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو"...... عمران نے اس سے پوچھا۔

"ہم تمہارا خاتمہ کرنا چاہتے تھے۔ اب سے چند لمحوں بعد تمہارا خاتمہ ہو جائے گا۔ ہم پاکیشیا کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ آج رات اس کا آغاز ہو جائے گا۔ آج رات پاکیشیا میں ایسا زلزلہ آئے گا جس کی شدت ریکٹر سکیل پر دس کے قریب ہو گی۔ اب تم خود سوچ سکتے ہو کہ یہ کتنا بڑا زلزلہ ہو گا اور اس سے کتنی بڑی تباہی ہو گی"...... کرنل راجاف نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا لیکن عمران اب بھی پرسکون رہا۔

"تم خوابوں کی دنیا میں رہنے والے انسان ہو کرنل راجاف اور تمہارے خواب کبھی پورے نہیں ہو سکتے"...... اس مرتبہ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"خوابوں میں ہم لوگ نہیں تم رہتے ہو۔ آج رات پاکیشیا کے لئے قیامت کی رات ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ تم یہ رات دیکھنے کے لئے زندہ نہیں رہو گے کیونکہ تم تو صرف چند لمحوں کے مہمان ہو۔ ابھی چند سیکنڈ بعد تم اس کمرے میں تڑپتے ہوئے دکھائی دو گے"...... کرنل راجاف نے کہا اور پھر اس نے پاگلوں کے سے انداز میں قہقہہ لگایا۔ جب اس کا قہقہہ تھما تو اس نے عمران کی طرف دیکھا اور پھر اس نے ٹریگر دبا دیا اور کمرے میں گولی چلنے کا دھماکا ہوا۔

تنویر، خاور اور خاقان وزیر سائنس کو اغوا کرنے چلے گئے تو جولیا نے عمران سے مارکیٹ جانے کی اجازت مانگی کیونکہ فی الحال کوئی مصروفیت نہیں تھی اس لئے عمران نے اسے مارکیٹ جانے کی اجازت دے دی۔ جولیا نے صفدر کو ساتھ لیا اور مارکیٹ چلی گئی۔ مارکیٹ میں انہیں کافی وقت لگ گیا تھا۔ وہ مارکیٹ سے واپس آئے تو انہیں گیٹ کھلا ہوا ملا۔

"گیٹ کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ تو بہت بڑی غفلت ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"مس جولیا۔ مجھے تو کوئی گڑبڑ لگ رہی ہے"...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا مشین پسٹل نکال لیا۔ جولیا نے کار روکی اور پھر وہ دونوں تیزی سے نیچے اترے۔ کوٹھی کی خاموشی سے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہاں کوئی ذی روح موجود نہیں ہے۔ وہ تقریباً دوڑتے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچے۔ ڈرائنگ روم

میں سب ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے البتہ عمران غائب تھا۔ پھر اچانک ہی جولیا اور صفدر اچھل پڑے۔ ان کے کانوں میں ٹک ٹک کی مخصوص آواز پڑی تھی۔ وہ اس آواز کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔ یہ ٹائم بم کی آواز تھی۔ انہوں نے وحشت زدہ نظروں سے کمرے میں نظریں دوڑائیں تو جولیا کو ایک صوفے کے نیچے پڑا ہوا ٹائم بم نظر آ گیا۔ وہ برق رفتاری سے اس کی طرف بڑھی۔ اس نے ٹائم بم اٹھا کر دیکھا۔ بم بلاسٹ ہونے میں صرف بیس سیکنڈ باقی تھے۔ ان بیس سیکنڈوں میں تمام ساتھیوں کو اس کمرے سے باہر نکالنا کسی بھی طرح ممکن نہیں تھا لہٰذا جولیا نے فوراً ہی دروازے کی طرف چھلانگ لگائی۔ اگلے سیکنڈ میں وہ کمرے سے باہر پہنچ چکی تھی۔ خاقان نے انہیں بتایا تھا کہ دائیں طرف کوٹھی میں ایک فیملی رہائش پذیر ہے جبکہ بائیں طرف کی کوٹھی خالی تھی۔ یہ بات اس نے اس لئے کی تھی کہ اگر فوری طور پر اس کوٹھی کو چھوڑنا پڑے تو عارضی طور پر بائیں طرف کی کوٹھی استعمال کی جا سکتی تھی لہٰذا جولیا نے بائیں طرف کی دیوار کی طرف دوڑ لگائی۔ دیوار ابھی کچھ ہی فاصلے پر تھی کہ جولیا نے ہاتھ گھمایا اور ٹائم بم اس طرف اچھال دیا۔ ٹائم بم اچھالتے ہی اس نے واپس ڈرائنگ روم کی طرف دوڑ لگائی۔ ابھی وہ ڈرائنگ روم کے دروازے کے قریب ہی پہنچی تھی کہ ایک سماعت شکن دھماکا ہوا۔ زمین اس بری طرح لرزی کہ جولیا دروازے میں ہی گر گئی۔ اس کوٹھی کے شیشے کی کھڑکیاں ٹوٹ گئی تھیں۔ بائیں طرف کی دیوار مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی اور

بائیں طرف کی کوٹھی کے بھی پرخچے اڑ گئے تھے۔ وہاں اب آگ اور دھویں کے بادل دکھائی دے رہے تھے۔ گرنے کے بعد جولیا فرش سے اٹھی نہیں بلکہ وہ سجدے میں چلی گئی۔ یہ اللہ ہی کا احسان تھا کہ جس نے انہیں اس وقت کمرے میں پہنچایا جب ٹائم بم بلاسٹ ہونے میں ابھی کچھ وقت باقی تھا۔ اگر وہ پورے وقت پر کمرے میں پہنچتے تو نہ صرف ان کے بلکہ ان کے تمام ساتھیوں کے بھی چیتھڑے اڑ جاتے بلکہ جس قدر طاقتور یہ ٹائم بم تھا ان کا تو نام ونشان بھی نہیں ملنا تھا۔

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے مس جولیا کہ اس نے ہم سب کو ایک نئی زندگی عطا کی"...... جولیا کو صفدر کی آواز سنائی دی تو اس نے سجدے سے سر اٹھایا۔ صفدر ڈرائنگ میں ہی تھا۔ جولیا اٹھی اور ڈرائنگ روم میں آ گئی۔

"ہاں۔ یہ اللہ ہی کا کرم ہے۔ تم ایسا کرو کہ الماری سے میڈیکل بکس لے آؤ۔ سب ساتھیوں کو انٹی گیس انجکشن لگانے پڑیں گے"...... جولیا نے کہا تو صفدر الماری کی طرف بڑھ گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ہوش میں آ چکے تھے۔ جولیا نے انہیں حالات سے آگاہ کیا تو ان سب نے بھی اللہ کا شکر ادا کیا۔

"عمران صاحب نظر نہیں آ رہے۔ وہ کہاں چلے گئے ہیں"۔ نعمانی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم سب کو مصیبت میں دیکھ کر بھاگ گیا ہوگا"...... تنویر نے

بغیر سوچے سمجھے کہہ دیا۔

"تنویر۔ کیا ایسا ممکن ہے"...... جولیا نے تنویر کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو وہ شرمسار سا ہو گیا۔

"یقیناً یہ کارروائی شارب ایجنسی کی ہے اور وہ لوگ عمران صاحب کو اٹھا کر لے گئے ہیں"...... چوہان نے کہا۔

"لیکن پہلے ہمیں ٹھکانہ بدلنا ہے۔ یہ کوٹھی شارب ایجنسی کی نظروں میں آ گئی ہے۔ وہ صورتحال کا جائزہ لینے کے لئے آئیں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"جی ہاں۔ مس جولیا آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ کیوں خاقان صاحب۔ کوئی اور کوٹھی بھی ہے"...... خاور نے مسکراتے ہوئے خاقان سے کہا تو اس کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"جی خاور صاحب۔ کوٹھیاں بہت۔ آیئے پچھلی طرف سے چلتے ہیں"...... خاقان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ سب خاقان کے ساتھ کوٹھی کے پچھلے دروازے سے نکلے۔ یہ ایک گلی تھی اور اس گلی کے دونوں جانب کوٹھیوں کے عقبی دروازے تھے۔ انہوں نے گلی میں دائیں بائیں دیکھا۔ وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ ویسے بھی اس علاقے میں اتنے دھماکے ہو گئے تھے کہ علاقے میں رہنے والے اپنے اپنے گھروں میں دبک گئے تھے لیکن یہ دھماکے چونکہ شارب ایجنسی نے کئے تھے اس لئے کسی کی جرأت ہی نہیں تھی کہ وہ پولیس کو فون کرتا۔

سی سیون کے عقبی دروازے سے نکل کر خاقان گلی میں چند قدم آگے بڑھا اور پھر وہ ایک دروازے پر جھک گیا۔ تھوڑی سی دیر بعد وہ دروازہ کھول چکا تھا۔

''آیئے''...... اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب اس کوٹھی میں داخل ہو گئے۔

''خاقان صاحب۔ آپ بھی خوب ہیں۔ ابھی ایک ٹھکانہ ناقابل رہائش ہوتا ہے کہ آپ فٹ سے دوسرا ٹھکانہ مہیا کر دیتے ہیں''...... صدیقی نے خاقان کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''مجھے چیف کی ہدایت ہے کہ زیادہ سے زیادہ رہائش گاہوں کا انتظام کیا جائے تاکہ ٹیم کو رہائش کے سلسلے میں کوئی دقت نہ ہو''۔ خاقان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب کیا ریڈ کے لئے سب نے جانا ہے''...... خاور نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ شارب ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے۔ وہاں زیادہ آدمی ہوتے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم سب ہی چلیں''...... جولیا نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ آپ ڈپٹی چیف ہیں۔ جو فیصلہ آپ کریں گی ہمیں قبول ہو گا''...... صفدر نے کہا۔

''میری تو یہی رائے ہے اور میرا مشورہ ہے کہ ہم میک اپ بھی کر لیں''...... جولیا نے کہا۔

''میک اپ کر لینے چاہئیں۔ عمران صاحب نے معلوم نہیں کیوں سب کے میک اپ ختم کرا دیئے تھے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ یہ سوال عمران سے لازماً پوچھنا ہے''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد وہ سبھی میک اپ کرنے لگے۔ تقریباً آدھ گھنٹے میں وہ سب مقامی میک اپ کر چکے تھے۔ پھر وہ سب دو کاروں میں سوار ہو کر شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھنے لگے۔ چونکہ شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں سائنٹفک سیکورٹی سسٹم بھی موجود تھا اس لئے انہوں نے ایم مشین بھی ساتھ لے لی تھی جو ہر قسم کے سائنسی سیکورٹی سسٹم کو جام کر دیتی تھی ان کی کاریں تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کے مین گیٹ پر پہنچ گئیں۔ صفدر کار سے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھا۔

''کون ہو تم لوگ''...... گیٹ پر کھڑے سیکورٹی گارڈ نے کرخت لہجے میں صفدر سے کہا۔

''پریذیڈنٹ سیکورٹی فورس۔ آئی ایم کرنل چناچوف''...... صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ او کے سر''...... سیکورٹی گارڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے صفدر کو سیلوٹ بھی کیا۔

''ہم سنگین حالات کی وجہ سے شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کا وزٹ کرنے آئے ہیں۔ کہاں ہیں کرنل راجاف''...... صفدر نے

بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ باس تو چند لمحے پہلے ہی نکلے ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب نہیں ہیں تو کوئی بات نہیں ہے۔ تم ہمیں جلدی سے وزٹ کرا دو۔ ہم نے صدر صاحب کو رپورٹ بھی دینی ہے''۔ صفدر نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''او کے سر۔ آپ تشریف لے آئیں''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا اور پھر اس نے مین گیٹ کھول دیا۔ دونوں کاریں گیٹ کراس کر آئیں اور ایک جگہ رک گئیں۔

''آیئے سر''...... صفدر اور ساتھی کاروں سے نیچے اترے تو سیکورٹی انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا حالات ہیں ہیڈکوارٹر کے''...... صفدر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے سیکورٹی انچارج سے کہا۔

''سر۔ اب تو حالات نارمل ہو گئے ہیں۔ کرنل راجاف صاحب پاکیشیائی ایجنٹوں کے پورے گروپ کا خاتمہ کر آئے تھے۔ یہاں وہ صرف ان کے انچارج کو اٹھا لائے تھے اور اب ان کے انچارج کا خاتمہ کرنے کے بعد کہیں چلے گئے ہیں''...... سیکورٹی انچارج نے کہا تو صفدر اور دیگر ساتھیوں کے دماغوں میں دھماکے ہونے لگے۔

''انچارج کا خاتمہ کیسے ہوا ہے۔ تفصیل بتاؤ''...... صفدر نے خود پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ باس دشمن ایجنٹوں کے انچارج عمران کو بے ہوش کر کے اپنے ساتھ لے آئے تھے پھر یہاں انہوں نے عمران کو رسی سے باندھ دیا۔ باس اسے ہوش میں لا کر اس سے معلومات حاصل کر رہے تھے کہ نجانے کیسے اس نے رسی کھول لی۔ رسی کھول کر اس نے کمرے میں موجود باس کے اسسٹنٹ جیکی اور دوسرے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا لیکن اس دوران وہ باس کی فائرنگ کا نشانہ بن گیا۔ باس نے ہدایت کی ہے کہ اس کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دیا جائے''...... سیکورٹی انچارج نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا تم نے اس کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دیا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''سر۔ باس یہ آرڈر دے کر ابھی روانہ ہوئے ہی تھے کہ آپ آ گئے۔ اب میں برقی بھٹی آن کروں گا اور اس کے بعد وہ لاش اس میں ڈالوں گا''...... سیکورٹی انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''چلو۔ ہمیں دکھاؤ وہ لاش''...... صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

''آیئے سر۔ لاش ٹارچر روم میں پڑی ہوئی ہے''...... سیکورٹی انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر ایک طرف بڑھا۔ وہ سب اس کے ساتھ چلتے ہوئے ٹارچر روم میں آ گئے۔ ٹارچر روم میں چند لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ان لاشوں میں نمایاں لاش عمران کی تھی۔ عمران کی گردن اور سینے میں گولیاں لگی ہوئی تھیں اور لاش کے اردگرد خون پھیلا ہوا تھا۔ عمران کی لاش دیکھ کر ان کے دل غم سے

پھٹنے لگے اور آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ وہ ایکشن میں آنا ہی چاہتے تھے لیکن صفدر نے انہیں اشارہ کر کے ہر قسم کی کارروائی سے روک دیا۔

"کرنل راجاف کا یہ کارنامہ بہت شاندار ہے۔ یقیناً صدر مملکت کرنل راجاف اور شارب ایجنسی کے ہر آدمی پر انعامات کی بارش کر دیں گے اور ہاں۔ ہم اس ایجنٹ کی لاش اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں۔ صدر صاحب یہ لاش دیکھیں گے تو انہیں یقین آئے گا کہ یہ ایجنٹ مارا گیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"سر۔ کرنل راجاف کا حکم تو یہی ہے کہ ہم اس لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دیں لیکن ہم آپ کو بھی انکار نہیں کر سکتے۔ آپ باس سے کہہ دیجئے گا کہ یہ لاش صدر مملکت نے منگوا لی تھی"...... سیکورٹی انچارج نے پریشان لہجے میں کہا۔

"او کے۔ آپ پریشان نہ ہوں۔ ہم کرنل صاحب سے کہہ دیں گے"...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چوہان کو اشارہ کیا تو چوہان نے عمران کی لاش اٹھا لی۔ ان سب کے چہرے سپاٹ ہو چکے تھے۔ وہ سب اپنی کاروں تک پہنچے۔ چوہان نے عمران کی لاش کو ایک کار کی پچھلی سیٹ پر رکھا پھر وہ سب بمشکل دو کاروں میں بیٹھے اور کاریں شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر سے باہر آ گئیں۔

"تم نے ہمیں کارروائی سے کیوں روکا۔ ہم شارب ایجنسی کے

ہیڈکوارٹر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے"...... تنویر نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں صفدر سے کہا۔

"اس کارروائی سے کیا ہوتا۔ ہم ان کے بیس پچیس آدمی مار دیتے لیکن اس ہنگامے میں عمران صاحب کی لاش بھی ادھر ادھر غائب ہو سکتی تھی جبکہ عمران صاحب کی لاش حاصل کرنا زیادہ ضروری تھا۔ شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کی اینٹ سے اینٹ تو ہم کسی بھی وقت بجا سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

اس وقت ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا۔ جولیا فرنٹ سیٹ پر پتھر کا بت بنی بیٹھی تھی۔ پچھلی سیٹ پر تنویر، خاقان، چوہان اور نعمانی بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کی لاش اور باقی ساتھی دوسری کار میں تھے۔ صفدر کی بات ان کی سمجھ میں آ گئی۔ اپنی بات کہنے کے بعد صفدر نے جولیا کے چہرے کی طرف دیکھا اور اسے ایسے لگا کہ یہ چہرہ کسی جیتے جاگتے انسان کی بجائے پتھر کی مورتی کا ہو۔

کرنل ایس اس وقت اپنے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر اس طرف دیکھا۔

''یس''...... کرنل ایس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ کو سر لیگاف یاد کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے ٹیلی فون آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''او کے''...... کرنل ایس نے بدستور سخت لہجے میں کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے بعد وہ کرسی سے کھڑا ہوا اور سائنس دان لیگاف کے کمرے میں پہنچ گیا۔ لیگاف کے چہرے پر جوش اور مسرت کے ملے جلے تاثرات تھے۔

''آؤ آؤ کرنل ایس۔ بیٹھو''...... لیگاف نے مسکراہٹ کے ساتھ اس کا استقبال کیا اور اسے بیٹھنے کے لئے کہا۔

''تھینک یو سر لیگاف۔ آپ کی خوشی بتا رہی ہے کہ آپ اپنے

مقصد میں کامیاب ہو چکے ہیں''...... کرنل ایس نے کہا۔

''ہاں۔ سو فیصد کامیاب ہو چکا ہوں۔ پہلا مصنوعی زلزلہ اب سے دو گھنٹوں بعد پاکیشیا میں برپا ہو رہا ہوں۔ یہ انسانی تاریخ کا سب سے تباہ کن زلزلہ ہو گا اور اس کی تباہی انسانی سوچ سے بھی بڑھ کر ہو گی کرنل ایس۔ سیکنڈوں میں ہزاروں، لاکھوں لوگ لقمۂ اجل بن جائیں گے۔ پاکیشیا میں ہر طرف لاشیں ہی لاشیں ہوں گی اور ان لاشوں کو اٹھانے والا بھی کوئی نہیں ہو گا''...... لیگاف نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت شیطان سے بھی بڑھ کر خباثت دکھائی دے رہی تھی۔ وہ اس بھیڑیئے کی مانند نظر آ رہا تھا جس نے کئی معصوم بھیڑوں کو مار دیا ہو۔ وہ انسان دشمنی میں شیطان سے کہیں آگے نکل گیا تھا۔ درندگی میں اس نے کئی درندوں کو پیچھے چھوڑ دیا تھا۔

''آپ کو مبارک ہو سر۔ آپ نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے''...... کرنل ایس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کارنامہ۔ ہاہاہا۔ یہ واقعی میرا کارنامہ ہے۔ انسانی تاریخ میں لاکھوں جنگیں ہوئی ہوں گی۔ ان جنگوں میں اب تک اربوں انسان مارے گئے ہوں گے لیکن چند سیکنڈوں میں لاکھوں انسان کسی نے نہیں مارے ہوں گے۔ یہ کارنامہ صرف اور صرف سر لیگاف سر انجام دے گا اور تاریخ میں میرا نام امر ہو جائے گا۔ ہاہاہا''...... لیگاف نے پاگلوں کے سے انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔

"بالکل سر لیگاف۔ بالکل۔ آپ جیسا کام انسانی تاریخ میں آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا"...... کرنل ایس نے کہا۔

"صرف آج ہی لاکھوں انسان میرے ہاتھوں لقمۂ اجل نہیں بنیں گے بلکہ میں جب چاہوں گا اور جس وقت چاہوں گا لمحوں میں لاکھوں، کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ پاکیشیا کا شہر کماچی، کافرستان کا شہر نمبے، باچان کا شہر موکیو، شوگران کا شہر نیانگ، یہ سب کروڑوں انسانوں کی آبادی کے شہر ہیں۔ یہ سب میرے ٹارگٹ ہیں۔ ان سب کی تباہی میں دس، دس، بارہ، بارہ سیکنڈ لگیں گے اور دس بارہ سیکنڈوں میں کروڑوں انسان ختم۔ بالکل ختم۔ ہاہاہا۔ بالکل ختم کرنل ایس۔ بالکل ختم۔ ہاہاہا"...... لیگاف نے ایک بار پھر وحشیانہ انداز میں قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔ کرنل ایس اس کے منصوبے سن کر لرز گیا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ مصنوعی زلزلے صرف پاکیشیا اور ایکریمیا میں ہی پیدا کئے جائیں گے لیکن لیگاف تو پوری دنیا کو ہی ٹارگٹ بنائے ہوئے تھا۔ وہ اکیلا انسان صرف چند سیکنڈوں میں کروڑوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار سکتا تھا۔ شہروں کے شہر اجاڑ سکتا تھا۔ کرنل ایس نے خوفزدہ نظروں سے لیگاف کی طرف دیکھا جس کا چہرہ بری طرح بگڑا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ انسان کی بجائے عفریت نظر آ رہا تھا۔

"ہاہاہا۔ تم ڈر رہے ہو کرنل ایس۔ ڈرو نہیں۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔ تم تو گریٹ روسیاہ کے بیٹے ہو۔ گریٹ روسیاہ نے پوری دنیا پر

حکمرانی کرنی ہے اور تم نے حکمرانوں میں شامل ہونا ہے۔ بھلا تم کیوں خوفزدہ ہو"...... لیگاف نے کرنل ایس کے چہرے کے تاثرات پڑھنے کے بعد اسے چمکارتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے وہ کسی ڈرے ہوئے بچے کو تسلی دے رہا ہو۔

"نہیں نہیں سر لیگاف۔ میں بھلا کیوں ڈروں گا۔ ایک دنیا ہے جو مجھ سے ڈرتی ہے۔ ڈر خوف میرے قریب بھی نہیں آتے"۔ کرنل ایس نے سنبھلتے ہوئے لہجے میں کہا تو لیگاف ہنسنے لگا۔ اس کی مکروہ ہنسی کو اس وقت بریک لگی جب اس کی ٹیبل پر رکھے انٹرکام کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس سویٹی۔ تم نے کیسے یاد کیا ہے مجھے"...... لیگاف نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ کرنل ایس صاحب کی کال ہے۔ کرنل راجاف صاحب ان سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... ٹیلی فون آپریٹر نے کہا۔

"او کے۔ کرنل راجاف سے بات کراؤ"...... لیگاف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے انٹرکام کا رسیور رکھا تو ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"لو۔ کرنل راجاف تم سے بات کرنا چاہتا ہے"...... لیگاف نے کریڈل سے رسیور اٹھا کر کرنل ایس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس کرنل ایس اسپیکنگ"...... اس نے لیگاف سے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب۔ یہ بات حتمی ہے نا کہ آج سر لیگاف پاکیشیا میں پہلا مصنوعی زلزلہ پیدا کر رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کرنل راجاف کی آواز سنائی دی۔

"جی ہاں۔ اب پروگرام فائنل ہو گیا ہے۔ میں سر لیگاف کے ساتھ ہی بیٹھا ہوں۔ اب سے دو گھنٹوں کے بعد پاکیشیا خوفناک زلزلے کی زد میں آ جائے گا"...... کرنل ایس نے کہا۔

"او کے۔ سر لیگاف نے پریذیڈنٹ صاحب کو رپورٹ دے دی ہے اور انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس دوران میں بھی لیبارٹری میں رہو۔ لہٰذا میں کچھ دیر تک آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کرنل راجاف نے کہا۔

"جناب لیگاف صاحب کا حکم ہے کہ آپ آ جائیں اور پاکیشیا کی تباہی کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھیں"...... کرنل ایس نے کہا اور ساتھ ہی اس نے لیگاف کے چہرے کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ ہی مسکراہٹ تھی۔

"او کے۔ وش یو گڈ لک۔ میں پہنچ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔

"تمہیں کال کرنے سے پہلے میں نے صدر صاحب کو فائنل رپورٹ دے دی تھی اور پروٹوکول کے مطابق یہ ضروری بھی تھا"۔ کرنل ایس نے رسیور لیگاف کی طرف بڑھایا تو اس نے کہا۔ ٹیلی فون کا لاؤڈر آن ہونے کی وجہ سے اس نے کرنل ایس اور کرنل

راجاف کے درمیان ہونے والی بات چیت بھی سن لی تھی۔

"یس سر۔ میں جانتا ہوں"...... کرنل ایس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آج میں بہت خوش ہوں۔ مجھے زندگی میں بڑی خوشی ملنے والی ہے۔ اس خوشی میں، میں تمہیں گولڈن کوئین پلاتا ہوں"۔ لیگاف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا پھر اس نے ٹیبل پر رکھا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو اگلے ہی لمحے دروازہ کھلا اور انتہائی مختصر لباس میں ایک لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ یہ لیگاف کی خدمت گار تھی۔

"مارٹینا۔ گولڈن کوئین کے دو جام تیار کرو"...... لیگاف نے لڑکی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"او کے سر"...... مارٹینا نے کہا اور پھر وہ کمرے میں رکھے ہوئے فریج کی طرف بڑھ گئی۔ فریج میں گولڈن کوئین کی بوتل رکھی ہوئی تھی۔ مارٹینا نے دو گلاس تیار کئے پھر اس نے ایک گلاس لیگاف کے سامنے اور دوسرا کرنل ایس کے سامنے رکھ دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم جاؤ"...... لیگاف نے کہا تو وہ کمرے سے باہر چلی گئی۔ لیگاف اور کرنل ایس شراب سپ کرنے لگے۔ شراب کا گلاس ختم ہوا تو کرنل ایس کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

"سر۔ اب میں چلتا ہوں۔ مقررہ وقت پر کرنل راجاف کے ساتھ آپریشن روم میں آ جاؤں گا"...... کرنل ایس نے لیگاف سے کہا اور ساتھ ہی اس نے ریسٹ واچ پر وقت بھی دیکھا۔

"او کے۔ تم جاؤ۔ میں بھی آپریشن روم کا ایک چکر لگاتا ہوں"...... لیگاف نے کہا تو کرنل ایس اس کے کمرے سے باہر آ گیا پھر وہ اپنے کمرے میں آ کر اپنی سیٹ پر بیٹھا ہی تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس"...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر سے آپ کے لئے کال آئی ہے"۔ دوسری طرف سے ٹیلی فون آپریٹر نے کہا۔

"ایک تو ان لوگوں نے مجھے تنگ کیا ہوا ہے۔ اچھا دو مجھے کال"...... کرنل ایس نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا پھر اس نے انٹرکام کا رسیور رکھ دیا۔ اسی وقت ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس۔ کرنل ایس اسپیکنگ"...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر سے سیکورٹی انچارج میجر ڈی ایف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کرنل راجاف تو میرے پاس پہنچنے والے ہیں۔ تم نے کس لئے فون کیا ہے"...... کرنل ایس نے غصیلے لہجے میں کہا پھر دوسری طرف کی بات سنتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اونہہ۔ ٹھیک ہے"...... دوسری طرف کی بات سننے کے بعد کرنل ایس نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کی

آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... کرنل ایس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ کرنل راجاف کا ہیلی کاپٹر آ چکا ہے اور اب ہیلی پیڈ پر اتر رہا ہے"...... دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

"او کے"...... کرنل ایس نے مختصراً کہا پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے کھڑا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اب پتھروں جیسی سختی تھی اور وہ تقریباً دوڑتا ہوا لیبارٹری سے باہر نکل کر ہیلی پیڈ پر پہنچا۔ شارب ایجنسی کا ہیلی کاپٹر ابھی زمین اترا تھا اور اس کے پر تیزی سے گھوم رہے تھے۔ جی کمانڈوز گروپ کے پانچ چھ کمانڈوز ہیلی کاپٹر سے کچھ فاصلے پر کھڑے تھے۔ کرنل ایس نے ان سب کو گہری نظر سے دیکھا اور پھر وہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ ہیلی کاپٹر کے پر رک گئے اور پھر اس کا دروازہ کھلا اور کرنل راجاف ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔ کرنل ایس کے چہرے پر استقبالیہ مسکراہٹ آ گئی۔ وہ آگے بڑھا۔ اس نے کرنل راجاف کے قریب پہنچ کر پہلے تو اسے سیلوٹ کیا اور پھر مصافحے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ کرنل راجاف نے بھی اس سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

"سر۔ مبارک ہو۔ اب پاکیشیا کی تباہی میں کچھ ہی دیر رہ گئی"...... کرنل ایس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پوری قوم ہی مبارک باد کی مستحق ہے“...... جواب میں کرنل راجاف نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”آیئے سر۔ سر لیگاف آپ کا انتظار کر رہے ہیں“...... کرنل ایس نے کہا تو کرنل راجاف نے قدم اٹھائے۔ وہ آگے چلنے لگا جبکہ کرنل ایس اس سے ایک قدم پیچھے تھا۔ جی کمانڈوز ان کے اردگرد موجود تھے پھر اچانک ہی کرنل ایس پھرتی سے حرکت میں آیا۔ اس نے ایک قدم آگے موجود کرنل راجاف کو پوری قوت سے دھکا دیا تو کرنل راجاف اچھل کر دور جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی کرنل ایس نے چیخ کر کہا۔

”فائر“...... اس کے چیختے ہی فضا فائرنگ کی خوفناک آواز سے گونج اٹھی۔

”تم اب آئے ہو“...... میجر ڈی ایف نے کمپیوٹر آپریٹر کیپٹن رنجدرف سے سخت لہجے میں کہا۔

”سر۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میری والدہ فوت ہو گئی تھی اور میں باس لیگونا سے چھٹی لے گیا تھا“...... کیپٹن رنجدرف نے اس سے کہا۔

”یہاں ہیڈکوارٹر میں اتنے ہنگامے ہو گئے ہیں اور تمہیں معلوم ہی نہیں“...... میجر ڈی ایف نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ہنگامے۔ سر میں سمجھا نہیں“...... کیپٹن رنجدرف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”روسیاہ میں خطرناک دشمن ایجنٹ آ گئے تھے جن کی تلاش اور خاتمے کا کام شارب ایجنسی کے ذمے لگایا گیا۔ وہ دشمن ایجنٹ اتنے خطرناک تھے کہ انہوں نے باس لیگونا کو ہلاک کر دیا۔ پھر مادام ساساشی کو شارب ایجنسی کی چیف بنا دیا گیا۔ وہ بھی دشمن ایجنٹوں

کے ہاتھوں ماری گئیں اور اب کرنل راجاف شارب ایجنسی کے چیف ہیں''۔ میجر ڈی ایف نے کیپٹن رنجدرف کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو حیرت سے اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

''اوہ۔ اوہ۔ ان دشمنوں کا کیا بنا''...... کیپٹن رنجدرف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کرنل راجاف نے ان کا خاتمہ کر دیا ہے۔ ان کے لیڈر کا خاتمہ ٹارچر روم میں ہوا ہے اور باس کرنل راجاف اس کے خاتمے کی ویڈیو بنانا چاہتے تھے تا کہ وہ صدر مملکت کو اور ساری دنیا کو ثبوت دے سکیں کہ دنیا کا خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ مارا جا چکا ہے لیکن تم نے نجانے کمپیوٹر کو کون سا پاس ورڈ لگایا ہوا تھا کہ ویڈیو پرامنگ آن ہی نہیں ہو رہی تھی۔ باس تم سے سخت ناراض ہیں''۔ میجر ڈی ایف نے ایک بار پھر طویل بات کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ مجھے فون کر کے پاس ورڈ معلوم کر لیتے''...... کیپٹن رنجدرف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہاں حالات اس قدر تیزی سے پیش آ رہے تھے کہ فون کرنے کی فرصت ہی نہیں ملی''...... میجر ڈی ایف نے کہا۔

''سر۔ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ سارے ہیڈ کوارٹر کے کیمرے تو آن ہیں اور ویڈیو بھی بنا رہے ہیں۔ اب میں ویڈیو پروگرام آن کر کے ٹارچر روم کا منظر دیکھتا ہوں اور اس کی ویڈیو باس کو دے دیتا ہوں۔ کیا باس اپنے کمرے میں ہیں''...... کیپٹن رنجدرف نے اس

مرتبہ مطمئن لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اب سے کچھ دیر بعد پاکیشیا میں پہلا مصنوعی زلزلہ پیدا کر کے پاکیشیا تباہی کی ابتدا کی جا رہی ہے اور باس یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے لئے سر لیگاف کی لیبارٹری گئے ہیں''...... میجر ڈی ایف نے کہا۔

''سر۔ میں ٹارچر روم کا منظر دیکھتا ہوں اور اس کے بعد ان مناظر کی ویڈیو بناتا ہوں۔ تا کہ جیسے ہی باس واپس آئیں تو میں وہ ویڈیو انہیں پیش کر دوں''...... کیپٹن رنجدرف نے کہا۔

''ہاں۔ اس طرح سے شاید تم زندہ بچ جاؤ۔ ورنہ تو باس نے تمہاری موت کا حتمی فیصلہ کیا ہوا ہے''...... میجر ڈی ایف نے کہا تو کیپٹن رنجدرف نے اسے سلام کیا اور پھر وہ کمپیوٹر روم میں آ گیا۔ وہ آج دو دن کے بعد اپنی ڈیوٹی پر آیا تھا۔ چھٹی انہیں بہت مشکل سے ملتی تھی لیکن چونکہ اس کے گاؤں میں اس کی والدہ کی ڈیتھ ہو گئی تھی اس لئے لیگونا نے اسے چھٹی دے دی تھی۔ گاؤں پہنچ کر اس نے اپنا سیل فون آف کر دیا تھا تا کہ اگر ہیڈ کوارٹر میں کوئی ایمرجنسی ہو جائے تو کوئی اس سے رابطہ ہی نہ کر سکے۔ میجر ڈی ایف سے کال کرنے کی بات اس نے اس لئے کی تھی کہ اسے معلوم ہو سکے کہ اسے کال کرنے کی کوشش کی گئی ہے یا نہیں لیکن میجر سے بات کر کے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس سے فون پر رابطہ کرنے کی کوشش نہیں گئی تھی۔

کمپیوٹر آن ہی تھے۔ اس نے پاس ورڈ دے کر ٹارچر روم کا منظر

اوپن کیا اور اپنی غیر حاضری کے دوران پیش آنے والے مناظر دیکھنے لگا۔ یہ مناظر اس کے لئے بہت ہی حیرت انگیز تھے۔ دشمن ایجنٹ مجبور و بے بس نظر آتے تھے اور پھر وہ حاوی بھی ہو جاتے تھے۔ اس نے دشمن ایجنٹوں کو شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر سے فرار ہوتے بھی دیکھا۔ شارب ایجنسی کے کئی آدمی ان کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔

”کمال ہے۔ یہ انسان تھے یا چھلاوے“...... کیپٹن رنجدرف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

پھر اس نے دیکھا کہ کرنل راجاف ایک پاکیشیائی آدمی کے ساتھ ٹارچر روم میں داخل ہوا تھا۔ کرنل راجاف کے چہرے پر کامیابی کی خوشی کے تاثرات تھے۔ وہ جس پاکیشیائی کو لایا تھا وہ بے ہوش تھا اسے رسی سے بندھا گیا۔ پھر کچھ ہی دیر میں بے ہوش آدمی ہوش میں آ گیا اور کرنل راجاف اس سے باتیں کرنے لگا۔ کچھ دیر کی باتوں کے بعد کرنل راجاف نے بندھے ہوئے دشمن ایجنٹ جس کا نام اس نے گفتگو کے دوران عمران لیا تھا کی طرف ریوالور کا رخ کیا تو کیپٹن رنجدرف نے اطمینان کا سانس لیا۔ میجر ڈی ایف نے بتایا تھا کہ یہ آدمی دشمن ایجنٹوں کا انچارج تھا۔ انچارج کے ختم ہونے سے کسی بھی گروپ کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جاتی ہے۔

”چلو۔ یہ قصہ تو تمام ہوا“...... کیپٹن رنجدرف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے سی ڈی کٹر کا آپشن اوپن کرنے کے لئے کی بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اسی وقت وہ اچھل پڑا۔ کرنل

راجاف نے ریوالور سے دشمن ایجنٹ عمران پر فائر کیا ہی تھا لیکن عمران نے اس تیزی سے حرکت کی تھی کہ وہ اس حرکت کو دیکھ ہی نہیں سکا تھا۔ دشمن ایجنٹ کے ہاتھ اب رسیوں کی جکڑ سے آزاد تھے اور وہ برق رفتاری سے گھوما تھا اور کمرے میں کھڑے ہوئے شارب ایجنسی کے آدمیوں پر جا پڑا تھا۔ جبکہ کرنل راجاف کی گولی فرش سے ٹکرائی تھی۔ کرنل راجاف اپنی گولی کا نتیجہ دیکھنے کے لئے رک گیا تھا اور اس نے ریوالور کی نال بھی نیچے کر لی تھی لیکن عمران اب فرش پر کہاں تھا۔ وہ تو شارب ایجنسی کے آدمیوں سے ٹکرا کر فضا میں بلند ہو گیا تھا۔ شارب ایجنسی کے آدمی نیچے گر گئے تھے جبکہ عمران کرنل راجاف کے پیچھے پہنچ گیا تھا۔ اس نے پوری قوت سے کرنل راجاف کو دھکا دیا تھا۔ جس کے نتیجے میں کرنل راجاف ایک کرسی سے جا ٹکرایا تھا اور اس کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ جبکہ دشمن ایجنٹ نے شارب ایجنسی کے آدمیوں سے ٹکراتے ہوئے ان میں سے ایک کے ہاتھ سے مشین گن بھی چھین لی تھی۔ کرنل راجاف کو کرسی پر گرانے کے بعد عمران نے مشین گن سے فائر کھول دیا اور کمرے میں جتنے بھی شارب ایجنسی کے آدمی تھے وہ سب چیخیں مارتے ہوئے فرش پر گر کر تڑپنے لگے۔ عمران نے یہ ساری کارروائی صرف ایک سیکنڈ میں مکمل کر لی تھی۔ عمران کی تیزی اور پھرتی پر آنکھ نہیں ٹکتی تھی۔

کرسی سے ٹکرانے کے بعد کرنل راجاف ابھی کھڑا ہو ہی رہا تھا کہ عمران اس کے سر پر پہنچ گیا تھا اور پھر اس کا مشین گن والا ہاتھ

بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا تھا اور کرنل راجاف منہ کے بل زمین پر جا گرا اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ عمران نے کرنل راجاف کی کنپٹی پر ایک اور بھی ضرب لگائی اور پھر اس کی نبض دیکھنے لگا۔

"حیرت ہے۔ یہ تو دشمن ایجنٹ باس پر حاوی ہو گیا ہے۔ پھر باس نے اسے کیسے ہلاک کیا ہو گا۔ خیر یہ بھی معلوم ہو جائے گا"۔ کیپٹن رنجدرف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس نے دوبارہ سکرین پر نظریں جما دیں۔ کرنل راجاف کو بے ہوش کرنے کے بعد عمران نے کرنل راجاف کے ہاتھ پاؤں رسی سے باندھ دیئے اور اس کے بعد کرنل راجاف کے منہ پر تھپڑ مارنے لگا۔ اپنے باس کی یہ بے قدری اور بے عزتی دیکھ کر کیپٹن رنجدرف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا لیکن ظاہری سی بات ہے کہ وہ اس وقت کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا۔ لہٰذا وہ خاموشی سے منظر دیکھنے لگا۔

کرنل راجاف چند تھپڑوں کے بعد ہوش میں آ گیا تو دشمن ایجنٹ عمران نے اس کے سر پر دو تین مکے رسید کئے اور پھر اس کے ماتھے پر بھی انگلی کے ہک مارے اس کے بعد کرنل راجاف کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

"تم میرے غلام ہو اور تم نے میرے ہر سوال کا صحیح صحیح جواب دینا ہے"...... عمران کی سرد آواز سنائی دی۔ اس کی آنکھیں بھی انتہائی سرخ ہو چکی تھیں۔

"ہاں۔ میں تمہارا غلام ہوں اور تمہارے ہر سوال کا صحیح صحیح جواب دوں گا"...... کمپیوٹر سکرین پر کرنل راجاف کی آواز سنائی دی تو کیپٹن رانجدرف حیرت سے اچھل پڑا۔ دشمن ایجنٹ نے کرنل راجاف کو ٹرانس میں لے لیا تھا۔

"او کے۔ یہ بتاؤ کہ شاکس پلان کہاں مکمل ہو رہا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈی لیبارٹری میں"...... کرنل راجاف نے جواب دیا تو کیپٹن رنجدرف اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔

"تم کبھی گئے ہو ڈی لیبارٹری میں"...... عمران نے سخت لہجے میں کرنل راجاف سے کہا۔

"ہاں آج میں ڈی لیبارٹری کا وزٹ کر کے آیا ہوں"...... کرنل راجاف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہاں کا لیبارٹری انچارج کون ہے۔ سیکورٹی انچارج کون ہے اور تم کیسے گئے تھے وہاں"...... عمران نے ایک ساتھ ہی کئی سوال کرنل راجاف سے پوچھے۔ لہجہ اس کا سخت ہی تھا۔

"لیبارٹری کا انچارج سر لیگاف ہے۔ البتہ سیکورٹی انچارج کرنل ایس ہے جو کہ جی کمانڈوز گروپ کا چیف بھی ہے۔ لیبارٹری کی سیکورٹی پر جی کمانڈوز کا ایک دستہ تعینات ہے۔ کوئی بھی غیر متعلقہ آدمی ڈی لیبارٹری میں نہیں جا سکتا اس کے سائنسی سیکورٹی انتظامات انتہائی سخت ہیں۔ پھر لیبارٹری آرمی ٹریننگ سنٹر کے نیچے بنائی گئی

ہے۔ آرمی ٹریننگ سنٹر پر ہمہ وقت سینکڑوں فوجی جوان رہتے ہیں۔ لیبارٹری کا صرف ہیلی پیڈ زمین پر بنایا گیا ہے۔ باقی لیبارٹری زمین دوز ہے اور وہاں تک جانے کے لئے صرف پریذیڈنٹ صاحب کارڈ جاری کرتے ہیں۔ جس کے پاس کارڈ ہو۔ وہ لیبارٹری میں داخل ہو سکتا ہے باقی کوئی آدمی بھی لیبارٹری میں داخل نہیں ہوسکتا۔ مجھے بھی صدر صاحب نے کارڈ جاری کیا ہے“...... کرنل راجاف نے اس مرتبہ کافی طویل بات کرتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہے وہ کارڈ“...... کرنل راجاف کے خاموش ہونے پر عمران نے پوچھا۔

”میری جیب میں ہے“...... کرنل راجاف نے بتایا۔

”کیا تم ہیلی کاپٹر پر ڈی لیبارٹری گئے تھے“...... عمران نے اس سے ایک اور سوال پوچھا۔

”ہاں۔ لیبارٹری شہر سے کچھ فاصلے پر ہے اس لئے میں وہاں ہیلی کاپٹر پر گیا تھا“...... کرنل راجاف نے کہا۔

”لیبارٹری کا فون نمبر کیا ہے“...... عمران نے پوچھا تو کرنل راجاف نے اسے فون نمبر بتا دیا۔

”او کے۔ اب تم میری ٹرانس سے آزاد ہو جاؤ گے“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرنل راجاف کی تلاشی لینے لگا۔ اسے کرنل کی جیب سے ایک کارڈ مل گیا اس نے کارڈ غور سے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کارڈ اس نے

جیب میں رکھ لیا اور خود وہ الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے ٹارچر روم میں موجود الماری کی تلاشی لی اور اسے الماری سے میک اپ باکس مل گیا اس نے وہ باکس اٹھایا اور کرنل راجاف کے قریب پہنچ گیا جو اب اپنے ہوش وحواس میں تھا۔

”یہ۔ یہ تم کیا کرنے لگے ہو“...... کرنل راجاف نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے پوچھا لیکن اس نے کرنل راجاف کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اس نے میک اپ باکس کھولا۔ میک اپ باکس میں آئینہ لگا ہوا تھا۔ وہ اس آئینے کی مدد سے اپنے چہرے پر میک اپ کرنے لگا۔ صرف پانچ منٹوں میں ٹارچر روم میں دو کرنل راجاف موجود تھے۔ خود پر کرنل راجاف کا میک اپ کرنے کے بعد عمران نے مشین گن اٹھا کر اس کا دستہ کرنل راجاف کی کنپٹی پر مارا تو ایک بار پھر کرنل راجاف بے ہوش ہو گیا۔ اب عمران اس پر میک اپ کرنے لگا اور جب عمران میک اپ کر کے فارغ ہوا تو فرش پر کرنل راجاف کی بجائے عمران پڑا دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے ایک بار پھر اس کی پھولی ہوئی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس کا سیل فون بھی نکال لیا پھر عمران نے کرنل راجاف کے لباس سے اپنے لباس کو بھی تبدیل کر لیا اور پھر سیل فون کی میموری چیک کرنے لگا۔ میموری چیک کرنے کے بعد اس نے کرنل راجاف کی پسلیوں میں ٹھوکر ماری تو وہ چیخ کر ہوش میں آ گیا۔

”ہاں۔ علی عمران۔ اب تم بتاؤ۔ تمہیں کیا سزا دی جائے“۔ عمران

نے کرنل راجاف سے کہا۔ کیپٹن رنجدرف پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ رہے تھے۔ عمران کو اپنے باس کی آواز اور لہجے میں بات کرتے دیکھ کر کرنل راجاف بھی حیرت زدہ دکھائی دے رہا تھا اور وہ تو اس قدر حیران تھا کو اس سے بولا بھی نہیں جا رہا تھا۔

”اب اگر تم نہیں بتانا چاہتے تو نہ سہی“...... عمران نے کرنل راجاف کے میک اپ میں منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر وہ گرے ہوئے ایک مشین پسٹل کی طرف بڑھا۔ اس نے وہ مشین پسٹل اٹھایا اور کرنل راجاف کی طرف کر کے فائر کھول دیا اس کے حلق سے کربناک چیخ بلند ہوئی اور وہ تڑپنے لگا۔ جبکہ عمران نے کرنل راجاف کے سیل فون پر نمبر پریس کیا۔

”سکیورٹی انچارج۔ تم فوراً ٹارچر روم میں آ جاؤ“...... عمران نے سو فیصد کرنل راجاف کی آواز میں کہا تو کچھ ہی دیر بعد ٹارچر روم کا دروازہ کھلا اور میجر ڈی ایف اندر داخل ہوا۔ اس نے کرنل راجاف کو سیلوٹ کیا اور اندر کا ماحول دیکھ کر حیران نظر آنے لگا۔

”یہ کم بخت چھلاوہ تھا چھلاوہ۔ اس نے ہمارے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے لیکن میں نے اس کا خاتمہ کر ہی دیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ فوراً برقی بھٹی جلاؤ اور اس کی لاش کو برقی بھٹی میں ڈال دو۔ خبردار۔ اس کام میں تاخیر بالکل نہیں ہونی چاہئے۔ میں ڈی لیبارٹری جا رہا ہوں واپس آؤں تو اس لاش کا نام و نشان بھی نہیں ملنا چاہئے“...... عمران نے کرنل راجاف کے لہجے میں میجر ڈی ایف کو ہدایات دیتے ہوئے

کہا۔

”او کے باس۔ میں ابھی اسے برقی بھٹی میں ڈلوا دوں گا“۔ میجر ڈی ایف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل راجاف کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

کیپٹن رانجدرف نے اپنا سر پکڑ لیا۔ چند سیکنڈ تو وہ اسی طرح بیٹھا رہا۔ پھر اس نے جلدی سے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور میجر ڈی ایف کے نمبر پریس کر دیئے۔

”یس۔ میجر ڈی ایف اسپیکنگ“...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے سیکورٹی انچارج کی آواز سنائی دی۔

”سر۔ میں کیپٹن رانجدرف بول رہا ہوں“...... اس نے تیز لیکن مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں کیپٹن کیا بات ہے۔ تم کچھ گھبرائے ہوئے سے ہو“...... میجر ڈی ایف نے کہا۔

”سر۔ پلیز۔ آپ فوری طور پر کمپیوٹر روم میں آ جائیں“۔ رانجدرف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیا کمپیوٹر روم میں کوئی آفت آ گئی ہے“...... میجر ڈی ایف نے منہ بنا کر کہا۔

”سر۔ ایسا ہی سمجھ لیں۔ پلیز سر۔ جلدی سے آ جائیں ورنہ سب کچھ ختم ہو جائے گا“...... کیپٹن رنجدرف نے اس مرتبہ رو دینے والے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم

تھا کہ اب میجر ڈی ایف بھاگتا ہوا آئے گا اس لئے اس نے ویڈیو کا منظر سیٹ کر لیا جو دشمن ایجنٹ عمران کی کارروائی پر مبنی تھا۔ اگر وہ ساری ویڈیو میجر ڈی ایف کو دکھاتا تو اس میں بہت سا وقت ضائع ہو جانا تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق ہی میجر ڈی ایف بھاگتا ہوا کمپیوٹر روم میں پہنچ گیا۔

"تم پر کیا آفت ٹوٹ پڑی ہے جو تم نے اس طرح بلایا ہے"۔ میجر ڈی ایف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ پلیز یہ منظر دیکھیں"...... کیپٹن رانجدرف نے کہا اور کمپیوٹر پر کرنل راجاف اور عمران کا منظر چلنے لگا اور جیسے جیسے یہ منظر آگے بڑھ رہا تھا میجر ڈی ایف کا چہرہ سرخ سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔

"بند کرو یہ منظر۔ میں سب سمجھ گیا ہوں"...... میجر ڈی ایف نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور ڈی لیبارٹری کے نمبرز پریس کرنے لگا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ڈی لیبارٹری کی ٹیلی فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"میجر ڈی ایف سیکورٹی انچارج شارب ایجنسی ہیڈکوارٹر"...... اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی سر۔ فرمایئے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"فوراً میری بات کرنل ایس سے کرائیں۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی"...... میجر ڈی ایف نے تیز لہجے میں کہا۔

"میجر صاحب۔ باس تو اس وقت سر لیگاف کے ساتھ میٹنگ میں مصروف ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایڈیٹ۔ کرنل ایس صاحب جہاں بھی ہیں اور جس حال میں بھی ہیں میری ان سے بات کراؤ"...... اس مرتبہ میجر ڈی ایف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ او کے سر۔ میں ان سے بات کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے ٹیلی فون آپریٹر نے کہا۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ٹیلی فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"سر۔ آپ لائن پر موجود ہیں"...... دوسری طرف سے آپریٹر نے اس سے پوچھا۔

"ہاں۔ میں لائن پر موجود ہوں"...... میجر ڈی ایف نے کہا۔

"سر۔ کرنل صاحب سے بات کریں"...... دوسری طرف سے ٹیلی فون آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کرنل ایس اسپیکنگ"...... اس مرتبہ دوسری طرف سے کرنل ایس کی سخت آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں شارب ایجنسی ہیڈکوارٹر سے سیکورٹی انچارج میجر ڈی ایف بول رہا ہوں"...... میجر ڈی ایف نے کہا۔

"کرنل راجاف تو میرے پاس پہنچنے والے ہیں۔ تم نے کس لئے فون کیا ہے"...... کرنل ایس کی غصیلی آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں آپ کو ایک اہم بات بتانا چاہتا ہوں۔ پلیز آپ بات

سن لیں اور یقین کریں میں سچ کہہ رہا ہوں کہ ڈی لیبارٹری کی طرف آنے والا اصل کرنل راجاف نہیں ہے۔ یہ وہی دشمن ہے جس کا نام عمران ہے۔ اس نے کرنل راجاف کا خاتمہ کر کے اس کا میک اپ کیا ہوا ہے اور اپنا میک اپ کرنل راجاف کی لاش پر کر دیا تھا تاکہ ہم یہاں مطمئن رہیں اور وہ اطمینان سے ڈی لیبارٹری کو تباہ کر دے“۔ میجر ڈی ایف نے جذباتی انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

”اونہہ۔ ٹھیک ہے“...... کرنل ایس کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہوگئی۔

”سر۔ میرا خیال ہے کہ کرنل ایس کو ہماری بات پر یقین نہیں آیا“...... کیپٹن رانجدرف نے کہا۔

”ہمارا جو فرض تھا وہ ہم نے ادا کر دیا ہے۔ اب تمام تر ذمہ داری کرنل ایس کی ہے“...... میجر ڈی ایف نے کہا اور پھر وہ کمپیوٹر روم سے باہر آ کر اپنے آفس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران نے شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کے ٹارچر روم میں ہی حالات اپنے حق میں کر لئے تھے۔ اس نے کرنل راجاف کا خاتمہ کر کے اس کا میک اپ کر لیا تھا اور اس کی لاش پر اپنا میک اپ کر دیا تھا۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ کرنل راجاف کا قدوقامت بالکل عمران جیسا تھا۔ اس کے خاتمے اور میک اپ سے فارغ ہونے کے بعد عمران اسی کے ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر آرمی ٹریننگ سنٹر پہنچا تھا جہاں کرنل ایس نے اس کا پرتپاک استقبال کیا اور وہ کرنل ایس کے ساتھ چلنے لگا۔ ان کے اردگرد چند کمانڈوز بھی موجود تھے۔ ہیلی پیڈ اصل عمارت سے تھوڑے فاصلے پر تھا۔ آرمی ٹریننگ سنٹر کے مین گیٹ کی پچھلی جانب ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس مین چار جی. کمانڈوز ہر وقت موجود رہتے تھے۔ اس کمرے میں کمپیوٹر اور کمپیوٹر سے منسلک پرنٹر جیسی مشین تھی۔ اس مشین میں صدر روسیاہ کا جاری کردہ اصل کارڈ ڈالا جاتا تھا تو لیبارٹری کا راستہ اوپن ہو جاتا تھا یا

پھر اندرونی طرف سے کرنل ایس اور لیگاف راستہ اوپن کر سکتے تھے۔ اس کے علاوہ یہ راستہ کسی بھی صورت میں اوپن نہیں ہو سکتا تھا۔

کرنل ایس اور عمران لیبارٹری کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ابھی وہ میدان میں ہی تھے کہ عمران کے ذہن میں خطرے کے الارم بج اٹھے پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا اسے ایک زور دار جھٹکا لگا۔ اسے یہ دھکا ایک قدم پیچھے چلنے والے کرنل ایس نے دیا تھا۔ یہ دھکا اتنی طاقت سے دیا گیا تھا کہ عمران اچھل کر دور جا گرا اور اس کے ساتھ ہی کرنل ایس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''فائر''...... اس کی آواز کے ساتھ ہی ماحول خوفناک فائرنگ سے گونج اٹھا۔عمران زمین پر گرتے ہی برق رفتاری سے رولنگ کرنے لگا۔ اس کے اردگرد اور آگے پیچھے گولیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ رولنگ کرتے کرتے عمران اپنی جگہ سے کئی فٹ اوپر اچھلا اور پھر اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے گولیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ اس کا ہاتھ تیزی سے گھومتا گیا اور ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں وہاں موجود تمام جی کمانڈوز اور کرنل ایس فائرنگ کی زد میں آ گئے۔ وہ سب انتہائی تربیت یافتہ کمانڈوز تھے۔ ان کی تربیت پر حکومت روسیاہ کا کثیر سرمایہ خرچ ہوا تھا اور حکومت روسیاہ کو ان کمانڈوز پر بڑا فخر تھا لیکن اکیلے عمران نے ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں ان کے کئی کمانڈوز کو خون میں نہلا دیا تھا۔ ان میں اور

عمران میں ایک واضح فرق تھا اور وہ فرق تھا قوتِ ایمانی۔ عمران ایمان کی طاقت سے مالا مال تھا اور جی کمانڈوز میں ذرا برابر بھی یہ طاقت نہ تھی وہ سب اس وقت شیطانی نمائندے بن کر لاکھوں بے گناہ انسانوں کو نیست و نابود کرنے پر تلے ہوئے تھے جبکہ عمران ان کے اس منصوبے کو خاک میں ملانے کے لئے سرگرم عمل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عمران کو یقین تھا کہ اس کا خالق اس کی مدد کرے گا اور کفر و شرک و شیطانین کے مقابلے میں اسے فتح سے ہمکنار کرے گا۔

یہ جگہ آرمی ٹریننگ کا سنٹر تھی۔ یہاں فائرنگ ہوتی ہی رہتی تھی۔ جب سے جی کمانڈوز یہاں آئے تھے تو اس فائرنگ میں بہت اضافہ ہو گیا تھا کیونکہ وہ شوقیہ بھی فائرنگ کرتے رہتے تھے۔ انہیں یہاں کوئی تفریح میسر نہیں تھی۔ وہ تفریحاً بھی فائرنگ کرتے رہتے تھے اور پھر ان کے گولہ بارود کے بجٹ کا آڈٹ بھی نہیں تھا اس لئے وہ بے دریغ فائرنگ کرتے تھے۔ اب بھی یہ فائرنگ ہوئی تو آرمی سنٹر والوں نے یہی سمجھا کہ جی کمانڈوز تفریحاً فائرنگ کر رہے ہیں اور انٹری روم میں بیٹھے ہوئے جی کمانڈوز یہ سمجھے کہ یہ فائرنگ آرمی سنٹر والوں نے کی ہے۔ وہ تو کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ اس علاقے میں کبھی کوئی غیر متعلقہ آدمی بھی آ سکتا ہے۔ آرمی ٹریننگ سنٹر آنے کے لئے دو راستے تھے اور دونوں راستوں پر آرمی کی کئی چیک پوسٹیں تھیں اور آج تک کوئی ایسا واقعہ نہیں ہوا تھا

کہ کوئی غیر متعلقہ آدمی ان چیک پوسٹوں کو کراس کر کے اس ٹریننگ سنٹر پر پہنچا ہو۔ لہٰذا کسی نے بھی اس فائرنگ پر توجہ نہیں دی تھی ورنہ اس وقت بھی ٹریننگ سنٹر میں سینکڑوں فوجی موجود تھے۔ عمران سمجھ رہا تھا کہ ان کا غافل رہنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے مدد ہے۔

جی کمانڈوز اور کرنل ایس زمین پر پڑے ابھی تڑپ ہی رہے تھے کہ عمران لیبارٹری کے انٹری روم میں پہنچ گیا۔ انٹری روم میں چار کمانڈوز اور ایک کمپیوٹر آپریٹر بیٹھا ہوا تھا جبکہ لیبارٹری کی طرف جانے والا راستہ بھی اوپن ہی تھا۔ ان لوگوں کا تو یہی خیال تھا کہ کرنل ایس، ابھی کرنل راجاف کے ساتھ آئے گا اور جب وہ لیبارٹری میں چلے جائیں گے تو پھر وہ راستہ بند کریں گے۔ عمران انٹری روم میں داخل ہوا تو چاروں جی کمانڈوز کھڑے ہو گئے اور کرنل راجاف کو تنہا دیکھ کر حیران ہونے لگے۔

''سر۔ باس کہاں ہیں''...... انہوں نے دروازے سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ جہاں ہے میں تمہیں بھی وہیں بھیج رہا ہوں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے مشین پسٹل سے شعلے نکلنے لگے۔ کمرے میں موجود پانچوں آدمیوں کے سینوں میں سوراخ ہو گئے۔ ان کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگے جبکہ عمران لیبارٹری کے راستے کی جانب بڑھ گیا۔

''مس جولیا۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ عمران صاحب کی لاش نہیں ہے''...... صفدر نے کہا تو سب چونک کر صفدر کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ پر بیٹھے تھے۔ عمران کی لاش انہوں نے ایک صوفے پر رکھ دی تھی۔ وہ سب سوگوار تھے اور سوچ رہے تھے کہ ایکسٹو کو عمران کی موت کی خبر دیں لیکن کسی میں ہمت نہیں ہو رہی تھی اور پھر ابھی ان کا مشن بھی ادھورا تھا۔ مشن کے مکمل ہونے سے پہلے وہ ایکسٹو کو فون نہیں کرنا چاہتے تھے۔

''تمہیں کیسے لگ رہا ہے کہ یہ لاش عمران صاحب کی نہیں ہے''...... خاور نے کہا۔ جولیا نے بھی صفدر کی طرف دیکھا۔

''بس مجھے ایسے ہی لگ رہا ہے۔ خاقان''...... صفدر نے پہلے خاور سے کہا اور پھر خاقان کو آواز دی۔

''یس صفدر صاحب''...... خاقان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہارے پاس کوئی جدید میک اپ واشر ہے''...... صفدر نے

خاقان سے پوچھا۔

"جی ہاں صفدر صاحب۔ میں ابھی لے آتا ہوں"...... خاقان نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔صفدر کی بات سن کر جولیا سمیت سب ساتھیوں کے چہروں پر امید کے تاثرات ابھر آئے تھے اور وہ دل ہی دل میں دعا کرنے لگے تھے کہ صفدر کی بات سچ ثابت ہو۔ ویسے ان سبھی کے دل گواہی دے رہے تھے کہ عمران مر نہیں سکتا لیکن وہ شارب ایجنسی کے ہیڈکوارٹر سے جس طرح یہ لاش لائے تھے اس سے تو یہی لگتا تھا کہ عمران واقعی مارا جا چکا ہے اور یہ اسی کی لاش ہے۔ عمران نے آج جو لباس پہنا ہوا تھا اس لاش پر وہی لباس تھا۔ کچھ ہی دیر میں خاقان میک اپ واشر لے آیا۔ اس نے میک اپ واشر کا ہیلمٹ نما حصہ لاش کے منہ سے لگا کر میک اپ واشر کا بٹن دبا دیا۔ گھوں گھوں کی آواز آنے لگی۔ تقریباً نصف منٹ بعد خاقان نے بٹن پھر دبایا تو آواز بند ہوگئی۔ اب خاقان نے میک اپ واشر لاش کے چہرے سے ہٹایا تو وہ سبھی اچھل پڑے اور ان کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آ گئے کیونکہ یہ چہرہ عمران کا نہیں تھا۔

"یہ تو کرنل راجاف ہے"۔خاقان نے خوشی سے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ اس بات کا اندازہ ان سب کو ہو گیا تھا اور وہ سمجھ بھی گئے تھے کہ عمران، کرنل راجاف کے میک اپ میں مشن مکمل کرنے گیا ہے

"اس۔ اس عمران نے تو میری جان ہی نکال لی تھی"...... جولیا

نے بھی جذبات میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

"یعنی تمہاری جان عمران میں ہے۔تم کہیں جادوگر کی مینا تو نہیں ہو"...... عمران کی شوخ آواز سنائی دی تو سب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں عمران کھڑا تھا اور آنکھیں پٹپٹا رہا تھا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ گھرے اندھیرے سے یکا یک روشنی میں آ گیا ہو۔

"تم۔تم ہمیں بتا نہیں سکتے تھے کہ تم کرنل راجاف پر اپنا میک اپ کر کے مشن مکمل کرنے جا رہے ہو"...... اب جولیا نے غصیلے لہجے میں عمران سے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میرا مشن مکمل ہو گیا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں بالکل۔ ہمارا تو یہی خیال ہے کہ تم مشن مکمل کر آئے ہو"۔ جولیا نے کہا۔

"میرا مشن تو اس دن مکمل ہو گا جب صفدر خطبہ نکاح یاد کر لے گا لیکن یہ ظالم جان بوجھ کر یاد نہیں کرتا"...... عمران نے شکوہ بھرے لہجے میں کہا تو سب کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"تمہارا یہ مشن ہمیشہ ادھورا ہی رہے گا"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ایسی باتیں کر کے تم دل پر چھریاں چلا دیتی ہو"...... عمران نے اس مرتبہ دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا۔ جیسے ہی دوسری

طرف گھنٹی جانے لگی عمران نے سیل فون کا اسپیکر بھی آن کر دیا۔

”یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ آف روسیاہ“...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا کا علی عمران بول رہا ہوں۔ جلدی سے اپنے صدر سے بات کراؤ“...... عمران نے بارعب لہجے میں کہا۔

”اس وقت تو ان سے بات نہیں ہو سکتی“...... ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”احمق۔ اگر تم نے میری بات نہ کرائی تو روسیاہ کو اربوں ڈالرز کا نقصان ہو جائے گا۔ جلدی سے بات کراؤ“...... عمران نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ہولڈ کرو۔ میں کوشش کرتا ہوں“...... دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”یس۔ پریذیڈنٹ آف روسیاہ اسپیکنگ“...... تقریباً نصف منٹ بعد روسیاہی صدر کی بارعب آواز سنائی دی۔

”علی عمران۔ ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ“۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”تم۔ تم نے کس لئے فون کیا ہے“...... دوسری طرف سے روسیاہی صدر کی غصیلی آواز سنائی دی۔

”جناب صدر۔ میں نے آپ کو یہ اطلاع دینے کے لئے فون کیا ہے کہ صرف دو منٹ بعد آپ کا آرمی ٹریننگ سنٹر اور ڈی لیبارٹری

مکمل طور پر تباہ ہونے والے ہیں۔ لیگاف اور لیبارٹری میں موجود تمام افراد کا تو میں نے خاتمہ کر دیا ہے البتہ آرمی سنٹر میں موجود فوجیوں کو میں نے بے ہوشی کی حالت میں چھوڑ دیا ہے۔ اگر آپ ان دو منٹوں میں انہیں بچا سکتے ہو تو بچا لو ورنہ لیبارٹری اور آرمی ٹریننگ سنٹر کے تباہ ہوتے ہی وہ سب بھی ہلاک ہو جائیں گے“۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”یہ۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ لیبارٹری تک پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو“...... صدر روسیاہ نے بے یقینی کے عالم میں کہا۔

”او کے۔ اب ڈیڑھ منٹ بعد آپ کو خود معلوم ہو جائے گا۔ میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ میں آپ کو بتا سکوں کہ میں نے لیگاف کے ریسرچ پیپر حاصل کر لئے ہیں اور اب یہ شاکس پلان ہم بھی بنا سکتے ہیں اور اگر آئندہ روسیاہی حکام نے پاکیشیا کے کسی ایک شہر میں زلزلہ پیدا کرنے کا سوچا بھی تو پاکیشیا، روسیاہ کے دس شہروں میں تباہی پھیلا دے گا۔ اب ڈی لیبارٹری صرف ایک منٹ کی مہمان ہے۔ او کے گڈ بائی“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیل فون کان سے ہٹا کر کال اینڈ کا بٹن دبا دیا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا جو اسے تحسین بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ انہیں اس طرح اپنی طرف متوجہ پا کر عمران نئی نویلی دلہن کی طرح شرمانے لگا۔ اس کے اس انداز پر سب ہی مسکرانے لگے۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی خوفناک و دہشت ناک ناول

ماورائی نمبر

مکمل ناول

ڈیول ہاؤس

مصنف
ارشاد العصر جعفری

- مسلم امہ کے خلاف یہودیوں کی ایک خوفناک سازش۔
- ڈاکٹر شیان جو سائنس دان ہونے کے ساتھ ساتھ ماورائی علوم کا بھی عامل تھا۔
- ڈاکٹر شیان جس نے مسلمانوں کے عالمی رہنماؤں کے خاتمے کے لئے ایک بچے کو عفریت بنا دیا اور وہ عفریت مسلمان رہنماؤں کا خون پینے لگی۔
- ڈاکٹر شیان جس نے اسرائیل کے صدر کو یقین دلایا کہ اس کا عفریت بچہ عمران کا خون پی کر اسے ہلاک کر دے گا تو کیا عفریت بچہ عمران کا خون پینے میں کامیاب ہوا ——؟
- عمران اور جوزف ایک ہوٹل کے کمرے میں تھے کہ شیطانی طاقتوں نے ہوٹل کو میزائلوں سے اڑا دیا۔ کیا عمران اور جوزف زندہ بچ سکے ——؟

جولیا ایک نئے اور بھرپور کردار میں

- ایکسٹو نے جولیا کو حکم دیا کہ وہ عمران کو گولی مار دے۔ کیوں ——؟
- وہ دہشت ناک لمحات جب سوپر فیاض کے سامنے ڈاکٹر شیان نے سوپر فیاض کے ساتھیوں کا خون پیا۔ سوپر فیاض کیونکر بے بس ہوا ——؟

پراسرار لمحات اور خوفناک واقعات میں لپٹی ہوئی دہشت ناک کہانی جو آپ کو مدتوں یاد رہے گی۔

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران، پاکیشیا سیکرٹ سروس اور زیرولینڈ کے ایجنٹوں کا جان لیوا ٹکراؤ

مکمل ناول

ڈیتھ آف ایکسٹو

- زیرولینڈ کا پاکیشیا کی کروڑوں عوام کو معذور کر دینے کا خطرناک منصوبہ۔
- زیرولینڈ کی خطرناک سازش جس کی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔
- سنگ ہی اور تھریسیا نے جدید سائنسی مشینری استعمال کرتے ہوئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر ٹریس کر لیا۔
- زیرولینڈ کا علی عمران اور ایکسٹو کو ہلاک کرنے کا منصوبہ کامیاب ہوگیا۔
- سنگ ہی اور تھریسیا نے ایکسٹو کو گولیاں مار دیں ۔ اور ایکسٹو کی لاش بھی اٹھانے والا کوئی نہیں تھا۔
- سنگ ہی اور تھریسیا نے سرسلطان کو اغوا کر لیا اور ان کے دماغ کو الیکٹرک شاکس دیئے جس کی وجہ سے سرسلطان پاگل ہوگئے۔
- سنگ ہی اور تھریسیا نے سرسلطان کی موجودگی میں خاور کو گولیاں مار دیں اور سرسلطان ہنستے رہے۔
- عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ٹیم بے ہوش تھی اور فنچ اور تانوتا نے ان پر گولیاں برسا دیں۔ کیا وہ زندہ بچ سکے؟

وہ حیرت انگیز لمحات جب جولیا نے اپنے ہاتھوں سے تنویر کو گولیاں مار دیں۔ کیوں؟

دل دہلا دینے والے وہ لمحات جب عمران ایک جنگلے میں قید تھا اور اس پر خونخوار کتے چھوڑ دیئے گئے۔ کیا عمران ان کتوں سے بچ سکا۔ یا؟

تیز رفتار ٹمپو، سطر سطر پر بکھرا ہوا سسپنس، لمحہ بہ لمحہ حالات بدلتی ہوئی سچویشن پر مبنی ایک ایسا شاہکار ناول جو قارئین کو اپنے سحر میں جکڑ لے گا۔ (تحریر۔ ارشاد العصر جعفری)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

خیروشر کی ازلی جنگ کی ایک اور دہشت ناک و ہیبت ناک داستان

ماورائی نمبر

مکمل ناول

ڈیول اٹیک

❖ ایک ایسی مظلوم روح کی داستان جو اڑھائی ہزار سال سے شیطانی طاقتوں کے مظالم برداشت کر رہی تھی۔

❖ عمران نے اس مظلوم روح کی مدد کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن یہ فیصلہ ہوتے ہی عمران پر شیطانی طاقتوں نے حملوں کی بوچھاڑ کر دی۔ وہ عام انسان تھا کب تک ان حملوں سے بچتا۔

❖ وہ حیرت انگیز لمحات جب سلیمان نے عمران کو زہر دے دیا۔ کیا سلیمان، شیطان سے مل گیا تھا اور کیا عمران اس زہر سے بچ سکا ——؟

❖ جوزف پر شیطانی طاقتوں کا خوفناک حملہ۔ جوزف اس قابل ہی نہ رہا کہ عمران کا ساتھ دے سکے تو کیا جوزف ناکارہ ہو گیا تھا ——؟

❖ شیطانی طاقتوں نے تنویر کو برفانی دلدل میں پھینک دیا جہاں سے اس کا زندہ بچنا کسی بھی طرح ممکن نہیں تھا۔ تو کیا وہ اس برفانی دلدل میں ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا؟

❖ برف پوش پہاڑوں کے درمیان برفانی انسانوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا۔ عمران اور اس کے ساتھی ان برفانی عفریتوں سے کیسے بچ پائے ——؟

❖ عمران اور اس کے ساتھی جس جہاز پر سوار تھے وہ آؤٹ آف کنٹرول ہو گیا۔ کیا جہاز تباہ ہو گیا۔

❖ جولیا پر درجنوں وحشیوں نے حملہ کر دیا۔ کیا جولیا وحشیوں کے ہاتھوں ماری گئی؟

پراسرار و خوفناک واقعات، تیز رفتار ایکشن، شیطانی طاقتوں کی ہنگامہ آرائیوں پر مبنی ایک ایسا ناول جو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ (تحریر۔ ارشاد العصر جعفری)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

عمران سیریز میں ایکشن فل، دلچسپ اور منفرد ناول

مکمل ناول

رانگ وے

رانگ وے = ایک بین الاقوامی خطرناک اور طاقتور تنظیم جس نے اپنے خونی پنجے دنیا کے تمام ممالک میں گاڑ رکھے تھے۔

رانگ وے = جس نے کافرستان سے مل کر شوگرانی مسلمانوں کی نسل کشی کا منصوبہ بنایا اور پھر اس منصوبے پر عمل بھی شروع کر دیا۔

رانگ وے = جو عمران کے جد امجد کی لاش قبر سے نکال کر اس کی بے حرمتی کرنا چاہتی تھی۔ مگر کیوں ——؟

= جب عمران کو رانگ وے کے اس منصوبے کی خبر ملی تو اس کا کیا ردعمل ہوا——؟

= عمران نے شوگرانی مسلمانوں کے خلاف بننے والے اس منصوبے کے خلاف کام کرنے سے انکار کر دیا۔ آخر کیوں——؟

= عمران اپنے جد امجد کے خلاف بننے والے منصوبے کو ناکام بنانے کے لئے حرکت میں آیا تو تنویر نے اس مشن کو مشن ماننے سے انکار کر دیا۔

= رانگ وے کے ایجنٹوں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے کمروں میں زہریلی گیس چھوڑ دی۔ کیا عمران اور اس کے ساتھی زندہ بچ سکے——؟

= رانگ وے کے چیف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کی ویڈیو دنیا کے تمام ممالک کو بھجوانے کا فیصلہ کرلیا۔

= وحشت اور ہیبت کے وہ خوفناک لمحات جب عمران نے جوزف کو حکم دیا کہ وہ اس کے دشمن کو زندہ کھا جائے تو جوزف نے فوراً اس کے حکم پر عمل کر ڈالا۔

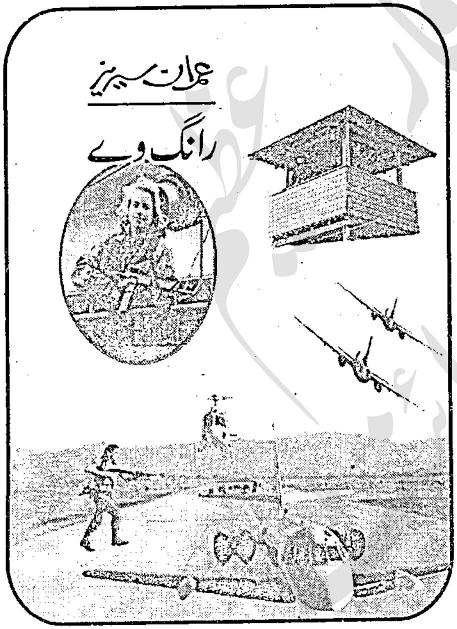

انتہائی حیرت انگیز واقعات، تیز رفتار ایکشن، سسپنس اور مزاح سے بھرپور ایک ایسا ناول جو آپ کو برسوں یاد رہے گا (تحریر۔ ارشاد العصر جعفری)

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان
Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com